

M.A.LIBRARY, A.M.U.



PE7790

الف مقصورہ

۷۷۹

اثر سید محمد میر کین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا و از سنوئی
دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و شنوئی گزشت

دوست ہوتا ہو وہ تو کیا ہوتا آپ ہی نہ جل تجھے نہ کیا و سن دلین آہ کی ہمین حیرت ہر آپ ہی تجھ کو کیا دیوین جو اب کا مہر دین کہچہ تو ہر تحقیق سی کیا کام مجھے	دشمنی یہ تو بسیار آتا ہے اسپر کین گے آہ کہ بنے ہی آہ کی کہ تجہ بن اب تلک کہ طرح ہمنے زندگان کی یون تو ناحق نہیں دیکھتے ہیں شام مجھے
--	--

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن ثناء از تربیت یافتگان مولوی صہبائی

ترا ہر ایک سے ملنا بت و فادشمن ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ	کرے گا دیکھئے کس کس سے آشنا ہو حیلہ اک اور ہی باقی بر سومر دیکھیں گے
--	---

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عمدہ مختاری سرکار مرزا
فرخندہ بخت نامزد و بدینا لفظ یہ خیلہ گزشت داشت و با اینہم سخن سادہ پر کاری لاند
درست ازین خاکدان رخت برست

میں تو اوس نو جوان پر غش ہوں یہ شام چہر آئی آفت زدہ کہان سے کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب برنا ہماری جان پر گرتی ہی برق غم ظالم پہر اعدم سے کوئی اب تلک آگتا کر کہنے کیا کیوں طفل اشک اپنی گلے کے بارہن	ہاے عالم تری جوانی کا بڑے ہو و سیاہ ایسے ناخواندہ میمان کا کسیہ کا کام ہمیشہ بنا نمسین رہتا تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا خدا ہی جانے وہاں ہین فرختین کیا کیا اسن ماند کے تو کچھ لڑکے ہی ناہواریز
---	---

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی کشتہ دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ	تجھے یاد کا سر بہانے بہت ہیں فسون سیکڑوں میں فسانے بہت ہیں
---	---

احسن مولوی محمد احسن خلیفہ منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری موطن
ولادتش در ۱۳۳۲ء واقع شدہ و نسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد
امروزہ در بھوپال بسک اعزہ منسلک است و بہ تعلیم کمین برادر مامور در حسن
تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست از رنگ فرہنگ کا زنا
فرہنگ آئینہ حسن تجھے صدر یقیہ و صحیفہ شاہجہانی و لغات شاہجہانی و مصطلحات
شاہجہانی منشا تش در بنگالہ غارہ شہرت بر روادار و معین در ریختہ کمرہ گفتہ است
و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از ملاذہ اش بود دیدہ ام
طبع ہموار داشت

نکریکے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری اثر دیکھو شہید ان محبت کی تواضع کا تن کا یہ نقشہ کہ بل سکتا نہیں چون نقشہ پیا گمان ذوق کرم تو نگر خدا کے لئے ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد وہاں ہی ناز سے تم میرا خون بہا دینا یہہ سر کہ بار گراں ہے بدوش جان احسن دیر تک ٹھیرے وہ پس کشتن	اپنے سر پہ نہیں لینے کے ہم احسان اپنا نکلتا ہے میرے سینہ سے تیرا کواکمان ہو کر دل کی وہ حالت کہ سو سو بار اوچلا جائے بحر و فائیں کر تا ہوں ظالم تری جفا کے لئے خبر ضرور ہے جس طرح بتدار کے لئے کروں میں حشر میں دعویٰ جو نہا کے لئے لگا رکھا ہے کسی تیغ آزمائے کے لئے بدگسائی کا مجھ پر احسان ہے
--	---

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان بیوگی نواح کلکتہ از غازی اللہ
حیدر پادشاہ لکنئو خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گزشتہ
از تالیفات اوست صبح صادق و نور الانشا و محمد حیدریہ و تقوٰدا حکم و تذکرہ

آفتاب مالاب و دیوان پارسی و ریختہ

جان می جمنے ہوئی تب خیم بجا لے بنات

اسیر نشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایہ عطفوت فرمانروا رامپور

بسرچی برد پشتر در عمد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکار خم خروانی بود و بہ تدبیر

مہر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہ دار و

در ریشیتہ اوراد یوا نہاست سخور شختہ گوشت و این چند بیت از و

ثابت اپنا نہوا خون کسی پر دم حشر

کو سے قاتل کو جو چلتا ہوں تو سایہ ڈر کر

آتشک قطب الدین نام از تلامذہ دلی و بلوی است خیلہ خوش گفتہ

خون ریش نہ کچھ اندیشہ پیدا د آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکو

دلیں مرے را دل دشمن کو چوڑ کر

کتے ہیں مجھ سے صرف یہ بچو تو مول لیز

میری قسمت میں خوشی کب تھی بجز رنج و الم

خاک ساری جو ٹھکانے سے لگا دے مجھ کو

اداکستی ہے میں لون نازک مٹا ہر کس میں لیو

ملائی جانیگی اوسن تکی صورت و رنگا سے

دل اوسی فتنہ گر کا پیر و ہے

خبر دار اسکو چھین آنے ندینا

بزم دشمن میں مجھ کو رہنے دو

اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب

لکھد یا خط میں او نہیں وقت پہ جو یاد آیا

ہے یہی شرم تو کب شیوہ پیدا د آیا

تیر نگاہ یار ہی ہے آبر و پسند

دل ہے پسند دل کی نہیں آرزو پسند

میں تو کشتکا تہا د میں اپنا مقدر دیکھ کر

تو رہوں چین سے خاک در جانان چو کر

ابھی سو دانیہیں دل کا خریدار و کی باتیں ہیں

بڑا موقع تو یہ ہے دیکھئے وہاں ہم ہی ہو ہیں

فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے

قسم لی اوس نے میرے ہفتشیں سے

چاہئے اک بڑے بدلے کے لئے

بات کا انتظام ہوتا ہے

اے جنم اگر کمی کہہ ہو	ہم سے لینا عذاب فرقت کے
افسوس میرے شب علی خلیف میرے ظفر علی نبش تا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتی	میشود مرزا جوان بخت را ہدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند
در آخرا یام حمدہ انشاء کالج کلکتہ بدو باز گشت	
دیکھتے ہی اوسے حاشہ ہوئے دریا نیکو	وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھا نیکو
افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم ز پرورش ہرہ سخن بردا	
دل سے شکوہ زبان تک آکر	بن گیا شکر آب کے ڈر سے
کیا مرا ہو جو وہ دربان سے اپنے کہدین	کوئی یان آنے نہ آئے مگر افضل آئے
اکبر اکبر خان کہین برادر شیفہ دہلوی از موسن خان باستقامت پڑا خستہ نیکو سنجیدہ	
است	
ہو اندہ شوق سے اوس کو چہین گذر اپنا	ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے نامہ ہر اپنا
ہم تو لین ہی رہو خفا ہو تو خوش ہو	آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے
امیر نشی امیر احمد کہین فرزند مولوی کریم احمد لکھنوی نبش تا حضرت شیخ مینا	
قدس سرہ میر سدا نوئے ادب پیش نشی مظفر علی اسیر ترکہ کردہ امروز بہ اوستادی	
فرمان فرمائے راہپور سر فراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب حماد	
ناظم النیین مضامین دل آشوب مجموعہ واسوختا و قصاید و بعض شہوایات مشعل	
نور تجلی و ابر کرم دستہ سے نعتیہ سسی بہ ذکر شاہ انبیا و سرہ بصیرت از گرامی سخن	
سجاست و نامی اوستا و ان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقما	
کہ بخشید تو ان گفت	
اس قدر ہے دراز جبر کی رات	پر تڑپنے سے جی نہیں بھر تا

نوجوان لوگ کیا نہیں کرتے
 وہ آئے کہینچ کے تلوار سبکدوشا دیا
 غم اور کاسر تو نئے پختا ہے میر سینہ میں
 لاکھوں اوس لپکے دیوانے تو ان عشق نے
 بہانوں ہو کر جو ٹھوکر سے بولے
 چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ
 عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہرگز
 ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہیں
 بھکو دیکھا تو غیب سے بولے
 عمر کو سارا زما ناگزیران کہتا ہے
 روتے ہیں ترے مریض پہرون
 روز آنے کو جب کہا بولے
 کرتے تو ہوا امیر سوال اوس سے حشر میں
 اسے شب و وقت عجب اندھیر کی یہ باہر
 بسملوں سے ہی نازا دھوائے
 ہی قصہ کہ دل کعبہ نشینوں کے چرائے
 تسکو آتا ہے پیار پر غصہ
 مینے کہا کہ پھر دودل کیا روکے تم
 کہنے نا آشنا تو کہتے ہیں
 غیر و نیکے حال پر تو بہت لطف ہی ہے
 باقی نہ کوئی دل میں آئی ہو س ہے

دل لگا یا تو کیا گناہ کیا
 امیر آج بہت ہم نے تھکوا دیا
 کہاں ہو وہ جو دل نام اک یہاں ہمارے تہا
 ایک مشت استخوان کا نام مجھوں رکھ دیا
 مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا
 میں آج خضر سے ہی سخت بدگمان ہوا
 جی میں ہی آج سے عاشق ہوں شب و وقت پر
 ہمارے آگے تمہاری وہاں سو گا کون
 آپ ہی مجھ کو پیار کرتے ہیں
 دنِ مُجدائی کا مگر عمر میں محسوس نہیں
 چھاتی سے لگا کے دردِ دل کو
 اک تمہیں مجھ کو پیار کرتے ہو
 اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پہر کہو
 ساری دنیا میں تو دن اک میر گہر میں آ
 ہمارے انداز میرے قاتل کے
 تاکا ہے بڑے گہر کو ترے دزد خانے
 مجھ کو غصہ پہ پیار آتا ہے
 بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے
 یہی باتیں ہیں آشنائی کی
 ہم پر ہی لطفِ حال ہمارا ہی غیر ہے
 چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس کے

مسجد میں بلا تامل ہے ہمیں زبرد نا فہم
 ہاتھ ڈالا اپنے دامن پر تو بولے ناز سے
 دم جو نکلا غم فرقت میں تو ہم یہ سمجھے
 سر سے ہی سامنے دامن اڑھا کر ناز سے چلنا
 ہو گا بند جب تک نقد جان باقی ہو غالب ہیں
 جگر کو دون کہ دل کے درون تباہی و خاک
 نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی حوشت
 خلعت پہن کے آنکھی تھی گہرین آرزو
 پہلو میں میرے دلوں نہ ای در و کر تلاش
 بت شکے وقت نزع نہ بالین پہ میکر بیٹھے
 اہل محشر پہ ہے احسان کر دیوانے کا
 بہار آئی ہر اسے دستِ جنون یا حمید کی ہری
 پچھانی ہری ہار پچھاڑ کے اوسین شراب ناب
 کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کتا ہوں
 شب وصال بہت کم ہری آسمان سے کہو
 جب کہائیں شبِ غم کوئی غمخوار نہ تھا
 قریب یاری روزِ محشر چھپے گا کشتہ کا خون
 وہ مزادیا تر پیے کہ یہ آرزو ہری یارب
 جب میں کتا ہوں کہو گے کیا خدا کے سامنے
 مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا
 گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس آئی

ہو تا کچھ اگر ہوش تو میخانے سجاتے
 میرا دامن چوڑے اپنا گریبان ہار دیتے
 دل جو رڈھا تو نہ انیکے لئے جان گئی
 جھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا
 سخی کے گھر کا دروازہ ہی جا کیا پی گریبان کا
 کہ دوپاسو میں یہ یہ ایک قطرہ آب پر چاک کا
 اوٹھائی اوس نے چلن پہ گیا پردہ گریبان کا
 یہ حوصلہ ہی گور و کفن سے نکل گیا
 مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
 ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا
 سر کو ٹکرا کے درِ باغ ارم تو ڈر دیا
 گریبان سے گلے ملے چلا ہر جا کا دانا کا
 کیا صرف کار خیر مرا پیر من ہوا
 کہ اس سے جرم ہوا ہو گا آشنائی کا
 کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا
 در دے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہ گار نہ تھا
 جو چپ ریگی زبان خنجر لہو پکار گیا استغفار کا
 مرے دونوں پھلو و نین دن بقرار ہوتا
 کہتے ہیں نکو تبادین روزِ محشر کا جواب
 بڑے کام آئے یہ لڑکے چل کر
 جمع پیر دل نہیں ہوتا ہی پریشان ہو کر

بولادہ بت سر ہانے مرے آکے وقت نزع
 کاٹا ہوا ہون سو کہہ کے لیکن نہال ہون
 تو نے تو اسے سیاہی شہدائے تاراج
 کہتی ہے ہر ایک تری زلف دراز سے
 اسے برق تو ذرا کہتی تڑپ ٹھہر گئی
 ٹھہر کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے
 خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم
 وہ آکر وعدہ وصل کا قصد نہیں نہیں
 نہان رہتا ہی آئینہ سے وہ بیگانہ خوبرون
 مزلے لیکے رگڑا ہی گل شمشیر قاتل سے
 نکراے یاس یون برباد میرے خانہ دل کو
 صورت غنچہ کمان تاب تکم مجھ کو
 میں تو کیا حلّس سے وہ آئینہ روکتا ہے
 زاہد امیر رحمت حق اور جھوٹے
 کانٹوں سے کہو سنبھال لینا
 وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
 مری طون سے کہے کوئی حضرت ختم
 شتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ نکال
 دل تلکے وصال کا سودا ٹھہر گیا
 آرائش او سنی لہنے کس طرح کی
 کان جب آواز سننے ہیں تری

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس
 کٹھن گھا اور اپنے عہد کی نگاہ میں
 دہشالگا دیامرے سخت سیاہ میں
 چھوٹے سے قد پہ میرے سنا بنا بلا ہون
 یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب میں
 لو ایسے مفت سجدے مری آستانہ میں
 ظالم نے بہرے ہوئے تھیں کہاں کے ہیں
 سچ سچ بتا یہ لفظ اونہیں کی نہانکے میں
 حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسوں
 بزرگ زخم ہم نہیں سنکے روئے ہیں اہو برسوں
 اسی گھر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں
 منہ کے سو کرے ہوں آکے جو تبسم مجھ کو
 پیار کی آنکھ سے دیکھا کرو تم مجھ کو
 پہلے شراب پی کے گندگار بھی تو ہو
 آتا ہے غش اک برہنہ پا کو
 امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
 بہت رعبے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو
 کہتے ہیں لگات بہت آتی نہیں مجھ کو
 الفت کی آنکھ بچ میں دلال ہو گئی
 بنسلی گلے میں پاؤ نہیں غلخال ہو گئی
 آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہئے

کرنے انکار سے فوج اسے تیرنگن
 سکوپاں پونکا ہوتا ہے ہر عفو حکم
 اللہ سے قدر سے گناہوں کی روزِ حشر
 سو جانیں ہوں تو تیغ بہ تیری نذر کروں
 بچوے بیٹھ کے مسجد میں نکالے واعظ
 غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
 حشر میں عذر گناہ کیا ہے بتا تو رکھو
 لگی دل کی بھائی کیسی میں کون لیا کر
 چھوڑے کہیں نہ گیسو پیرم نے اس کے بچ
 نہ توڑ دایمہ جانے ہی دو کہ ایک ہی
 شوخی حسن لاکھ اونکو کیا طاق مگر
 یقین ہو اچو گردانت کوئی پیری میں
 ہاتھ تک مفتی وقاضی کو لگانے نہ دیا
 منہ پناہ آر سی میں دیکھو
 ایک قطرہ ہی نہ پینا مگر اسے جا بھان
 نکالے جاتے ہیں ہر روز اس کے پاس طرے
 جفا دیکھو جوازہ پر مہ آئے تو فرمایا
 شب و صلت قریب آئے نہ پائے کوئی خلوت
 آنکھ کستی ہے یہ دل سے کہ گریگی برباد
 کتا ہے وہ صدمہ کہ میں ہم تمہارے گھر

دیکھ کچھ کہتی ہے شرفی ترے سونارون کی
 بیگناہوں سے صفت آگے ہو گنگارون کی
 تعظیم کو گھر ہی ہوئی میزانِ حساب کی
 کیا جلد لنگھی ہے گھر ہی اضطراب کی
 ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھار کی ہے
 یہ وہی بات ہے جو تھے بتا کر کی ہے
 کہ مبادا تمہیں بھولے تو مجھے یاد ہے
 مگر اک گریہ حسرت کہ بیتا بانہ آتا ہے
 کچھ رہ گئی تو میرے مقدر میں رہ گئے
 تمہارے دیکھنے والوں میں یار باقی ہے
 پھر لو کہیں ہے ابھی آنکھ جپک جاتی ہے
 کہ آج کھل گئی کڑی کڑی قضا کے آنے کی
 دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت کلی
 سنبھلی کی نہ چوٹ رو برو کی
 اوسے انداز سے کہ لے کہ نہیں تھوڑی سی
 ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا درما ٹھہرے
 کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے
 ادب ہم سے جدا ٹھہرے عیاں سے جدا ٹھہرے
 خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے
 لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا اللہ خان خلف اشار اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر تانیہ بنجان

ظرافت شعار در مرشد آباد از خلوت کدہ عدم برآمدہ و در پایان روز کار بزمہ نشینان
وزیر الممالک نواب سعادت علی خان در آمدہ از بیشتر فنون بہرہ مند و در بزمہ سخن
صاحب دستگاہ بلند پرگو بود اما منتخب گفتارش دیکھ پ آمدہ

گلبر تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چو بیچ نہ چھیرے نکمت باد بہاری راہ لگا پنی چھیرے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو گالی سہی او اسی چین چین سہی چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے گر نازنین کے کہنے سے مانا بڑا ہو کچھ گالیاں سیکڑوں دین پاؤں جو بڑا ہو دو بوسونین راضی ہوا میں تو وہ بکو	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھڑے ہڈ پر تجھے آنکھ بلیاں سوچی ہیں ہم پر ایشیہ بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین ہلا سیر تو ہے میری طرف کو دیکھئے میں نازنین سہی مختلین خوب ہی کین خوب سے انعام لئے تیری تو کسی طرح سے تیت نہیں بھرتی
---	---

انور سید شجاع الدین نام عرف امر او مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویز
اوستاد بہادر شاہ از ملائذہ ذوق است گویند امروز در چھپور پاس افشردہ
این مایہ از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر اید

وہ آنکھیں نہیں ہاسے کیا ہو گیا نہیں سمجھا نہ آپ آئے کہیں سے	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا پسینا پونچھے اپنی جبین سے
--	---

ایکجا و مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی
است

لگے ہم سے نظر اپنی چورانی	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
---------------------------	-----------------------------

پایہ الموحده

مگر شیخ امداد علی خلیفہ شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذہ ناسخ است در ایچو
در گذشت ۷

کہ انہی خاک نہ ڈالو یہیں نہ لائے ہوئے بڑا نہ مانے دو دن کا پیار دیکھ چکے	کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت جو بات کل تھی ملاقات میں وہ آج نہیں
---	---

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ
فیض پذیر بود با و اجد علی شاہ بادشاہ سابق اودہ بہ کاکتہ شد و از انجا بکشتہ
رگرگے نیستی گاہ گشت ۷

دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو تم جو غیر دن سے ملے تھو نہ غیت آئی	قیس کل نام نہ لو ذکر جنون جانے دو ہم تو اپنوں سے ہی بیگانہ ہوئے الفت
--	---

برکت برکت علی خان خیر آبادی مختار فرمان فرما سے پٹیا لیک برمی گذارد ۷

ایک دم کے ہی لئے پاس جھٹلائے کوئی پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے ذرا دم کو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے	غم اوٹھنا یہ مرے دل کا ٹھکانے لگ جائے جھک مور کاڑ کا سا جو پایا تو یوں کہا نصویر میں تیرا گر کوئی پھیرے تو کہتا ہوں
---	---

بسمل عبدالحکیم برادر زادہ مولوی صہبائی پاریسی آشنا بود و از فن طب
و حکمت بہرہ مند ۷

تو ہر بدف کے لئے آج دل کہاں ہوتا پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا	اگر نہ تیغ نگہ سے اسے سچا تائین حضرت بسمل کی حالت دیکھ کر بولا قیاس
---	--

بقا بقار اللہ اکبر آبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس میر و مرزا را در یافتہ
مر و ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بہا رسی از مرزا امین ستفیض و در ریختہ از
شاہ حاتم و میر درد ستفید ۷

راہ بس ناپنے آئے تھے یہ آنا کیا تھا	نہری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا
-------------------------------------	------------------------------------

دیکھ آئینہ جو کتا ہے کہ اللہ سے میں	اوسکا میں چاہئے والا ہوں آقاؤہ ریز
ہلند صفدر علی بیگ خط تعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا اصا بھر ہرہ اندر بود	
ایک بوسہ یہ بہ لڑائی حیف	دس نہیں سو نہیں ہزار نہیں
بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین رام پر عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تمیز رشادت پیوند بود رحمتہ اللہ علیہما در حیکر آب فر و شہرین خوش میزد	
مت آئیو اسے وعدہ فراموش قیابی بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو	جس طرح کنار و زگر جا بیگی شب بھی تفاؤل کے قربان تجاہل کے صدقے
پیتاب عباس علی خان برادر زادہ نواب محمد سعید خان بہادر مرعوم قرمان فرماے رامپور شیوہ سخن از حکیم موسیٰ خان آموختہ سخن دلکش میگزارد	
پیدا ہوا رقیب کا غم و ملین اندون سحر نہ دیکھنی ہو کو نصیب ہو یارب	پیتاب غم ہی کہانے میں اب کچھ مزہ نہیں شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہو گی
پیدار میر محمدی دہلوی بامر تفضلی خان نسبت ملند درست داشتہ و بالو فخر الدین رحم پیوند ارادت محکم در اکبر آباد عنصری پیوند گنجت	
کردن ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے فرماک سے باندہ خواہ مت باندہ آج لگتی ہے کچھ نفس خالی خوابیں ایک بھی شب یار نہ آیا بندار	اگر یہ شغل نہ تو کیا کیا کرتا اب تیرے شکار ہو گئے ہم کون سینہ سے لے گیا دل کو اس تمنائیں کہی دن ہوئے سوئے سوئے
پیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کشتری بریلی از ادا اعلیٰ عمر سوداے سنگا کوئی در سر میداشت در شباب شوق بکھنؤ گذر کرد در لاندہ	

مصطفیٰ انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرا
ریاست را سپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند
باصرار رئیس محترم الیہ شاگردی آنون زادہ احمد خان غفلت تخلص را سپوری
اختیار نمود صاحب زبان مغرور است و استاد قیامت کارچندین دیوان
غزلیات و قصاید فراہم آورد و پریشان ساخت

کون پرسان ہے حال بسمل کا سانس آہستہ لیجیو بیمار ہر روز وہ پہر جاتے ہیں دڑتے سکر اگر بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہیں آج کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے نہیں دیگی وحشت بتکدہ میں	خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظریسی ہر چند کہ تھی حالت غش کل ہی پاریسی کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا جھسکی اوشو ہیتا رجو مرضی خدا کی
---	--

تاء فوقانی

تائبان میر عبدالحی جان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسیٰ رضا
رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عصفوان شباب در گشت

تو دیکھ بھگونے میں مت کہہ کہیر بعد کس طرح کی لمین گرتی ہیں تشرین کیس سے فریاد کرو نہیں کہ وہ پہر جاتی تیر	مجھ سے بہت ہیں ایک نہوگا تو کیا ہو ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا آہ اس بات میں میری ہی تو رسوائی
---	--

پیش مرزا جان نامش سہمیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد
سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ بر نفاقت مرزا بہادر شاہ بے برودہ پیر

در بنگالہ بجر کہ نواب شمس الدولہ در آمد سینکرت نیکو میدانت درین فن از تلامذہ
میر درد بود در حمتہ الد علیہ بیشتر مقطعات میگفت ۵

بہمن آواشکے قطرہ کا بھی ہر تہا نہا شکل
بہلے وہ لوگ بہن جنگے تین دل تھام آتا کر

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہر زادہ میر تقی
میر طرافت منش جو آنے بود ۵

آنکھیں خدانے دیکھنے کو دی ہیں میر بکا
وہ اب تو ہمیں بھول گئے ہیں یہ تجلی
دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
جب ہم نہیں ہونے کے بہت یاد کرینگے

سلیم منشی محمد انوار حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دوزبان
پارسی در ریختہ پنچتہ گوشت و در صنایع و بدایع اور انامہ است و در تاریخ گوئی بدیہ
دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ
اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب داده است ۵

کاٹ سر میر امرا بلکا بدن ہو جائیگا
سال یہہ اون کی انجن میں ہے
کام میر انامہ تیر تغزل ہو جائے گا
ہر سخن معروض سخن میں ہے
دیج نہی تازہ اونچ وہ میری دیوانی
باغبان لوٹ ہے حالت بڑی صیادگی

سلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبدالصمد فیض آبادی سخن طرازی از
نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالہ تسلیم و مثنوی دل و جان اور آ
گویند اموز در راہپور از متوسلان ریاست است ۵

نسیم معلوم ہے آج کس سے
ہاے کب تک نہیں کھراؤنگا کرد جنون
مزا ہے دشمنی میں دوستی کا
ابو دامن ہی نہیں ہے کہ بہل جاؤنگا
اتنے صدمے دئے کہ آخر کو
ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ سیر از ہم

گزارانید در ۱۲۴ وفات یافت ۷

<p>چپ لگی مجھ کو تو چرچا ہی پھر وہاں ہوگا ہر صبح وہ ڈھونڈے ہو کوئی تازہ خرید لے مگاہی تو غیر و نسے وہ اخلاص نہیں ہے خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی کہتے ہیں بخشن ظاہر میں مزہ آتا ہے تمہیں بھی کہو لنی زلفین پڑیگی یہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہو گے گزرو گے وہم آتا ہو مٹا کر خط پیشانی ہائے اب یہ حالت ہے کہ اونسا بیدرد</p>	<p>راز اپنا نہ خوشی سے ہی پناہ ہوگا صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا جو رابطہ کہ اس دست و گریبان میں دیکھا سچ تو یہ ہے کہ کڑا ہوتا ہی اچھا ہونا یوں ہی تم مجھ سے خفا ہو کے ذرا الجھا دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا پر یہ ممکن نہیں ہمیر کبھی پیدا نہو اس میں لکھا نہو اس در کی جہیں سائے میرے بچنے کی دعا مانگے ہے</p>
--	---

تصویر بچن نام دہلوی سواد روشن نکرہ بود آما طبع خوشی داشت نجیب
 زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بنزدان گرفتہ ۷

<p>کچھ نہ بن آیا تو شکو آپ لکھ اپنے ظلم رہا ہونے پہی ہم تو ہر نفس ہی کے گرد کچھ نہ شور ہم نے تمہارے ہے دیا یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ نصرت کا لیکے نام آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہم سے</p>	<p>بیمزہ رکھنے کو میرے وہ پیشانی ہی رہا کہاں وہ جا میں کہ جو بال و پر نہیں گیتے یوں تو زخموں پہ بہت ہم نے نگہاں اورٹے سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رو لاپٹکے اکل تو لیو سے ہی گی بدل لاشیں ہجران سے</p>
---	---

عشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان
 قاسم پدر میر عزت اللہ عشق و اللہ اعلم و نیز و سے قرابتے با ایشان داشت تعلیم
 دانش جو بیان مدرسہ انگریزی شاہجہان نامزد بود ۷

<p>سامنے دیکھو آتا ہے عشق وہ کون</p>	<p>بارے کہد بتو ہوا خوش دل محزون تیرا</p>
--------------------------------------	---

رسدہ شام تو کیا ہے ولے | کچھ وہ آنظر نہیں آتا

تمنا کیے از اقامت پذیرندگان کلکتہ سے

جو اسطن سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق ہی آ کے دیکھو

نگاہ حسرت سے گرد دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو

گلے ہیں سب زخم خون چکدہ بزرگ گھما سے نور سیدہ

تمام اعضا ہیں گو گردیدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت

ناز نینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبعیان منش از وقایع کردند

در آن حال شعرے گفت و ہو ہذا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلب تصویر

پر واز کی طاقت نہیں اور پاسچین ہے

تمنا محمد عیسیٰ از دہلی ست از مصحفی بہذیب گفتار پرداخت

مین جو روٹھا تو منا کر جھے وہیون

کہنے کیا کرتے جو مکو نہ منا تا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مگئے

ہم تو خاطر سے تری غور کو ہی تعظیم دین

بتو نکو چاہنا اور حضرت توقیر بہ صورت

کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل

رنگ پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہ عادت نہیں

بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

شہادت

شاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کاسرلس

مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جاہ گزاشت خیلے نغمہ گفتار بود

<p>اوس عصر میں کہتے تھے سچے پیار سے طوفان گریبا بان میں بنایا نہیں جسے لیکن جو کام میں غیر کے ہو میں صرف تمنا نہیں سکو پر و انکی کی نہ لپٹیں نہ ہوں قتل انصاف یہ ہے دل کا سودا ہے خفا ہونکی کہہ تا نہیں دانے پانی کی خبر لینے کی توفیق نہیں رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ نصیب رکھتے ہیں لوگ خلوت دشمن کا اہام</p>	<p>بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدہ تر کا جسکو گر سچے ہوئے تھے وہ بیابان افسوس وہ دلربا ادا میں وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہیں کہ ہم خود بد آموز قتل ہو گئے ہیں گفتگو رہتی ہے بائیں کو خرید کے ستا کھیلنا جانتے ہیں مرغ کرتار کے ساتھ کافر بتوں کو کہتے ہیں عشاق پیار سے بے پردگی میں پردہ ہر پردہ اٹھاتے</p>
--	---

جستہ بازی

جرات شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آنحضرت
 اما از ویرات در گزشت و باو ستادی نام بر آورد در ستار نوازی مہارت
 شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرات و انشا و مصحفی
 در یک زمانہ بودہ اند و با یکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارت نشن وال
 گرفتہ در ۲۲ سالہ قالب تہی کرد و پنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ
 خویش ممتاز

<p>جنہو مکانا نہ پہنچتا ہے اوس شکر تک دور سے کل ہمیں اوسکے آستا لکو ویکر غم سے گشتا یہ مر اسب میں بڑا تا ہی او</p>	<p>اونہیں کا کاشکے جرات ہی نامہ پر ہوتا رو دیا کن حسرتو نسے آسمان کو دیکھ کر جو مجھ دیکھ ہی سود کینے جاتا ہی او</p>
--	---

<p>وہ نہ آئے تو یہ ہو جائے غلط قاتل نہ مجھ سے موڑیو نہ تکتل تو یہ تو کیونکر میں کہوں کچھ نہیں بھانا بھکو سنیو شوخی کہ یہ کتابی وہ قاصد سر حیران ہوئیں وہ کون سے جو عین وصل ہیں میری بتیابی سے محفلین یہ بھڑکا ہوا تو بزرگ مہر ہی گردش ہی بکواسارے دن کچھ لگا وٹ کا سبب اور نہیں پر جرات روداد اوس سے کیئے تو منہ پھیر سکا</p>	<p>کہ بن آئی نہیں مرا کوئی بڑ ملک شرم کیجیو مرے گردن جھکائے کی کچھ تو بھایا ہے کہ جو کچھ نہیں بھانا ہی مجھے نامہ لے پرا ہی وہاں جا نہیں تاخیر لگا کتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ مکر تر ہاں کہیں جو تم پھر آؤ پیار سے پھرین ہمارے دن یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے کہ کیا چیکے سے کہے یہ وہ شامت نصیب کی</p>
<p>دم آخر پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی</p>	
<p>یاد اوس بکدے ہم نے بنت کئی بوسے</p>	<p>کہ اگر نیش پر کہنے لگا خوبی ہسانے کی</p>
<p>یاد اوس بکدے ہم نے بنت کئی بوسے</p>	<p>مارے ہی تو کیا مار مزیدار نکالی</p>
<p>حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکنوی ارشد تلامذہ - فتح اللہ ولہ برقی قصیدہ در مدح پدر عالی گرام فرستادہ بنظر نامہ گرد آؤر ہم سید خیلے خوش گفتہ است ۵</p>	
<p>آج کچھ لپٹے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے آج تو وہ ہی نہایت بھکو مضطر دیکھ کر فریب جنکا تا شا نگاہ یار کو دے غم نصیب نہیں محبت کو خوشی کا کیا کام شتر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کارا دعا میں تمہیں دیتے سب اہل حشر پھرے</p>	<p>نشہ بخود کئے دیتا ہے خود آرائی کا کچھ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھ کر وہ داغ ڈھونڈتے ہیں جسم فانی میں کہیں پہنچتے تو نہ آیا ہو تبشیم بھکو آنکھ کی بخت سے پہچان گئے تم بھکو تمام ایک ہی جگہ سے میں روز محشر تھا</p>

ہماری جان بخش ہو شوغریہ زکریا اور دل کی دکھایا اوس نے جلوہ اور رنج کچھ نہیں کیا دیر ہو بدیتے ہیں اور بت کو کہیں ای شیخ غم نہیں ترک جو کی دل نے رفاقت میری روئے تقدیر کار و نا کوئی کسے آگے	کہ جب پر پیار آجاتا ہے تم سے نہ بھڑکے گو ای اسکے جی ہوگی چکر میری چکر کو تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے میرے روئے کو منالائیگی حسرت میری وہ تو ہنستی بھی نہیں شکے مصیبت میری
--	--

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن
سید نظر محمد شاہ المودودی النقیوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش
۱۲۳۳ ہجری از متوسلان ریاست ہویال است اور است

جس کا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایسا دایا تا وعدہ وصال جو شکوہ کو شام سے	کیا بڑا ہولے تھے کیا خوب چین یا دایا پیغام مرگ آکے اجسل نے سنا دایا
---	--

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی
سال ولادتش ۱۲۳۶ ہجری زانوی تلہذ پیش مولوی سید سبط احمد کے از بزرگان
اوست نہ منودہ اصلاح سخن پاری از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی
صابر حسین صبا میگیر و حال متوسل ریاست ہویال است از دست

بار عصیان نہ گنگار اوٹھا کر لیمائیں کچھ بلبلو نکو یا دین کچھ قمر نو کو حفظ بت اوس کے بلبل ہیں اور بخت کیونہ لیں	ایچہ داراہ میں لٹ جائے یہ سامان اور کا عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستا کے پیر مجھی پر خار کھائے بیٹے میں کا پیر بیا بانکے
---	--

چودت عبدالمادی فرزند مولوی عبداللہ از اہل نیوتی کہ قصبہ البست متصل
لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در راہ پو
خواندہ و کتاب پاری از آبا و اجداد خویش منودہ و فن طب از مرزا مظہر خلف
سیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عرض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال ہذریعہ قسیمہ در سرکار ہو پال توسل یافتہ در ہر دو زبان پارس و ریختہ فکر میکند
ریختہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ۷

ہمارے دلیں ہی آیا تو نہ چہ پائے ہوئے دل اوس نے مجھ کو جو پیر تو نازے یہ کہا ہزار فسق کرے شیخ پر گسان نہیں سگ جانان ہماری ہڈیان کہا نیکو تاکہ	اس آئینہ میں ہی وہ شوخ بیجا بنے تھا کہ ایک یہ بھی ہے انداز دلربائی کا عجب جگہ ہے نہا سخاں پارسائی کا اوپر قاعدہ اک ذرا ہٹ کر ٹھما ٹھہرے
---	--

چو شش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویاست جادو عرض نیک
پیودہ ۷

تیس پھر تا جو رہا دشت میں دیوانہ تھا بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے توانائی تو کریشی جدا آغوش سے مجھ کو	اوس کو لیلی ہی کے دروازہ پہر جانا تھا تسام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا کرامت دیجیو اسے ناتوانی و دشمنی مجھ کو
---	--

حاصلہ

حالی مولوی الطاف حسین خلیفہ خواجہ ایزد بخش بانی پتی امروڑ در دہلی
است در صحبت حضرت شیفۃ خیلہ بسر بردہ مرزا غالب رافز و ہیدہ یادگار است
در نغمہ سرائی نادرہ کار نغمے از گفتارش دیدہ ام و بر خے شنیدہ ام اندازہ دان
لفظ و رتبہ شناس معنی است ۷

روز و دای ہی شب بچران سے کم تھا نہیں ہو لقا اوسکی رخصت کا وقت ملنے ہی اونکے ہوں گئے کلف تین تمام	کچھ صبح ہی سے شام الم کا طور تھا وہ روز روکے ملنا بلا ہو گیا گو یا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
--	--

<p>آج امتحان ہے نا کہ بے اختیار کا اوکھے بین طعن وصل عہد پر دم وصل تم نے کیوں وصل میں پہلو بدلا اب ہاگتے ہیں سایہ زلف بتائے ہم رخصت ملی ہے وصل میں تحریک شوقلو ہے جستجو کہ خوب سے ہی خوش کمان ہم جب مریں گے ہیں وہ جرات ہی کچھ اور بیقراری تھی سیاسید ملاقات کے ساتھ خلوت خاص میں نہ رہ کے عدویہ کیا گئے مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان میں سخت مشکل ہے شیوہ تسلیم رہبر و تشنہ لب نہ گھبرا نا</p>	<p>کل ظرف دیکھنا ہے ترے راز دار کا پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا کسکو دعویٰ ہے شکیبائی کا کچھ دل سے بین ڈرے ہوئے کچھ آسمان سے ہم اے عشق ہاگتے ہیں اسی امتحان سے ہم اب ٹھہرتی ہے دیکھتے جا کر نظر کمان عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کمان اب وہ اگلی سی درازی شب بھر نہیں وہ اشارے کہ تری جنبش مژگانیں نہیں بہت کیوں آج مجھ پر مہربان ہو ہم ہی آخر کو جی چرانے لگے اب لیا چشمہ بقا تو نے</p>
<p>حسرت مرزا جعفر علی خاں ابو اخیر عطار دہلوی درکنش بجا داشت شاگرد سرپسنگ دیوانہ بود یک چند بسر کار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخرا از جہان بھائیانا برید در نشانی از جہان رفت</p>	
<p>کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے روگیا</p>	<p>خواہین آئینگی ہی تم نے قسم کمانی کیا</p>
<p>این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آورده اند والہداعلم</p>	
<p>ساتی مے دے کہ اہل مجلس کس کا ہے ہجر جب یہ بیدا کرو گے یہ بھی اک ستم ہے کہ خواہیں مجھ مشکل کے دکھا گئے</p>	<p>پانی پانی پکا رستے میں لودل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے کبھی نہ برنہیں آتی تھی سوا وسیط جہی جگا گئے</p>

حسن سید غلام حسن خلع میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین
ضیا ہراتی اصل دہلوی مولد از خان نوال نواب سردار جنگ برہمی داشت
شعوی بدر میزاز و ست در سنہ ۱۲۰۸ خشیجی پیکر بر انداخت خوش گفتہ ۵

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے پھر کے وہ پھر چھڑا حسن نے اپنا قصہ ناز سے عشوہ سے غمہ سے لگالیتے ہیں جو کوئی آئے ہنزدیک ہی بیٹھے ہنر سے تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے کیسین دی تھی یہ دعا کس نے مرے دلو الہی ساتھ دیکھوں ہوں کیسے جو کسی کو سزا	میں نے اس ڈر سے کبھی اوسکو نشانہ کیا بس آجکی شب بھی سوچکے ہم وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں ہم کہاں تک ترے ہلو سے رکتے جائیں جی دھڑک جاتا ہے میلہ کہیں تو ہی ہنو او جڑے یہ گرا یا کہ بچھ آباد ہنو دے میں ہی جی رکھتا ہوں جھکو بھی ہوں آقا
---	---

حکیم محمد پیادہ خان فرزند سید شریف خان زرخش تلمیذ خواجہ میر درد
دراوا نل تشارا تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب
دستگاہی ۵

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر	ایک تکیہ سا ہے اوس شوخی دیوار کے پاس
-------------------------------------	--------------------------------------

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گویند امر و زور
راپورا است شطرنج بس خوب میبازد ۵

دیکھنے پائے نہ دل بہر قیامت میں آوا اک نہ اکدن جان جاتی آخر شیں بنی لایا خاک میں اور اوسپہ کہتے ہیں کہ مجھے محکم ہے کہ رحم و سن بہ کا فکونہ آئے صنا ہے یا رکھتا ہے کیسے کام آؤنگا	روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا مر گئے اوسپہ تو اوسکے دل ہی میں گھر ہو گیا کچھ استخوان محبت کا کر نہیں آتا برہم کو حیا حال دکھانا نہیں آتا جو یہ سچ ہے تو میں بھی اپنی قسمت آزاؤنگا
---	--

<p>جو کینہ کہ میں نے دل مضطرب سے نکالا مصرف وقت مرگ ہی یاد تباہیں تھا قضا پھر میرے ہستر کے گرد ساری آ ایسی سننے تو میں ہی نہ سمجھا لیا کروں</p>	<p>دشمن کو دیا میرے لئے وہ ہی ناکہ حق میں حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ وہ ناتوان ہوں کہ آیا نظر نہ ہو تو کو میں ناصر نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام</p>
<p>حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت دربار از دست کسے از ہم گذشت رو سے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید</p>	<p>دیکھ زخمی مجھے اوس کو چھ قاتل لائے</p>
<p>ہنسکے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلاوے</p>	<p></p>
<p>خادم مجسمہ</p>	
<p>خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابو ظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ</p>	<p></p>
<p>جو تیری خوتہی وہ ہی مرا مدعا ہوا مجھ سے اک چہرہ ہوئی شکوہ عدو کا ہوا</p>	<p>گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق کہتے ہو وہ ہی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے</p>
<p>خلیل میر دوست علی خلیفہ سید جمال علی از رفقا و مرزا نادور نیشاپور علی شیر در لکھنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از دست</p>	<p></p>
<p>داغ کی طرح سے رجائے گا موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں پیار و غنیم</p>	<p>میرے دل میں اگر آپ آئیے گا جاسخان عاشقین نام جدائی کا زلو</p>
<p>خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کشمیری موطن لکھنؤ می سکین بود در بنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ</p>	<p></p>
<p>دل کسی اور ہے بسلائیگا</p>	<p>روح قالب سے یہ کسکر نکلی</p>

دال مہملہ

دالغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین ملازمہ
خاتمانی ہند شیخ ابراہیم فوق است و از مشیران خاص فرمانرواے رامپور ملکہ اور
خانمانہ اتحادی است ہر چند تلافی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکیے گفتار دلیلو
خویش را فراہم آورده گلزار دالغ نام دیوانے ترتیب دادہ بہت بعد طبع کیے نزد
نامہ گردآور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندامت کہ امر وز دیگرے را
دادہ باشند وز بانیکہ اور انجشیدہ اند فی زمانہ ایچ کے رامپور نیست بیشتر ازین
ستایش گفتار وے چہ تو انگفت خیر الکلام ماقبل و دل فرستم نیست ورنہ از ہم
کلام او انتخاب میزد و بقلم می کشیدم انیکہ می بینی از چند جا برداشتہ ام

چوڑ دیتے ہیں یہ منہ چوم کے سونوار کا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرار و کا
پھپھو لوں سے مرے سینہ پہ عالم ہیزار و کا
پھر او سپر صبر تانا ہاے دل امید وار و کا
میرے ہی نام سے تو آئیے گا
حسرت اوس دیکھ جس دلیں یہ نہاؤں گا
پر محبت نہ کرے گا اگر انسان ہو گا
خون ہو کر آگیا غم بنگیا سہم ہو گیا
اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہو گیا
جس وقت آگندہ کھل گئی دیدار ہو گیا

چوس لیتے ہیں مرے زخم زبان پر بیان
ستم وہ چشم کا فرسے ترے چلنا اشار و کا
خدا جانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حشر تیرا
تراک وعدہ دیدار اور وہ ہی قیامت پر
لے ہی تو آئیں گے اوسے ہمد
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
کو تباہوں جو نصیب نہ کو تو کتا ہی وہ شوخ
عشق کیا شہزادہ یہ شہزادی کہ دلیں شوق و صل
اک حرف آرزو پہ وہ مجھ سے خفا ہوئے
جسکی بغلیں نہ بکودہ ہوا و سکو دیکھئے

خدا کریم ہے یوں تو مگر ہے استار شک
بتائیں لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
ہماری میت پر تم جو آنا تو چار آنسو گر کر بڑا
لئے تو چلتے ہیں حضرت دل تمہیں بھی اول سخن ہو کر
مری تقدیر کی گرفتگی سب میں مری ٹھہری
بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم جو بحر
کیسی خرم آلودہ نگاہوں میں یہ شوخی ہے
بہت آنکھیں ہیں فرسواہ چلنا دیکھ کر ظالم
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ میں فتنے
حوران خلد بولتی ہیں بڑے کے بولیاں
مٹی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی
ڈوب کر سینہ میں اس رنگ سے پیکان نکلا
نام اسکا تو مرے دلیں نہاں تھا نالج
دلیں لے دے کر ہاتھ ایک قطرہ خون کا
بوسہ لیکر دل یا ہو اور پہر لاں میں داغ
کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن
وہ میرا چھوڑنا آغاز الفت میں شکایت سے
تمہاری رہ گدڑ میں لوگ دیوانہ بناؤ ہیں
بزم اغیار کا نہ کو رہ میرے آگے
ترے دستِ حنائی میں ہی ہے چور
وصل میں ہاں وہ اتر کے مرا بوال ٹھنسا

کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا
تمہارے کان میں اک حرف تھے ڈال دیا
دروازہ پاس آبرو بھی کہیں ہماری نہیں کرنا
ہمارے پہلو میں بیٹھا کرتے ہیں سی پہلو تھی کرنا
حسینوں کے لئے اک حسن ہر گشتہ تر کا نکلا
کہاں اوڑھا لے لیکر قبر کو مردہ مسلمان کا
اسے دیکھا اسے دیکھا ادھر تار کا اوڑھنا
کفن نازک میں کا شاپ بچائے کوئی تر کا
نظر آتا ہے خالی آنکھ شہید کے دام کا
نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا
تمام رات دل مضطرب کو سپا کرنا
دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا
ہائے کجغت ترے منہ سے یہ کیوں نکلا
کچھ نیاز غم ہوا کچھ صرف تر کاں ہو گیا
کوئی جانے مفت میں حضرت کو نقصان کیا
خدا جانے کہ منہ اسکا فرشتوں کے کہہ رہا ہے
وہ رکھ کر ہاتھ کا نو پیر تر اکنا کہ بہر پایا
کہا مجھ سے ترا دل پر کسی نے کچھ اگر پایا
وہ بھی اسطرح کہ افسوس مان تو نہوا
کسی کو ہاتھ کا سچا نہ پایا
اسے فلک دیکھ تو یہ کون سے گہرا یا

وعدہ پر مری اوٹکی قیامت کی ہر تکرار
 جھکی ہی جاتی ہی کہ خود بخود عیاس و آئندہ
 زائد بڑی کریم ہے پیر معان کی ذات
 اسے شیخ جسکو چونہ ملیگا بڑھے گا شوق
 عمر کو نہ مگر نہ بسر کیجے عسافل ہو کر
 بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر
 جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس
 ترے ہمسار کو آتی نہیں موت
 حور و ن کا انتظار کرے کون حشر تک
 خدا ہے کوئی پوچھے حشر میں ہم تیرا گے
 میخانہ کے قریب تہی مسجد بٹلے کو داغ
 و ملین سماگنی ہیں قیامت کی شوخیان
 نہیں جو غور و انہیں ہی ستم رسید و نکے
 مجھ کو تباہ چشم موت نے کر دیا
 خبر سن کر مرے مرئی وہ بولے رقیبوں سے
 ملے چھ سے تو فرمایا تمہیں کو داغ کہتے ہیں
 اجل کا نام لین تقدیر کو رو میں مجھ کو سیر
 کس سے وعدہ ہے جو کہلے ہوئے پہنچے ہو
 چھین لین دلو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے
 عرصہ حشر میں اللہ کرے گم مجھ کو
 دیکھنا چھتر سر حشر مرے پاس اگر

اور بات ہے اتنی کہ او دہر کل ہوا ہر آن
 گری ہی پڑتی ہی ہمارا تو ان کی طرح
 و ان سب عبادتین میں وضو بے وضو
 جنت کو میں پسند جنس کو تو پسند
 کہ ملا ہے ہمیں اک قطرہ سے دل ہو کر
 مہربان آنکھ کی خفت مرے سر آنکھوں پر
 جب کہا میں نے مرا صبر پڑ گیا کس پر
 پڑ ہے جائے کوئی یسین کہاں تک
 مٹی کی بھی ملے تو روایے شباب میں
 کہ وہاں تم کسی پر تے تو کہیں ہم پہ شہر میں
 ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں
 دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں
 وہاں وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہیں
 لمجائے تو چوراؤں کی سی نظر کو میں
 خدا بخشے بہت سی خوبیاں تین مرنو گیز
 تمہیں ہواہ کامل میں تمہیں بہتے ہو لاکھیز
 مرے قاتل کا چرچا کیوں ہر کسیر سو گوار و غین
 یہ وہ گردش ہے کہ کسیر بھی مقدر میں نہیں
 میں کہے جاؤنگا محتاج ہوں مقدور نہیں
 اور پھر وڈ ہوڈ لے گہلے ہوئے تم مجھ کو
 کہتے ہیں کون ہوں میں جانتے ہو تم مجھ کو

دیکھنا پیر مغان حضرت زابد تو نہیں
 عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دکو
 تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں
 سچے موت کو فریاد کی وہ کیا جانے
 او سکی سیداد نے چوڑی نہیں عام میں
 لیکے دل تپ جگر چوڑ گئے سینہ میں
 گو چپ ہو یہ چیش لب کہ ہر ہی جھٹکا
 دلیں قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
 صبح روشن کے آگے شمع رکھو وہ یکہ تہیز
 یا رک پاس نزاکت دل ناشاد ہے
 باہم اک وعدہ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
 تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
 تلوار بھی کو ہے مری آہ
 یہ بھی احسان ہے جو وعدے ہوں
 بڑا مزاج ہو جو حشر میں ہم کرین شکوہ
 ملے تو حشر میں لے لون زبان ناصر کی
 ایک تو حسن بلا اور سپہ بناوٹ آفت
 حشر میں لطف ہو جیسا ویسے ہوں درد و بار
 خوشنوائی نے رکھا ہکوا اسیر صیاد
 شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
 گئے ہیں اور یہ کہتے گئے ہیں

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس غم سمجھو
 نہیں ہوتی منظور نصرت زیادہ
 کہ ہے کونسا خوب صورت زیادہ
 منہ سے شیریں کے ابھی دودھ کی لہری
 نالے گھبراتے ہوئے پھرتے ہیں دیکھو اسے
 اک رقم یادری ایک رقم بھول گئے
 قاصد کے منہ میں پھرتی خوشخبری
 خنجر اپنے دم سے اچھا چاہتے
 او دہر جاتا ہے دیکھیں یاد ہر پرانہ آتما
 نالہ کرکنا ہوا تھمتی ہوئی فریاد ہے
 کہ مری سہو کی عادت ہو مجھے یاد ہے
 وہ آنکھ نہیں ہے نامہ بر کی
 وہ بھی ظالم تری کسر کی
 دوسرے تیرے قیامت کے
 وہ منتوں سے کہے چپ ہو خدا کے لئے
 عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے
 گھر گاڑین گے ہزاروں کے سنور نیوالے
 وہ کہیں کون ہو تم ہم کہیں مرنیوالے
 ہم سے اچھے رہے صدقے میں اور نیوالے
 غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری
 ہسل جاؤ گے اپنے ہم نشین سے

نہیں آتا تجھے گراے تمنا
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کمی
طرز قریبی میں کہی شیوہ انسانین کہی
دل میں بے لطف رہی خار تنہا کی غلش
زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شہ ہے
چھین لین حشر کے دن تھے نہ حورین نہ جگو
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پھٹتا یا ہون
حسن مجسم رہا کہ عشق رہا
قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم
حال معلوم ہے قیامت کا
پیغامبر کی بات پر آپس میں رنج کیا
وقت خرام ناز و کما دو جسد اجدا
فرصت کمان کہ ہم سے کسی وقت تولے

مکملنا سیکھ لے جان حزن سے
آنکھوں کو لیکے ساتھ میں میری نظر کی
ہم بھی اک چیز تھے اس عالم اسکا نہیں کہی
نوک بنگر نہ پایہ کسی شکر گان میں کہی
ترے دہن میں رہے یا مرے ہن میں رہے
او کو حسرت ہے کہ یہ ہو گئے ہم میں رہے
کہیں ایسا نہ وہ غیر کے ماتم میں رہے
غیب کی کچھ خبر نہیں آتی
ہاتھ اونکی کہ نہیں آتی
بات کہنے میں پر نہیں آتی
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبان کی ہے
یہ چال حشر کی یہ روش سماں کی ہے
دن غیر کا ہے رات تیرے پاس انکی ہے

دور و خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عند لب تخلص بح سلسلہ نسب پاکش
در ثمرات امام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاؤ الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ
می رسد و در آمار انواب ظفر خان کہ بعد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از ساموران
بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی
ہمارتے شایستہ داشتند تا مادل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت باید
پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ برگزفتند
از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۃ اتقیا علاوہ این کلمات در سخنوری نیز از اساتذہ اند
زبانے شستہ وارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذہ سودا گوید

مین کیا کمون کہ کون ہوں سودا قبول نہ
 جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آنت رسیدہ ہو
 از تالیفات ایشانست ناکہ درد و آہ سر و دود و دل و شمع و محفل و ایشان زاد و نادیو است
 یکے در پارسی دیگرے در ریختہ

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
 قتل عاشق کسی عشوق سے کچھ دور نہ تھا
 ہے کوئی اجل کی طعن سے ہر روز نہ مین
 پھر تی ہے خاک میری صبا در بدر لئے
 بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
 فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری
 اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیدا کرو
 کاش تا شمع نہو نا گذر پر و اند
 کیونہ بننا کہی روناکہ جو حیران ہو رہنا
 دل بھی تیرے ہی ڈنگ سیکھا ہے
 اگلے مسافقہ کو اگر کیجئے معاف
 تیری گلی مین مین نہ چلون اور صبا چلے
 روندے ہر مثل نقش قدم خلقی یان مجھے
 بس جو ہم یاس جی گھر گیا
 پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
 اک عمر سے اسیر ہوں زلف دراز کا
 اے چشم اشکبار یہ کیا تجھ کو ہو گیا
 پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
 یہ ایک جیب ہے سوتا زار رکھتے ہیں
 یہ نہ آجائے کہین جی ہن کہ آزاد کرو
 تم نے کیا تھر کیا بال و پر پر و اند
 محبت کیا بھلے چٹکے کو دیوانہ بناتی ہے
 آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے
 لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لئے
 یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے
 اے عمر رفتہ چور گئی تو کمان مجھے

ولیوانہ رائے سرب سنگہ ہمیشہ زادہ راجہ مہاراجن در پارسی چار دیوان
 دارد از انجا کہ از مشاییر اہل فکر است و استاد حیدر علی حیران و جعفر علی
 سرست این دو بیت از نو ہشتہ آمد

جان پر آہنی بدم میری خاموشی سے
 بات کچھ بن نہیں آتی ہر باطن ہر بغیر

دل ہو کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹپکنے جاے

رستم کا کلب ہو کہ زہرہ پگھل نہ جاے

زال مجسمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی مخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابو ظفر بہادر شاہ
و ملینڈ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خدا داد است بر جمیع اصناف سخن قدر تے
کہ اور است در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتار شہر پاک زبانی و بلند بی معنی
و شوخی اشارت و کرسی نشینی ترکیب و بخت قافیہ و نشست ردیف طراز کیلتائی دار
از ماندہ لغز ملی اولیٰ حق معلوم و از خوان نادرہ سنجی اور انصیبہ مفروض زبانش
پاکیزگی غاشیہ بردوشش بیانش را شایستگی گرد راہ جامہ و سے جگر کا و چنگامد اش
دلخراش رباعیات و سے ناخن بدل زون مقطعاتش شور انگیز

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا
میں ہجر میں مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا
بغل سے لینگے دکن کا لکڑہ صبرج
اس سچے تو اور آج وہ بید رہو گیا
سینہ میں بواہوس کہ ہی تھا آبلہ مگر
نیچے جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
تیر چنگی میں لیا او نے بی جان عدو
جھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون و زحشر
سکے مجنون نے مرے شور و بنو کو یوں کہا
جھکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیر مزاج

کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنہگار و نکا
تم وقت پیرا پہونے نہیں ہو ہی چکا تھا
جو انگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا
اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا
نشتہ کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا
موت کے جی میں مگر یہ نیجان لینے لگا
ریشک میرے دلیں کیا کیا چکیاں لینے لگا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
واقعی مجھ سے ہی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
یہ ادب صدقہ دیا تو نے اور ہر اچھا ہوا

دوق کے مرنیکی سکر پہلے تو کچھ مر گئے
 حبش جان نظر ہو لو نیپہ یہ وہ شوخ کیا آیا
 مائل کجیو دوق تپیدن دیکھے کیا ہو
 لگائی زلف کو شانہ نے جب باوگی کارا دل
 ترسے ڈرسے نہ آیا پاس کوئی نیجانوں کے
 کئے پے خنجر تامل سے یوں گلو میرا
 نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
 اوس نے جب مال بہت رد و بدل میں آیا
 ساتھ اونکے بین ہم سایہ کی مانند ونگیز
 دل مانگنا سفت اور یہ پھر اوسے تقاضا
 یوں لئے وان سے ہم دل صبر پارہ دیو
 چشم دنگہ کو تیری بدنام کیوں کریگا
 کرے ہے شرع کا پاس نمک دمام شراب
 فرقت کی رات جی چکے ہم نازمان صبح
 ریش سپید شمع میں ہے ظلمت فریب
 ٹھیری ہوا دنگے آنیکی یان کلج جاصلاح
 نکمیں جوفل نشین دہن کی ٹنگی تنگ ہو کر
 خوب رونے آج ہم سنان ہامون بیکر
 کہا تنگ نے پہ دار شمع پر چڑھ کر
 تونے گل کو سر پہ رکھا جب چن میں توڑ کر
 وہ کہے کون ہی قربان مری اس چتو پیر

پھر کہا تو یہ کہما منہ پھیر کر اچھا ہوا
 اگر چلم میں ہی آیا تو ہم جانیں خزاں آیا
 کہ اب تک ذبح کر سکا نہین قائل کوڈر آیا
 یہ گستاخی ہمارہ تو سی اسے بے ادب آیا
 مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا
 کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لاو میرا
 مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا
 ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی افلیں مارا
 اسپر ہی جدا بین کہ لپٹنا نہین آتا
 کچھ قرض تو بندہ پہ تھا رانہین آتا
 دیکھا جان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا
 مرگ و فضا کو تیرا عاشق نہ لے مر گیا
 حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب
 ہوگی اذان گور ہماری اذان صبح
 اس مکر چاندنی پہ نکر ناگسان صبح
 اسے جان برباد مراد اب تیری کیا اصلاح
 نکلا آیا جواہر اکھنڈی دل میں بٹھا خدنگ ہو کر
 یاد آیا بھکو مجنوں بید مجنون دیکھ کر
 عجب مزا ہے جو مرے کیسے سر چڑھ کر
 میں بھی حاضر ہوں کہا غچ نے نہ نہ ہو کر
 میں کہوں میں تو کہے میں کے چھری گرد پیر

پائی نہ تیغ عشق سے بھنے کہیں پناہ
 ترے خرام کے پیر وہیں جتنے ہیں فتنے
 ترے قاتل بتاتے نہیں تجھے قاتل
 ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہرچی
 نازک کلامیاں میری توڑیں حد و کاد
 نہ جوڑا تار وحشت نے ہماری جڑیں لائیں
 تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھری خوب نہیں
 ہم اپنے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں
 خطا پڑے کے اور یہی وہ ہوا بیچ و تاب میں
 اسیر و دغ میں ہوں لیکن جان ملیں ہوں
 جو مانگوں موت و دردمیں جھک نہیں رہا
 سینہ و دل پر مرے زخم جگر ہنستے ہیں
 مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
 جھگڑا بیٹھے ہیں باویدہ تم اوٹھے ہیں
 کہ کہ گدڑیں اب اسے چرخ نہ اتنا ہمو
 جتنے عاشق ہیں ہم ایک کا ہے ایک عزیز
 باعث رشک ہوا خون ہمارا ہمو
 اسپہ مرتے ہیں کہ کیوں خیر کو تو نے مارا
 اک حلاوت ہی عداوتیں ہی اوس ظالم کی
 تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی پھر
 کہانے پینے کی قسم کہانی ہی تجھ بن ہم نے

قرب حرم میں ہی ہیں تو قربانیوں میں ہم
 قدم سب ان کے زخم خرام لیتے ہیں
 جب اونسے پوچھا جل ہی کا نام تیری
 باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں
 میں وہ بلا ہوں شیشہ سے پتھر کو توڑ دوں
 مگر تار نفس سینہ میں سمجھو یا اگر یہاں نہیں
 چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں
 وہ پہلے نرم میں دیکھیں گدہ کو کھینچتے ہیں
 کیا جانے لگدیا اوسے کیا اضطراب ہیں
 اور اوس پر لب ملک جیتا ہوں کوئی عجیب نہیں
 کہ نام عشق ہوں اور اس قدر شتاب ہوں
 ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہیں
 بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں
 آج کس شخص کا منہ دیکھتے ہیں اوٹھے ہیں
 ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمو
 شمع سے چاہتے ہے خون کا دعویٰ ہمو
 تہہ بین دیکھے ہے غش حسینہ کہ دیکھا ہمو
 وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمو
 کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمو
 مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمو
 ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمو

ہم تبرک ہیں بس اب کرے زیارت جنوں
 لیک اذان تو سن جڑیں خندہ قفل نالہ
 دن کٹا جائیے اب رات کہہ کاٹنے کو
 نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
 تم سہی نکل کر غمر سے نکالا منہ کرو
 عجب تم اپنا رکاوٹ سے منہ نہاتے ہو
 اسے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر بہا تہ
 جنوں کی جیب ری پر ہیں خوب چلتی ہاتھ
 اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
 ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار شفا سمجھے
 ہر اک گردش میں سواندا زنا زقت نہ سمجھے
 گاہ ہجوم پاس میں بزدل گاہ ہجوم حسرتیں
 لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
 اسے غم مجھ تمام شب ہجر میں نہ کھا
 لیجائیں میرے کشت کو جنت میں ہی اگر
 ابا و نکو شمش جنت میں بہت دیرالوگ نہ ہیں
 رخصت ای زندان جنوں بخیر دیکھ کا ہے
 سربوقت و سچ اپنا اس کے زیر پائے ہے
 بل بے ہمتا کہ وہ یان آئے آتے رہ گئے
 حاضر ہیں مرے توسن جنت کی جلو میں
 کھلتا نہیں دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ

سر پہ پھرتا ہے لئے تابانہ باسکھو
 دل کہنے میں ہاں کوئی مگر ایک نوا کی دھڑکن
 جسے تو پاس نہیں دڑی ہی گھر کا شجر کو
 نہ پیکان دلو چوڑے ہونہ دل چوڑے ہو چکا
 اور نہیں گمانتے تو جاؤ کا لامنتہ کرو
 وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
 ورنہ جگر کو روٹیگا تو دہرے سر پہ ہاتھ
 سلوک سینہ سے ہی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ
 دب کے تیرے سایہ دیوار سے
 اجل کو جو طبیب اور مرگ کا پنی دوا سمجھے
 فلک کو ہم کسی کا فر کی چشم سہہ سا سمجھے
 ہی ہم در سپاہی پیشہ پر تالش کر رہے
 تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے
 رہنے دے کچھ کہ صبح کا بنی اشتا چلے
 پھر پھر کے ترے گھر کی طرف دیکھتا چلے
 گرے تھے اشک کے قطرے مگر وہ چار دامن
 خردہ خار دشت پر لہرا لہجائے ہے
 یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے
 آف رے بیباکی کہ یان تو دم ہی نکلا جا کر
 باندھے ہوئے کٹار ہی دامن کو کہہ رہے
 کیا جانے کہ آجائے ہے تو آہین کہہ رہے

بالین یہ کیا میرے ہنگامہ محشر نے
 الہی کس سنگینہ کو مارا سچے قاتل کے کشتی ہے
 دل کی ساس غم اسے غم کی تلاش ہے
 ہے تیرے کان زلف معین لگی ہوئی
 بیٹھے بھرے ہوئے ہیں غم ہی کی طرح ہم
 کرتی ہے زیر برق فانوس تاک جھانک
 اسے ذوق دیکھ دغیر رز کو نہ منہ لگا
 پھینکے ہر اکینہ شب مژگان میں وہ پری
 لڑتے ہیں کہ نصیب سے گا ہی فلک جو ہم
 رہے ہوں شیشہ ساعت وہ مگر دونوں
 ہائے رے حسرت دیدار میری ہائے کوہی
 نہیں جز شمع مجاور میرے بالین مزار
 دل سے کچھ کہتا ہوں میں مجھے کچھ کہتا
 توجو آجائے تو اسے در محبت کی دوا
 کہی افسوس ہے آنا کہی روزنا آنا
 بھولا نہ مجھے قتل کہ عام میں قاتل
 فر ہے جو منیکے عاشق بیان کہو کرتے
 غرض تھی کیا ترے تیر و نکو آپ پیکان سے
 دروازہ میکہ کا نہ بند محسب پ
 چھتیا ہے شب کند لگا کر دکان رقیب
 ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا ہر کے

لو اوٹھو کہیں حضرت کیا دیر لگاتی ہے
 کہ آج کوہ میں اس کے شور باجی زنبق لٹکتی ہے
 ڈرتا ہوں دل سے میں کہ بڑا بے معاش ہے
 رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
 پر کیا کہیں کہ ٹھہرے منہ پر لگی ہوئی
 پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
 چھٹی نہیں جو منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
 اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے
 فرقت کی رات کم نہیں روز و صاف سے
 کہی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے
 لکھتے ہیں ہائے دہشتی سے کتاب والے
 نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے
 دونوں اک حاملین ہیں سچ و مصیبت والے
 میرے ہمدرد ہوں بیدار و نصیحت والے
 دل پیار کے ہیں دوسری عیادت والے
 اللہ سے ترا حافظہ کیا یا غضب ہے
 سیج و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
 مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
 ظالم خدا سے ڈر کہ در تو بہ باز ہے
 سیج ہے حرام زادے کی رسی در آدھے
 کہ سے آشام پیاسے ہیں مینا ہر کے

نہیں مڑگان پرخون خار غم تو دل نشین
 ہم تسعد و اپنا کسی کو نہیں پاتے
 کیوں ہم نے دیاد دل تجھ او سنگدل اپنا
 کہو لہرے آنکھیں دم درج ندیکو گاتے
 جب میں دنیا سے چلا سر پہ پہ بولی ست
 دور کر بالوں کو سر پر سے کہے ہے لیلی
 میں تھاون آنکھوں کی گردش کا بلا گوان پتوں
 جو پاس ہو محبت کہیں یہاں بکٹا
 اکی کان میں کیا اوس صنف نے پہونکہ یا
 وبال ووش ہے اوس ناتوان کو سر لکین
 رہے ہے بول کہ برہم نومزاج کہیں
 جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے
 زہر اب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان
 باز آیا دیکھنے سے نہ آتش خون کے دل
 زبان پیدا کروں جو کیا سید نہ میں گار
 فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہمیشہ فتنان
 ایسا نہو کرتے ہی آتے جواب خط
 اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
 فلک تو طیرہ ہو کر صبح سے تاشام چلتا ہو
 چلا پہلو سے اوٹھ کر جبکہ وہ آرام جان دل
 کون وقت اے واکند راجی کو گھبراتے ہوئے

جنوں یہو شہر کیسے کہیں ڈوبے کہیں نکلے
 تم پاتے ہو ہو تو پھر کیوں نہیں پاتے
 کبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہیں پاتے
 پھر پھر اپنی میں گردن پہ تو دیکھو چلتی
 تو اکیلا نہیں ہر ترے میں ہوں چلتی
 پر نہیں کان پہ مجھوں کے دراجون چلتی
 کہ نہیں تیری ہی وان گردش گردن چلتی
 تو ہم ہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذان کے لئے
 لگا کر کہا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے
 بجا ہے ہول دل اٹکے فرا جہان کے لئے
 وہ کعبتین چوڑے کے کعبہ کو جا چکے
 ساقی پیالہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے
 سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے
 دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہو گیا ہے
 اگر اتنا یہ بھی اٹک سر ملو دو کی مڑگان
 قاصد جواب زندگی ستارے
 ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے
 مگر سید ہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہو
 کہا آرام نے مجھے کہ لو آرام چلتا ہے
 موت پڑتی ہی اجل کو یا ٹٹکاتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
 سر تو ہے تن پر سے تیج ستم کی واسطے
 کیا تائبان جوتیج جو برق لاگ رکھے
 ہوس بن کعبہ کی کیون شیخ تہانہ سے گھر ہو
 کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کسے دے
 کر رخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیکھے
 تم دو گڑھی کو آؤ تو میں لب پہ جان کو
 کہتے ہیں آج ذوق جہان سے گزر گیا
 عزیز و ناؤ لیلے کے دیکھو گئے شتر غرنے
 ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے
 آج تنہا خلتانی سے بن گھر میں پھرتے
 اب تو گھر کے یہ کہتے ہیں کمر جا میں گے
 مری طاعت سے اب تو مصیبت بھی کر گئی ہے
 اگر اوٹے تو آزر دہ جو بیٹھے تو خطا بیٹھے
 باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
 جو کہو گے تم کیسے ہم ہی مان یوں ہی سی
 ہم تو بکے دلو جذبے لے کیسے جائیں گے
 جانے ہے زیر بغلاں ترے دیوانوں کی
 قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر
 شکر تو نے رو کا سب کو میرے پاؤں سے
 جو پوچھے زاہد شک اپنی دار و دین کنو پی

یہ خبر دو تو جو ہوئے یا رہے ہوئے
 پر لگا رکھتے ہیں وہ جوتی قسم کی واسطے
 دوزخ ہی ہو تو انکی چلو نہ آگ سے
 یہاں تو کوئی صورت ہی جو ان اللہ ہی اللہ
 کہ آدمی جو کہے بات سو چکر تو کسے
 وہ ہی مثل ہے پول نہیں نیلکھڑی سی
 ٹھیکر کمون کا اور ہی یان و گڑھی سی
 کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
 اگر مجنون کو لمبا نیکی خدمت سار بانی کی
 کر کے میں منبسط ہنسی کیوں ہوں پائو
 کھل کے جو وصل کے عالم میں نظر میں پھر
 مر کے ہی چین نہ پایا تو کمر جا میں گے
 مری توبہ پہ توبہ توبہ ہفتہزار کرتی ہے
 لگا یا جی کو اپنے روگ جست جی لگا بیٹھے
 کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی
 آپکی یوں ہی خوشی ہو مران یوں ہی سی
 پر بڑے پتر بہن پہن شکل سے کیسے جائیں گے
 بد توں چہاں چکے خاک بیا بانوں کی
 سو ہی اگر تاسر مرزگان حیا سے پر گئی
 اجل ہی گر کبھی آئے تو شاید کچھ ہلے تو
 اگر پر سیر کی پوچھے کمون پر سیر گاری سے

راہِ محکمہ

راحت مرزا محمود بیگ پورا احمد بیگ روحی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ
مومن خان سپاہگری وسیلہ سعادتش اور بود عاقبت گوشہ انزوای پذیرفت ۵

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب غیر و نہ جو اشارے محفل میں ہیں تمہاری اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین یہ جا ہتا ہوں کہ رازِ نہان نہ افشا ہو	آجائیکے کہیں سے دل رفتہ گر ملا سمجھیں وہ یا نہ سمجھیں پر یہ غلام سمجھا یہی راہ ملت سے ہم دیکھتے ہیں ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بچائے
--	---

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۳۸۸ در گرفت
از تالیفات اوست عشوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن
عشق و سبیلِ نجات و اورا دیوانے ست ۵

حیا کے پردہ میں مارا ہی ایک عالم کو گزرے جو وہ خیال میں تو نماز کی سی ملین حضرت راسخ بھگو اگر تو یہ پوچھیں اونکی جناب میں ہم کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل نہدین کا شاسا جسکی ہوانے کیا	شہید میں تو ہوں ان شریکین نگاہوں کا یہ رنگ ہو کہ بھول ہو جیسے ملا ہوا
---	--

راغب احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ مٹو ۵

یارب اسے تو چین دے چمکوزیہ جہک میں نے کہا سر کشتے میں کیا کیا نہ لطف	جتنا ہے میرے حال یہ دل ٹھکسار کا کہنے لگے آؤ اگر ہے کوئی سر اور
---	--

رات بند رابن نام از سکنا سے مہرایا جہان آباد و از شاگردان
میرزا منظر رح و سودا ۵

کے کیا درد دل ببل گلوں سے یاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	اوڑا دیتے ہیں اوسکی بات سنسکر تاسب کہیں کہ راہم رحمت تری وفا کو
رحمت رحمت علی از خوشان و شاگردان حضرت صہبائی در پارسی و رنجہ فکر میکرد از تالیفات اوست ناکہ بیل و انشار حدیقہ رحمت و منوی شکایت فلک	
طعنہ ابتک بین کہ رخ کی مگر کیا قدر تین	مین نے اک روز کہیں کھائی تھی تو آگئی
ریشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد	
وہ زندہ ہوں کہ کروں قرض کر کے میخواری	جو روز جمعہ ہو دیو کچھ کی نوین تاریخ
ریشکی نواب محمد علیخان خلیفہ الرشید نواب مصطفیٰ خان شیفہ دہلوی از خوش چینان خرم فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دوز بان رنجہ	
و پارسی سخن دلکش میگزارد خید خوش گفته است	
ماگنی جو او سے جان تو غیر و ن پیاہنی کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر ہی دیگر گون ابتدائے عشق میں شکی کا حال رات کو بات نہ کی اوس نے سہم تک ہم سے یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا وہ وہ کہتے ہیں جرم کہ کم ہونگے اور سے	حالا ملک اک ہنسی تھی فقط امتحان تھا مضمون تیرے نامہ الفت طراز کا عشق اس سے سوا نہیں ہوتا رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھ کر اور جو کہہ کہ ہوا قابل اظہار نہیں ہر مدعی کے واسطے دار و رس کہان کیا کیا امید واری تقدیر کر چکے
رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست و شاگرد عبدالرحمان خان آستان دہلوی صہبائی	
ہم خوش تھے کہ محشر میں تو دیکھیں گے وہ دیدار کچھ آنکھ کا گیا نہ کیا کچھ خیال کا	لیکن یہ قیامت ہو کہ محشر نہیں ہوتا مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

ہین ایک وہ بھی کہ تم ہی ہو انکو از دنیا ہائے بانی بھی چوائے کوئی آیا دم پونچے انک اوس نے گمانِ غیر میں	اور ایک ہم ہیں کہ منہ تکتے ہیں زمانہ کا کوئی جز گریہ حسرت سے بیمار کے پاس مر گئے ہم اتنے ہی احسان میں
--	---

مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تکراندہ
دورن دہلوی ست ۵

آئینہ میں تو اسکو دیکھ کے بولی ہین بیا کیا قتل ظالم نے کس کس لدا سے تم رہو اور جمع اغیار	بن دیکھ دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا ملا بھ کو قسمت سے جلا دیا میرا کیا ہے ہوا ہوا ہوا
--	---

سراج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلونیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ
در موسیقی و ست گاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت
مومن خان کہ باوے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ و قات او ح
قطعہ گفت ۵

شیخ زمان شد ز دہر و فی سال و قات گفت بہ تو من نکاح خواجہ محمد نصیر	فکر بلندم رہ جنت ماو اگر فت در قدم ناصر و در و نکو جا گرفت
---	---

این بیت اور است ۵

دل چپے کے لئے پہلو میں تپان رہتا ہوں	یوں سنا ہے کہ اوسے ہی خفقان بہتا ہے
--------------------------------------	-------------------------------------

رشد سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری
از باشندگان فیض آباد در کہ منو طرح اقامت انگند از شاگردان خواجہ آتش
بود و تادیوان دارد ۵

رخ کو پوشیدہ عشب ماہ افکار تیر میں	اچھی صورت کو چھپاتے ہیں بڑا کرتے ہیں
دل نہیں دیتا میں اس واسطے آزر دہ	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آواز

نگر پاس دیکھو تو یہ کہتا ہے وہ شورش
پھر بڑی آنکھ سے اسے مجھے دیکھا دیکھو
زنگین سعادت یار خان دہلوی تورانی الاصل پورطما سب بیک خان بن
رختی ایجاد اوست سیاحت کر دہ و مر حلہ پاپیو دہ بود کلام خویش فرام آرد
نورتن نام کردہ در جادی الثانی ۱۲۱۵ھ ہشتاد سالہ در گشت در گشت بخا
می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعد م آباد میگشتم چون سبب
پرسیدند گفت سالہاست کہ بخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ
کہ درین سال ازان جہانے شدن من خبر میدہد و قصہ شاہ حاتم کہ اوستاد
او بود نقل کرد کہ ہم برین منط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ بچنان دیدہ شدہ
انتہی اوراست ۷

کر اپنے دلین تو نصان میں مٹا رہو گویا
گلے میں ڈال کر باہین منا تیرا یاد آیا
قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین
وہ اوسکی جھڑکیان کہ اگر ترانچو ہو جاتا
جو پوچھتا ہوں تعلق کیوں جلاتے ہو
تو وہ کہے ہر تجھے جانکر ہلا تا ہوں
اوس میں چھپ کے دیکھو بڑا وغیرہ کو دیکھے
بہلا ہوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جاے مجھے

روشن روشن شاہ مولدش بر بی سکنش میرٹھ ۷
دیکھ کے جھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام
واہ ری قیری دانشمندی ہمیں ہی کا کلام
آکھنوں میں فراٹھیر پوتا دیکھ لین اوسکو
اقرار یہ ٹھیرا ہے دم باز پسین سے

زار مجھ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تنہا نیر پارسی آگاہ بود و با سوتی
آشنا اعمال کار گر میرانت ۷

آشنا ہوتی ہے اوس سبب جو دشنام تو ہم
 دلیمن کہتے ہیں کہ دشنام ہمیں کیوں نہ ہو
 زکی شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از
 واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علماء فرنگی محل ماند و خستہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود
 دیوانے وارد ۵

دشمن ہے آشکار ز نیچا کے حال سے
 ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات
 دہوم دیوانے اوڑا تے سین پر زادوکی
 گاہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل
 آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب
 ہم سے نہ ملتا اوسے منظور تھا
 شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر
 کیا ہوے دل لگی جو کبھی دل لگا رہے

سین محلہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگار سے
 بہ استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت
 از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض ہوئے حیدر آبادی مولد دہلوی
 مسکن است امروز در حیدر آباد است درین نزدیکی دو تاقصیدہ دربار سی
 زبان یکے در مدحت پدر والا گز نامہ گرد آور و دیگر دستامیش والیا میں ریاست
 دام اقبال ما فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است
 ہنجر سالک نام دارد ۵

بتوں کی بزم کہ کوئی نہیں جہاں اپنا
 تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہاں میں
 جان یوں بہل سی فریاد نے عاشق کو
 خدا کو کر کے چلا ہوں نگاہاں اپنا
 گویا ہمارے واسطے کچھ بھی نہاں تھا
 پہلے اقبال بھی اللہ عطا کرتا تھا

کیل ہر بات میں ہے فتنہ محشر ہونا
تیز چلتی ہے سخت جانوں پر
رہی آشنا فی فقط نام کی
نہند اوڑنے سے بڑا لطیف شہسوار

میرا ہوا شیانہ اور آداب جلا ہوا
کیا کیا سزا ملی ہے مجھے جہل کے عوض
میں نکلتا تری محفل سے کیلا ای کاش
ساکس جو کوئی عشق میں مجھ کو مرا کہے
مایوس و نا امید ہیں کیا مدعا ہے ہم
کاش ہے سپہر تجھے ہی کہتے تو سہل تین
فرط ناشاد وصل سے ہو ڈر کہ مر بجائیں
آخر تو لائی گئے کوئی آفت فغان سے ہم
تم آگے تو ہوش کمان میں زبان ہو کون
چپ چپ پڑے ہوئے تیرا ہی خانقاہ میں
ترے کوچہ کی جھپراہ ہے تنگ
ہوتی ہر دم و زراکت میں لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا ساک
کہنے کا غیر کے تو کیو یقین نہیں
طالب وصل پہ کہتے ہو بہ تکرار نہیں
پھر تے ہیں داغوا ترے حشر میں خراب
شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے

اور ابھی سیکھتے ہیں آپ سنگر ہونا
دم نہ چڑا دھائے تیغ قاتل کا
وہ نام آشنا سے زبان رہ گیا
ہائے ہو بجا ہے کہاں شور سلاسل

بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا
میں نے شب فراق کو روز جزا کہا
غم یہ ہے ساتھ مرے غم کا ارمان کلا
نکلتا ہوں منہ کو اور یہ کہنا ہوں ان
کہتے ہیں اور کہتے ہیں کس التجا ہے ہم
وہ خواہشیں کہ کہتے ہیں اور ہو فائے ہم
ذکر غم فراق ہے چھوڑیں بلا سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم
آج آپ اپنے گھر میں ہیں کچھ سہاگن ہم
کچھ کچھ کہتے ہیں بیعت پیر مغان سے ہم
کہ آنا ہے نگاہ پاس بان میں
سربار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہیں
بے نقط ہی وہ سناتے ہیں اگر لیتے ہیں
پر تیری آنکھ راز کی تیری امین نہیں
خوش ہوں دو یقین اثبات ہوا کا نہیں
تو پوچھتا نہیں تو کوئی پوچھتا نہیں
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ کلا کرتے ہیں

مبتذل ہو کے گرفتہ محشر بن جائے
 لاغری سے نظر آتا کہین پنچر نہیں
 اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو
 وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
 کھرچے کہ نہیں تاب تکم مجھ کو
 اوسکو دیکھو کہ وہ ہر جیسے ہو اگر دشمن
 غصہ قاتل کا بڑا یا ہے یہ طعنہ دیکر
 اے خضر تنے دن ترے کیوں کر بسر ہوئے
 کوئی تو بات ہنسی کی بھلے
 جان ہی دیکے عشق میں ہوئی خیر
 یہاں بھی جو وہ ستائے کسی بگناہ کو
 یونین وہ صید کہ روپا کرے صیاد مجھ
 آمادہ ستم فلک و یار کہینہ جو

وہ اشارہ کہ تری نرگس نتائیں نہیں
 تیرے بکے تو کمان دار کی تقصیر نہیں
 قتل کو آتے ہیں اور ہاتھ میں شمشیر نہیں
 اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو
 ورنہ اس طرح بھی جو چاہو کو تم مجھ کو
 آسمان بکے ستانا نہ کہین تم مجھ کو
 زندہ گویا کہ نہیں چوڑے بکے تم مجھ کو
 ہم سے تو رات کش نہ سکی انتظار کی
 خندہ صبح قیامت ہی سہی
 آگیا کچھ لپا دیا آگے
 اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی
 یونین وہ کشتہ کہ پٹیا کرے جلا دمجھ
 پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے بر

چشم شباب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد

ہو غریب رحمت حق وہ عجب انسان تھا
 اوسکو ظالم جو کہا میں نے تو ہنس کر بولا
 رکسا یا دم نے مرے بھولنے کو
 ہم لطف سے تو گذرے یہ تیرا جفا تھا
 لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین
 کچھ آج کل مرے دلمین گذرتے ہیں خمیار

میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا
 مجھ کو ظالم بھی میسر کوئی مجھسا نہوا
 عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا
 یہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہم پر ستم نہوا
 تو آتے تیغ کھینچ کے اور مجھ میں دم نہوا
 طحلا نہ آنے کا یہاں اوکے مڑے مجھ کو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکمنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد و فسانه عجائب از دست

کسی خوشی کما نمی بنیسی کیسا اختلاط

سرور اعظم الدوله نواب میر محمد خان خلف نواب ابوالقاسم خان از تلامذه

جان بیگ ساجی و از ایداد دیوانے دارد و تذکره از وادگار از ریخته سرای

پیشین و پسین دران قلمی نموده بسیاری هم فکر میکرد در شصت و دو در گزشت

دیوانے هم بنین بین که فصل بهارین

غیر لایا اوسه یان بهر تاشادیم نزع

کنند خلیفه محمد علی مرثیه گوینجایی از تلامذه محمد شاکر ناجی خود را از شرب نشاء

معاف نداشته از وطن بدلی و از دلی به حیدر آباد رفت و از حیدر آباد بکک عدم

شتافت استخوانش بیکر بلا فرستادند

سحر گذرا چمن مین کونسا غور شیر و یار

که ششم گل کے منہ پر اب تلک بانی چیم کانی

سودا مرزا رفیع انچه حضرت شیفته در ترجمه اش نگارشته بنده را خیلے خوش آمد

بنابرین کلمه چند نقل برداشتم نظر افروز از باب مطالعه باد و هویدا بر علم فقیر غزلش به

از قصیده و قصیده اش به از غزل و اگر گوی غزلش از اشعار بر کن مملوست

و قصیده از ان خالی زیاده ازین چه توان گفت که قدما را مانند فصحاے متأخرین

پیرامون خاطر و جاگزین دل نه این بود که هر شعر و لیدر آید و بر بیت خاطر نشین اندا

در کلام ایشان رقص انجمن واقع شده چه در قصیده و چه در غزل مع انهم اولون

و الموجدون والا خاطر بجمیع فنونها متعذر للمتعذرین و الله در

من قال العلم للمتاخرین پس بنا برین مقدمات برین بزرگان دارو گیر ز نهار

سزاوار نیست و طعن و تعرض لایق نه معذرا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست که در

رتبت عالی و مکانت فخیم جلوه ظهور گرفته و بدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل

فخر الامثال قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص بہ آورده در
 تذکرہ خود کہ با بجز واختمار تمام در حال ارباب نظم ریمینہ نوشتہ است تحت ترجمہ
 میر تقی المتخلص بہ پیر در شرح کلام وسے حیثت قال پستش اگرچہ اندک پست
 است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در ششوی فکر معقول اندیش
 از دست آورده اند کہ سودا روزی بر آستانہ شیخ علی حزمین رسید سوری
 خواندن شعر یافت و بر خواند

ناو کے تیرے صید نیموڑا زمانہ میں تڑپے ہر مرغ قبلہ نا آشیانہ میں
 شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دار دگفت اسے می تہد شیخ بہ مکرم پر دانست و
 بلاکسا الشعر اعطاب فرمود

کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
 قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
 کہ جسے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
 پھاڑ کر کیلے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
 دی تھی خدا نے آنکھ سونا سو رہ گیا
 مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہو سو بلو
 جھوٹی ہی تسلی ہو تو صیبا ہی رہو نہیں
 اے آہ کیا کروں نہیں بچتا اثر کہیں
 یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتی ہیں
 سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری میں
 ساع کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
 کونین تک ملی تھی جس دل کی جھکو تمیت
 زبان ہے شکر میں قاضی سکتہ بالی کی
 چھیمت باد بہاری کہ میں جون بکت گر
 بسنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
 مباد ہو کوئی ظالم تر اگر بیان گیر
 یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ کچھ کو نہ تھا
 جی تک تو دیکے لون کہ جو مو کار گر کہوں
 تو نے سودا کے تین قتل کیا کہتے ہیں
 ہوسہ منکر نہ دیا اوسنے سوائے ونام
 کیفیت تو چشم اوسکی بجھے یاد ہو سودا

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پینا مہر نے دیر لگائی تو ہے دلے
مت پوچھ یہ کہ رات کئی کیونکہ مجھ پر
سودا جہان میں آگے کو کچھ نہ بولے گیا

عجب بیدار حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ میں دون سجھا
بے قسم تھکوں ملک سے تو جہان تک جا ہے
تصویر میں ترے کہیو صبا اول دہالی سے
گلن بھیکے ہی غیر دلی طرف بلکہ شمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کئی رات
سودا کے جو بالین پاؤں شاہ شوق قیامت
بدلاترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اتنا لکھا یوں مرے لوح مزار پر
سب کے سوتا ہوں یہ کہدین کہ بہانا
بیخوابی سے مرنے پر شب بھر میں سودا
دشنام تو دینے کی قسم کھاتی ہے لیکن
ہے پرستی ہر مری باعث آمرزش غنم
ایدل یہ کہسے بگڑی کہ آتی ہر فوج شک
انصاف لکھو سو نہی اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج فکر
خواہ کعبہ میں تجھے خواہ میں تہ خانہ میں

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ میں
دہڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گزر گئی
جاتا ہوں ایک میں سودا راز راز دل سے

دکھاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرنا ہر
جیتا بھرے تو اجرت ورنہ یہ نہ خوشیاں ہر
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے
گلے لگ ملک میں دیوارات تصویر نیالی سے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
آئی ہے سحر ہو نیکو ظالم کہیں مر بھی
قد ام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
اینا ہی تو فریفتہ ہو دے خدا کرے
یاں تک نہ دیکھت کو کوئی خدا کرے
بالین یہ مرے شوق قیامت اگر آئے
اب کہنے کو فسانہ کوئی نو صحر آئے
جب بیکے ہو وہ جھکو تو اک جنبش لب ہے
تو بہ صد قوم نے کی ہر مری بخاری سے
لخت جگر کی نیش کو آگے دہرے ہوئے
منصف جو بولتے ہیں سو تجھے ڈرتے ہوئے
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھوں ہوں مگر پار کہیں دیکھتا ہر

جس روز کسی اور پہ بیدار کرو گے	یہ یاد رہے ہر کو بہت یاد کرو گے
سوز محمد میر دل میر ضیاء الدین لبش تاحضرت قطب عالم گجراتی میر سہ بخاری موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش محی نگاشت و روز غیر اندازی نیک تر شہناخت اشعار بہ طرز مطبوعہ و منہ اند در عهد اصف اول بہ لکھنؤ رفتہ در اوائل میر شخص میکرد ہر گاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلہ از جان رفت	کعبہ ہی کا اب قصد یہ گراہ کرے گا بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھ کو رولا دیا ولے میں ہی کیا ہوں کرو نے میں یہ بنایا منہ کہ بنسٹا کھینچ کر تیرا بیٹھے بس لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص ہے شوق کہین تکر جانیکا قاتل نے زلا ڈھب نکالا ہر سوز مولوی عبدالکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوگا گراشتہ
بارے یہ عقدہ ہمیں اگر تر خنجر کھلا ستم یہ کیوں مرے شہت غبار یہ ہوتا سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا اشک میں بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا خیر تقصیر ہوئی ابتواد ہر آ ہی گیا رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جانیکا لے لیا موت نے طہری تری دیوگا پاس	فکر میں تھے انتہائے عشق کی مدت سو ہم صبار قیصر کہنتی تھی راہ کچھ ورنہ میں بڑا بول جو بولا تھا شب و صلت ہیز ابھی دہلین ابھی آنکھوں میں ابھی دامن اب کوئی سوز سے نہ بننے کی نکالو صورت سوز کو بیگانہ ہی پر ہر دم میں رہے تو پاس آئے میں نہ کشتو نکے لگے دیکھ میں

<p>بوسہ پہاوسن سچ کہ جس کا نہیں شراغ جان سینہ میں نظر آنکھوں میں دم ہو تو نہیں آج یان رسوا ہوا کل ان خرابی میں تھا</p>	<p>ہلٹی تری زبان بخت بیدا دگر نہیں اک آنے سے ترے کام میں اٹھے لاکھوں یوں ہی گھٹ گھٹ کر مری تو قیر آدی گئی</p>
<p>سید میر غالب علیخان المصطفیٰ سید الشہر اس کے وہ انشا پر دازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تارخ ایر ما سراس کہ اکرام نام کے از نقیبان حضور والامیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و احال از و نشانے ماندہ بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ ۵ در ۵ اشب کرے کن بسراے اکرام پوزیز تارخ و فاش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی و فنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ۵ اکرام بیاسود بیاسے خسرو انتہی اور است</p>	<p>۵ سبب کیا پوچھتے ہو مجھے میرے زار رونے کا کسی کو کچھ مرض ہے مجھ کو ہے آزار رونے کا اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا وہ مرض اور ہے جس کو خفقان کہتی ہیں ناصح کی ہند سن گویاں کان ہی نہیں حالت مری اچھی نہیں کیا جائے کیا ہو</p>
<p>نہ غار نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو یہ دہرنگ لگی جو بے عشق میں کچھ اور ہے میں اور ترک عشق یہ امکان ہی نہیں یار و مرے بالین سے نہاؤ ٹونہ جاؤ</p>	<p>اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا وہ مرض اور ہے جس کو خفقان کہتی ہیں ناصح کی ہند سن گویاں کان ہی نہیں حالت مری اچھی نہیں کیا جائے کیا ہو</p>
<h2>شین معجمہ</h2>	
<p>شادان مرزا حسین علی دہلوی خلیفہ مرزا زین العابدین رضا از تلامذہ مرزا غالب ۵ آئینہ دیکھ کے کہتے ہیں یہ منہ پیر کے وہ کوئی کینچے لئے جاتا ہے اوپر دل ہیرا</p>	

غیر دنیہ بین وہ لطف کہ برتر ہو بین ہمیشہ مزدہ اسے یاس کہ پھر آئی مصیبت کب وہ یہ کہتے ہیں جو کرتے ہو دعا ہی کر لو پوچھتے ہیں کہ تیرا تو شاؤ کیا ہے	ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہیں سکتا حسرت ایدل کہ او نہیں معذرت بہادر یا ہم مرانگو دکھا دینگے اثر ہونے تک جانتے ہیں کہ ہندو زبان تکلم جب کو
پھر لی ہے کوئی چیز آنکھوں میں جاری ناتوان دیکھنے کو	یہ مرے بخت کا تو خواب نہیں وہ آکر پوچھتے ہیں تم کسان ہو
شایق خواجہ فیض الدین عارف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ از سکنائے ڈاک از شاگردان مرزا غالب پیار سی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد	
اوسی نے کیا بھکورو اسے عالم	کہ جسے بتجہ عالم آرا بنایا
شیر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شیدائے تخلص تیسرے شاہ عالم بادشاہ و از ملائذہ ذوق دہلوی ست	
شر خدا سے ڈرو کل تھے سجدہ بت میں لاکیر دہ میں وہ پوشیدہ رہا پرہیز	اور آج مگویہ دعویٰ ہی پارسائی کا دیکھا جبے لکی مگا ہونے نظر آئی گیا
شرف میر نام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی	
منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے چین یا مر جاہل جس میں ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہ شرف	جان جانے تو نہیں غم پر مگر آن ہے اب تو فرمائیے کچلہ در ہی ارمان ہے
شیر مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متضطر فرزند مرزا سیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین عیادداشت در داستان طرازی کمالے ہم رساندہ بود	
کام تو کچھ ہی نہیں ہر حشر میں اپنا مگر	آن کلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

اکبر شاہ بود

پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل و گدایا	نیم بسمل اوستے گر چوڑا شکستیا غم نہیں
-------------------------------------	---------------------------------------

میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر	ست
---	----

بہار کی زمین نازک مزاجی ان جینوین	خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت اسی جاتی ہے
-----------------------------------	--------------------------------------

میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی صبا	نمودہ گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش ہی تراورد
---	---

اے جنون تو مجھے لیجا بیگا اب و کیر	شہر او نکا نظر آتا ہے بیابان او نکا
تھی یہ قسمت کی بُرائی کہ تجھے او ظالم	سارے عالم کے حصینو نسے میں اچھا سمجھا
نام راوی نہ چھپی پردہ تصویر میں بھی	جسے دیکھنا تجھے محروم مٹتا سمجھا

غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبائل نویس از شاگردان مومن	شورش خان
--	----------

نامہ جو بنالائسہ ہی قاصد تو صنم کا	ایمان نہ کہو نا کسی مایوس کرم کا
چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دگر تپسہ	بس وہیں روئیکا ہو جائے بہانا بھگوا

شہر مرزا حاجی بنیرہ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان	سب
این فن نمودہ پس نسبت تلذذ میر مہمون درست کرد پس از حضرت آزر دہ با شوق	یرداخت

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پیچھے مین	نکلا اک جام کی قہیت بھی نہ ایمان اپنا
غبار او ٹھانے ترے دل سے ورنہ اے ظالم	ہماری جان کو اک یہہ بھی آسمان ہوتا
ہائے جی بہر کے وہ فیدار میسر نہوا	حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہوا
یوں بیٹھتے ہو جیسے کسی کو کسی سے کچھ	مطلب نہیں مراد نہیں مدعا نہیں

سہ تو خبر نہیں ہو کہ کیا حال ہو آج شہرت کا بار بار ہے آتا جگر بہ ہاتھ

شہید میمنشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکنؤ
 و از شاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرہ وافر داشت بیشتر در
 پنجاب و گجرات بسر برد و بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بہو پال ہم آمدہ در ۱۲۵۵ھ بہ حجاز
 رخت کشید بعد ادا سے حج ہنجاہ مدینہ پیش گرفت در اتناہ راہ بیمار گشت بہا با
 چارم صفر ۱۲۵۶ھ بود کہ بروضہ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شہانت دیوان
 دار و بندہ دیدہ ام ۷

قد سب چاہئے والو مکی ترے دیکھ چکے
 عام مین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
 نمی باتیں نہی گاتیں نہی چاہت نیابار
 شرم آتی ہو گر نہ ان بتو مکی صند سے مین
 دوست نے خاطر دشمن سے کیا جھکوا لاک
 اسے روز قیامت ادب اسکا ہے تجھے فرض
 نزع کے وقت شہید لیے جو حسرت پوچھی
 قیامت تک نہ ہولو گالہ جساننگی جا کا
 ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت
 وہ وقت تو آنے دے بنا دیکے شہیدی

شہید میر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان
 رامپوری موطن پدربزرگوارش بعدہ ہاسے جلیکہ ممتاز بود و خود شہن نیز از
 مدتے درین دیار باعزاز نام بہر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب بقضال شہرا
 دار و بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن سجا آورده در

پارسی اوستا و قیامت کا راست توجہ اور بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز
 کہ یاسے اتامت بد بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق رخیستہ سرائی نیفتاد و اینچنان
 کہ بریک و سبت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این پیمانیز کہ
 از افکار دیرینہ اوست در اشار کلام بسجح مقرر سطور رسیدہ است دانی کہ
 برین قدر در وصف و سہ الفاظ دیم چرا کہ دیم دو سبب دار و یکے آملہ شدہ
 ما اختصار است غیر الکلام ماقبل و دل دیگر آملہ و سہ اوستا و دست روشن
 سخنوری از و آموختہ ام و انچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر درستایش
 گفتارش انچہ واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان
 مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادانم کیا اب است معہذا مجموعہ غریبات و قصائد
 و سہ کہ در پارسی زبانست بین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ۷

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہن کما کو ہن	اچھے ہن جس طرح کے ہن جو ہن بھائی ہن
کوئی ہو اونکی وحشت دکل علاج ہو	اک ہم اگر نہیں نہ سہی مدعی سہی
مین نامدار ہجر وعدہ کا مگر وصل	وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جانا ہوں تو فرمائے	ایک یہ بھی میرے ایام کی شامت آئے
غیر تما بدست سے ہم کامیاب	یار بھی قسمت سے اچھے بڑ ہے

شید امیر محبوب جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از
 تلامذہ موسن خان بود با حضرت شیفہ نرد مودت میباخت ۷

ناشکر ہم نہیں ہن او ہر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہیں
دریا بہین کہیں کہیں ترکان ہی ترنو	مر جائے کوئی اور کیو خبر نہو
وہ دشمنی مین پور کہوں یہ بات ہی نہیں	کہتے ہن زہر دیکے الہی اثر نہو

شیفہ نواب مصطفیٰ خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرفضہ خان بہادر مظہر جنگ ترجمہ جافداش از تذکرہ شمع انجمن و صبح گلشن
 در یاب انجمن مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفۃ از
 آوان صبا بشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و شعر
 ادائے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سچے کہ بہر از دازین برس
 کہ مدتے بروش او حجت گزارده ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام
 سبحان اللہ سخن از کجابه کجاشید قصہ مختصر کنم و سے در ریختہ شیفۃ تخلص
 میکند و در پارسی عصر قی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے بجاہ او برنخاستہ میرزا
 نوشہ و حضرت آزرده را باو سے مودتے کہ در میان بودنتوان گفت و در الغند
 کہ پدر بزرگوارم بدلی رفتند و از حضرت آزرده اکتساب علم میکردند با جاب شیفۃ
 ربطے خاص داشتند تو فی رحمة اللہ تعالیٰ فی سنة ستة و ثمانین
 و مائتین و الف الحدیۃ درین نزدیکی ہر روز لطف گستر ناب مرزا خان فیائع
 بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفۃ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ
 از جابے چند انتخاب کردہ آمد ۵

<p>اے مرگ آ کہ میری ہی رنجائے آبرو ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین میری ناکامی سے فلک کو حصول گمراہ کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے خوبی بخت کہ پیمان عدو کسے لطف کی باتیں ہیں پھر ہائے اوس برق جہان سوز بہ آنا دکا ہر تر اسلسلہ زلف ہی کتنا دل بند</p>	<p>رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بھر آیا کام ہے یہ اوسے ستمگر کا دیکھا اثر یہ نالہ بے اختیار کا اوسکو ہنگام قسم یاد آیا کیا کوئی اور ستم یاد آیا سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلا نادلکا پھنسنے سے پھلے بھی مشکل تھا چٹنا نادلکا</p>
--	--

دینا کسکو دل تو وفادار دیکھ کر
مرے رنگے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تک
پھنچا دو یہ پیام اجل جان طلب ملک
شکر بجا راگڑے سبب ملک
دیکھئے ہے اوس ملک کو رضا اور رضا کو ہم
بیٹھے ہیں دیکھ بزم میں کس التجا سے ہم
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ شکرین
اسے دل یہ یاد رکھو کہ ہم ہیں تو نہیں
قیامت آنے میں شب درمیان ہے
کجخت گالیاں بھی نہیں ترے واسطے
سو تجھی کو رہے جھکو تو یہ ہم ہی بس
جس سے ہم غوار ہوئے ہیں یہ وہی ہے
رہنا ہو تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

کشتا تو وقت نزع کے ہر اک سے شیفہ
کتے ہیں بیو فاجحے میں نے جو یہ کہا
ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بے طلب
یاں عجز نے رہا ہونہ وان ناز دلفریب
میں جان بلب کسی کی اشارت کی گریز
اسے جوش شک قرب عدو اب تو ت اوٹھا
طوفان نوح لانے سے اسے چشم فایدہ
کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہیں
سحر او نکو ارادہ ہے سفر کا
ہیں بکے بوسے غیرے اوس لب سے شیفہ
بزم دنیا میں ہی دو شخص کو کب عیش نصیب
اسے عدو کسے نماز ان ہی سمجھ تو آخر
اسے جان لب پر اکے شہر نے سے فایدہ

صاد مملہ

صابر مرزا قادر بخش خلیفہ مرزا کرم بخت بہادر بشت تاجا نذر شاہ بادشاہ
دہلی میر سدا ز تلماذہ عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود
تذکرہ گلستان سخن بنام او غارۃ شہرت دار داز گلستان سخن انتخاب اشعار
کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت

محفل میں میں تو اوس بیگوئے سنو
نام شراب لے کے گنگا رہو گیا

ہے نگاہ آشتا کو ہر جگہ جلوہ سے ربط ہماری خاک میں اتنی کہاں رسائی ہے وہ ہی بیت فانی ہر جگہ عمر بھر پوجا گئے تراہوں قبر میں ہی ایسی خوشی ہے کہ ہائے مجھ سے ہی چاہتا ہوں وہ ہر ہر قسم کی داد ظالم جفا کشی کی ہوس تو نکال لوں مرگ شب وصال کی غولی ہر در نہ غیر	دیر بھی کعبہ تھا جب میں ناصیہ فرسا ہوا نہ جانیں دلمین ترے کس طرح غبار آیا ڈر ہی منہ کیا لیکے جاؤں داؤد محشر کو کیا یوشیدہ زبر خاک کہہ دو آسمان نہو سمجھا ہوا اپنے ظلم کا اک قدر دان جیلے تجھ سے تم شکار ملیگا کہاں مجھے رکنا نہ کہ میں تابہ سحر یہاں مجھے
--	---

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات دوست بہارستان
جعفری ۷

شرم سے نام وہ نہیں لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی
صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذہ خواجہ آتش بود دیوانہ دارد در اشعار و گزشت در سخن سبجان لکھنؤ قیمت است ۷	کیا بنایا ہے بتوں نے مجھ کو کوچہ عشق کی راہ میں کوئی تھے پوچھے
نام رکھا ہے مسلمان میرا خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے	

صبا مولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ۷

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری میں	کوئی معشوق ہی اس پردہ زنگار میں
صبا منشی محمد صابرحسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوائی از چند ماہ پاک اقامت در بہوپال افسردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ نامیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ ترانوں تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن شاخص راپوری تکرودہ و چند سے بخد مت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین سلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصر ان غولیش	

ممتاز آمد در تارنگ کوئی محمود روزگار است هر چند در رامپور از کا ملان این فنون
موجود بودند لیکن میگویند که بقابل تارنگ کوئی و صنعت نگاری و س انگشت
حیرت بندان و از مقابل پشیمان امروز آنچه در ملک اوست غرض چند است
که در شاعره کلیمش داده اند و پیوند بحث او با نامه نگار خیل است حکام دارد
از حسنات دوران است از نالیفات اوست متنوی شولت خسروی پیر د از
سکندر نامه در ستایش والی رامپور و لسان العجم در فن لغت و سر پای سخن
در مصطلحات

اوسے غم دوست ٹھیلون تو بہ در آستان
تم ذرا یاس سے کہد و مہم کا تم میں ہے
عیش کا ٹٹا سا کھٹنا دل پر غم میں ہے
گھر کرے دلیں مگر دیدہ پر غم میں ہے
فقیر ست کو بجائے چلو بھر پالے میں
سویدا دلیں تہاں آنکھ میں ہر داغ لالے میں
اندیشہ نہ دلیں ہو نہ آنکھوں میں جیا ہو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو
ہو خیر تری شرم کی جیون کا بہلا ہو
کچھ پتے ہیں تری فراغت کے
ہیں نشان مجہدین ٹوٹی تربت کے
یہ بھی سن لینکے وقت فرصت کے
مر چکے ہیں صبا تو مدت کے
بچ گیا ناک کاں سے قاصد

جگر کو دلوں کو برابر تولی کہا ہے
کوئی ارمان نہ باقی دل پر غم میں ہے
نر ہے عاشق غم دوست الہی دل شاد
درد ہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے
بہلا ہو خیر کی بہت ریو بھانے والے میں
ہر اک جا پر نیا ہر نام او کے خال شکیں کا
اغیار سے خالی ہو شب وصال کی خلوت
چٹکی کوئی خاک قدم یار کی دید و
بجائے فقیر و فہی آنکھ امیر شہر خونی
نا توانی میں لا غری میں مرے
مردہ دل ہوں شکست خاطر ہوں
چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو
کون ہے کس کو کستے ہو آج
کیا خط کا جواب خیر ہوئی

ہوئے ہیں کشتہ شتر کے دشمن و سدا رہیں
 لگو آئینہ سے نصرت ہی نہیں
 دل جو قابو سے چلا نالہ دل کہ اوٹے
 اپنی اپنی ہے ادا و ننگ سے اپنا اپنا
 ہائے وہ اور کاشب وصل باہر کر گنا
 شکل در داوٹتے ہیں گر پڑتے ہیں تانہ ہو کر
 کھینچتے ہی ارون کی ابرو کی شمعینہ
 ہم نذیر سے کیا کہیں لطف ہم
 کے آنے سے یہ شادی مرگ ہے
 تم نہ آئے تو بھی اک جہ رہا
 کہتے ہیں صند سے کرینگے اور ظلم
 دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا
 داد خواہی کون محشر میں کرے

قصداً جو صوفیوں میں اصل ہر سو کو رہیں
 کونسا وقت ہے تنہائی کا
 ٹھیرے ہم بھی تو اسے بندہ نواز آتے ہیں
 ہم وفا سے وہ جفا سے کہیں باز آتے ہیں
 پس اٹھان سے یوں ہی بندہ نواز آتے ہیں
 تیرے کوچہ میں جوار باب نیاز آتے ہیں
 کوچ گئی ہے مانی و ہنزا دین
 آنکھ کو لی حسانہ صنیادین
 لگیا شیون مبارک بادین
 کٹ گئی شب نالہ و نسیادین
 ویکین کیا کیا ہیں اثر فریادین
 ہو گیا تما تماری یادین
 ہے مزہ سبکو تری بیدادین

صفا مرزا سعید الدین کہیں برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد آؤ

پوچھتے ہیں کہ کہاں رہتے ہو اور جانی ہیں
 کھر میں بیٹھے ہیں اور اتنا نہیں کہتی منہ سے
 کہ بجز دشت نہ گانا نہیں دیوانوں کا
 کون مگر آئے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلید ذوق دہلوی

میں نے بوسہ طلب کیا تو کسا
 یہ خرابی ہے منہ لگانے میں

صفا در صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکناے کرناں

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
 اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہیں

صفا در سی میر صادق علی کہیں برادر میر نظام الدین ممنون کا فرے بیگنا شتر

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است که گویند جوان مُرد ۵	
نہیں معلوم دلیں صفدری کے درویش کیا	کہ ہر دم ہاتھ سینہ پر وہ بیتا باز رکھتے ہیں
صفدری قدر کو کہیں اس کے کما تھا گل ہر	سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھ کو
صغیر سیان جان دہلوی از تلافی مومن خان ۵	
کہتے ہو جان جائے تری اور زمین ہوا	بے جا دعا خواستہ یہ سننے لگیا کہ
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ نہ جائے کوئی جو امتحان کلمے لے
ضابطہ	
ضابطہ مہر علی موطنش دہلی ست ۵	
شرین خاک سے سب لوگ تو بکھے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکھا تو دیوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابطہ خدا کی واسطے	یہ ترا کر یہ تجھے آخر ہا لیجائے گا
ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ۵	
کیا دیجئے اصلاح خدا کی کو دلیں	اکافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پائے اقامت افشردہ در ۹۴ ۵	
۹۴ آہجانی شد از شعرائے نامی ست ۵	
نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ تفتہ ہوں	میں داغ یاس و حسرت یلوان رفتہ ہوں
طالب	
طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر غور و نواب شہاب الدین خان	

شاقب از تلامذہ میرزا غالب است گویند امر و زمشورہ سخن با مولوی الطاف حسین
حالی میکند

وہ جب کرتے ہیں طالبِ عدہ و تباہی و بھگنا	ہمیشہ آس میں اور یاس میں اور شوقِ جزائیں
در سے اوسکے اوسٹھے اوٹھائے ہوئے	نا تو انی ذرا سنبھال ہیمن

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری رح استقامت
علمی از مولوی صہبائی منودہ و اصلاح شعر از مولوی عبدالکریم سوز گرفتہ

بہت ہی ملتی ہر اسکی طرب سے کچھ صورت	موایط اسے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور لبتا ہی نہیں جھکو ٹھکانا کوئی	پھر پھر اگر ترے دروازہ پہ آجاتا ہوں
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	یوں ہی کدو کہ ترے طے سے عمارت ہے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر

بڑی ہیں حسرتیں خون گشتہ لاکھوں	مے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہمیں یارب کہ بہر وصل	جلدی کہیں نہ اوس میں تیرا شائستہ ہم
اکے لمبائے وہ تو کام نہیں	اگلی پچھلی حکایتوں سے ہمیں

طالعہ منجمہ

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصاف شایان
استغنی سے در اکثر خطوط دستی تو انا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگزرانید
سپس نسبت تلمذ بخاقانی بہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی
بر میرزا غالب متعلق گشت و سے را چار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنا پر دانی
این بیتے چندست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدایش بیامزد خیلے خوش گفتہ

جو دیکھوں بزم میں اس رخ جنگجو کی طر ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستداروں کا جنوں میں کیا مری پیوند پیر ہن میں لگے	چھری کو دیکھ دیکھ مے گلو کی طر پڑا نے مردوں کی وہ بھین اوکھارتے ہیں کہ ایک تار ہی چوڑا ہو تو کفن میں لگے
--	--

کہی تو آؤ سہارے کہ میں سنو ہمارے ہی چار ماٹھن

ہم بتو کے دل کو جذب دل سے کیسے جانیگے نہ پہنچا کوئی اپنے پاس پہنچا جب وقت اپنا ہمیشہ رہتے ہیں ان کی مصاحبت میں ہی ہم کو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے قیمت جنس دل اپنی میں کمون کیا تم لے دو گنا اپنی جان تلک بیکر تمہیں اے بتو خط میں نے لکھا تلک کوئی مجھے خط قتل عالم کو کر دم اور قضا کا نام لو نہ دیا بوسہ نہ منہ تھنے لگا یا منہ سے اوسکو دوسرے سمجھتے ہیں وہ جو کچھ نہ کہے میں جو کتابوں بیوفا ہے رقیب	عجب ہے شکوہ رقیب کا یہاں ہزار منہ ہیں ہزار باٹھن پر بڑے پتھر میں ہر شکل سے لکھنے جانیگے اجل کو آفرین ہر وقت پر ہو سچی تو یہ ہو سچی ظفر ملاتے ہیں جو ہاتھ ان نہیں سے نہیں کچھ کہیں یا نہ کہیں آپ کی صحبت والے یہ چو کیا دیتے ہیں بازارِ محبت والے اے نالو ماتہ آئے بقیہ اثر تو لو پہر نہیں لکھنے کا کہتے تو مچکا لکھ دیں اے بتو تمہت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو آپ کہتے رہے یوں ہی ہیں کیا کیا منہ سے کرے جو ان سے جواب و سوال دشمن سے وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے
--	---

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا بی دہلوی
خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق
دہلوی بود

مانا کہ تم سے دل نہیں ملتا نہیں ملے کو سے دشمن سے گزرنا کیا تھا	کیا مجھ سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا اے وہ رفتارِ قیامت ہی سہی
--	---

عینِ مہملہ

عارف میرے عارفوں کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص میری خدمت میں آئے اور میری خدمت میں رہے تو میں اس کو اپنے لئے رکھوں گا۔
خیلے آگاہ بود آخر الایام در مراد آباد طرح سکونت ریختہ و ترک شعر و شاعری گفتہ تہا
خلق اللہ پیش گرفته

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں گئی | ہاتھ دلیپ سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از
جرعہ نوشتان سرچشمہ فیض میرزا غالب بود دیوانے دار و در ۱۲۶۹ جلش در سید
از گفتار و سے ہی ترا و دک دستگاہے بلند درین فن داشتہ

ہماری خاک سیاہ ہو سکے کہ دستکب کی تھی یا نہ
شونہی وہ بھری ہر کہ ذرا جانین باقی
سخت شرمائے بین اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
دیوانگی میں غیر کو دون خاک گالیان
مفسو نہ کو تو ہی مرنا ہی خدا کی ہن محال
استحاناً وہ مرض کامرے کرتے ہیں علاج
غصہ میں او کو کچھ نہ راتن بدن کا پوثر
دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
نہ تو روزن کوئی سیدہ میں نہ پہلو میں نہ گنا
بیکسی میں مجھے ہوتی پر غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اسے خور سے ہم سنتے ہیں

سکھایا ہوا سے چلنا اوٹھا کر جسے دانا کا
دشوار ہے آناتری آنکھوں میں جیسا کا
چھیرنا تھا تو کوئی شکوہ جیسا کرتا
اب ماننا ہے کون ہر امیری بات کا
کہا نیلکے کیانہ اگر نہ ہر میسر ہو گا
یہ ہی ہے فضل خدا جو مجھے آرام میں
کیا لطف ہم نے شکوہ اوٹھائے عتاب میں
لب جان سخن ترے دیکھے کیا کہتے ہیں
دل سے ارمان کے نکلے تو کیونکر نکلے
کوئی جو وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کین آپس میں اگر ذکر و فنا آتا ہے

گدرا نیدہ طبع ہوا رہ داشتہ

خدا خواستہ کیا سکو اس سے تھا انکار
ساتی جیلے ہے نرم میں کسکا جگر کہ آج
خزام ناز مبارک بیٹھے ولے اسے برق
یاد کر لے ہو بچے گرجہ بگری طرستے پر

عزیز کعبہ اگر کوچہ بستان ہو تا
ہر سوروان ہے قافلہ بولے کہاں کہاں
خیال رکھو ہمارے ہی اشیائے کا
مینا سی بوجہ سے احسانکے دیاجا تا ہوا

عزیز محمد عبدالعزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیر آبادی نواسہ منشی
عبدالکریم میرمنشی ریاست ہو پال از شاگردان استاد ہی انتخار الشعرا شہیرت
و درباری نیز سخن میگزارد

بوستم غیر کو دو غیر تمہیں پیار کرے
آج ہوتی ہے سیکسی بیکسی
عشق شاہ رکن الدین دہلوی شاہ گسیٹا نیرہ شاہ فرہاد معاصر
سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار لیسر بردیوانے دارد

تیر کے نام پر ٹپٹا ہے
عشق حکیم میرعبت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از علامدہ
نثار اللہ خان ذراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کرو گے
عشق شیخ غلام محی الدین از سکنا میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد
کے ہے سن کے وہ دیون مبتلا کے قصہ کو
کہ خواب ناز کو تازہ پہداک فسانہ ہوا

غین معجبہ

غالب فخر رنی وغیرت طالب میرزا نوشه اسد اللہ خان الخاطب نجم الدولہ
 دیر الملک نظام جنگ بہادر افراسیابی دودمان اکبر آبادی مولد دیلوی سکن
 لفظ غریب تاریخ ولادت اوست وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شدہ از تالیفات اوست
 پنج آہنگ دست بند و مہر نیم وز و قاطع بران در بار سی ہزار مارا دیوانے دارد
 مجموع ابیاتش دہ ہزار و چار صد و بست و چار است در او اہل بر و ش میرزا
 بیدل حرف میرزا آخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ و دیوانے کے در
 ریختہ است فراوان ابیات از ان ساقط کردہ قدر قلیلے انتخاب زدہ است او
 اسد تخلص میکرد چنانچہ در بعضے مقاطع غزلیات ہنوز موجود است مدت مشق
 وے پنجاہ سال است در پارسی پایہ اش از محول اساتذہ کم نیست و در ریختہ
 ہر تہ اش بیار اگر کسے است اگر حد لقمہ نظم را نو بہار است در عرصہ نثر نیز مہر و کار است
 قدر تے کہ بر جمیع اصناف سخن اورا ^{مہر} گفت نہ می بینی کہ توجہ بعضے سخنوران
 ہمہ بغزل معطوفت و جز غزل نعمہ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال
 بر خے ہمہ قصیدہ است و جز قصیدہ ترانہ دیگر از ایشان نتوان مشنودن و
 علی ہذا القیاس غالب سخنوریست کہ اگر زمین غزل است آسمان برودہ اوست
 و اگر عرصہ مثنوی ست پائمال کردہ او چگامہ اش بقصیدہ عرفی ہم پایہ است
 و چامہ اش چون غزل نظیری گرانمایہ و شگرف ترانکہ وے بہر وادی کہ قدم
 میکشود بسرعت تمام می پیود و با اینہم فروغ مضامین و پستی ترکیب و شوکت
 الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان کہ از شعر اکثر کسے را بالقوہ مسر
 بود بالفعل نصیب او بود و آنچه بہ نسبت دیگران مبالغہ اش نامند در پینافذ الامر
 خوانند انصاف بالاسے طاعتت اگر بہ پیشینیان ہمشرش نگوییم کہ الفضل
 للمتقدمین و یوانہ نیم کہ پسترش از ایشان پنداریم و با کمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت و چنانکہ می شاید لطف شعری برداشت حضرت شیفتہ می نگار دوسے
مضامین شعری را کما موحقہ می فہم و جمیع نکات و لطائفی میبرد و این فضیلتی ست کہ مخصوص
بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکته برسی چہ خوش فکر اگر چہ کیا ست
اما خوش فہم کیا ست بخوبیا حال شخصہ کہ از ہر دوشہ بے یافتہ و خطیہ برودہ انتہا بنابر ضابطہ شعری
چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطہ انتخاب است

کشتہ ہنسا ر رسوم و قیود ستا
دل بھی اگر گیا تو وی دل کا درو ستا
وہ سنگ مرے مرنے پہ ہی راضی ہوا
درو دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا
ہائے اوس زرد و پشیمان کا پشیمان ہونا
صاحب کو دل ندینے پہ کتنا غور ستا
مجھے داغ نہیں خندہ ہاے ہجبا کا
اب تلک تو یہ توقع ہو کہ وہاں ہو جائیگا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
دشت کو دیکھ کے گسہ یاد آیا
عقل کہتی ہے کہ وہ بے ہر کسا آشتا
بیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر درو دیوار
کہ شوق نازک خون دو عالم میری گردن پہ
دیتے ہیں بادہ ظرف قح خوار دیکھا
ہیٹنا اوسکا وہ اگر تری دیوار کے
رکھ لیجو میرے دعویٰ دار ستگی کی

تیشہ بغیر مر نہ سکا کو بہن اس
جاتی ہر کشمکش کوئی اندوہ و درد کی
میں نے چاہا تھا کہ اندوہ و فاسے چوٹوں
گر یہ چلبے ہر خرابی مرے کاشانہ کی
کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ
آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لیکے رہ گئے
غم فراق میں تکلیف سیر گل مت دو
و اے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو
اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
رکش کتا ہی کہ اوس کا خیتے اخلاص حیف
نظر میں کیشکے ہون تیرے گھر کی آبادی
اسے بسمل ہو کہ انداز کا قاتل سے کتا تھا
گرنی تھی ہم پہ برق تجسلی نہ طور پر
مر گیا پوڑ کے سر غالب وحشی ہر ہے
وہ حلقہ باسے زلف کین میں ہین ایچدا

لون و ام نعت خفته سواک غلاب نوش
 مانع دشت نور دی کوئی تدبیر نہیں
 ترے سر و قامت سے اک قدر آدم
 کہنے میں جیتے ہیں امید پہ لوگ
 میں نے کہا کہ نرم ناز چاہئے غیر سے بھی
 قیامت ہو کر سن لیلی کا دشت قیس میں آنا
 اہل تدبیر کی وادیاں گسبان
 تم وہ نازک کہ غمخشی کو نغان کہتے ہو
 عاشق ہوئے ہیں آپ ہی اک اور شخص
 مے سے غرض نشاط ہے کس و سیاہ کو
 رہے ادشخ سوا زردہ ہم چند تکلف سے
 مرے دل میں جو غالب شوق وصل و شکوہ بھراں
 غیر کو یارب وہ کیونکر منگ گستاخی کرے
 نقش کو اس کے مصور پر ہی کیا کیا ناز ہیز
 غم دنیا سے گر پائی بھی نصرت سلاو ثانی کی
 سارے ہجر دور و دور سے سبزہ غالب
 نجوم نا امید کی خاک میں بلجائیگی
 مارہ نے ہی کام کیا دان نقاب کا
 پھسرا دسی بیو فاپہ مرتے ہیں
 نہ مژدہ وصال نہ نظارہ جمال
 ہے جھکو نشکایت کی اجازت کہ سنگمر

غالب یہ خون ہو کہ کمان سے ادا کروں
 ایک چکریے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں
 قیامت کے نقشہ کو کم دیکھتے ہیں
 ہمسکویئے کی بھی امید نہیں
 سستے ستم طریف لے جھکو اودھا دیا کیوں
 تعجب سے وہ بولایوں ہی ہوتا ہوا نہ پناہ میں
 آہوں پر ہی حسا باندہ بستے ہیں
 ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمو
 آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہئے
 اک گو نہ بخود ہی مجھے دزات چاہئے
 تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی
 خدا وہ دن کرے جو اس گین یہ بھی کوئی ہی
 گر حیا بھی اوس کو آتی ہو تو شر اجائے ہے
 کھینچتا ہے جس قدر او تنہا ہی کھینچتا ہے ہر
 فلک کا دیکھنا تقرب اس کے یاد آنے کی
 ہم بیابان میں ہیں اور گدین بہار آئی ہے
 یہ جو اک لذت ہماری سعی لا حاصل میں ہے
 سستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی
 پھر وہی زندگی ہماری ہے
 مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے
 کچھ جھکو مزا بھی مرے آزار میں آئے

<p>ولین نظر آتی تو بے اک بوند لہو کی نا اسید سی او سکی دیکھا چاہیے تم نے کیوں سوچی میرے لہر کی درباری مجھے جفا میں کر کے اپنی یاد شربا جائے ہر محسے ذکر میرا مجھ سے بہتر تو کہ اوں محفل میں ہے اوسپہ پنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے</p>	<p>اچھا ہے سر انگشت منائی کا قصو مخصر مرنے پہ ہو جسکی امید وعدہ آئین کا وفا کیجئے یہ کیا انداز ہے کہی نیک ہی اوسکے جہنم آگ آجائے ہر جہے گرچہ ہر کس کس برائی سے دلے باہنہ میں بلاتا تو ہوں اوسکو مگر اسے جلد نہ دل</p>
<p>عوض غضنفر علی خان شیرہ غلام حسین خان کڑورہ لکنوی از شاگردان جرات است حضرت شفیقت می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از بہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الالبیت اولی سیار شاہ باندار اوستاد اوست و ہو ہذا</p>	
<p>کر دے کوئی معاف کسی کا کسا سنا تو گو یا بیٹھے بین بس ہو ہو ہوسم</p>	<p>کستا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا کچھی دیکھی جو کل تصویر مجنون</p>
<p>عجائب میر عبداللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بر بست و نزد پدر خویش برامپور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نو جوانان بود</p>	
<p>تم نے تو کہد یا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں کچھ اور دے مجھے خرگان خون نشا لکے لکے گرہ دا ہو چسکی بند قبا کی تم چلے روٹھ کے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے</p>	<p>آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم کی کریں مگر و دل تو کیا کروں یا رب اب آیون ہی میرے سینہ سے لگیا چاہئے تھا کوئی مرنے کا بھانا دل کو</p>
<p>الفاء</p>	

فاخر مرزا جینگا قوم منغل از باشندگان دہلی ۷

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ
تہا دلین بوسہ سوئے مین لیجے بہ کیا کہین
ور نہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلیف منشی محمد احتشام الدین سہوانی در ادا اکل اصلاح
از مہین برادر غوث منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی غیر اتفاق می افتد
قانون شریعت محمدی اور است شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد دیوان ثانی
در یک تافہ وردیف است قریب یکہزار غزل دران بودہ باشد ۷

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے
آئینہ کستا ہے فاخر دیکھ کسیری حرف
مین تور و شھا ہوا پٹھا ہون منانا ہوا وہ شوخ
فاخر اسمین بھی اپنی مار نہیں
کیونکہ آجائے ترا انداز حیرانی مجھے
شکل ایسی کوئی تصویر مین ہزار ہے

فدا مرزا بلند نجات دہلوی خلیف شہزادہ مکرم نجات بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ۷
جستہ ترین پریش ہری پٹے ہوا رب زمین
جب تک چپکار ہو گیا جی مرا گہرائے کا

فدا اندر حسین خان خلیف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم منغل
از سنہار لکھنؤ اولاً در سک تلامذہ میر ممنون نظم بود عاقبت زانو سے ادب پیش
صحفی تکرار از دست ۷

پہنیں کہا تا وہ قسم غیر کے گہر جانیکی
سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی

سراق حکیم ثناء اللہ خان برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت
از ارادتمند ان خواجہ میر دردو بود قدس سرہ ونیز نسبت تلمذ با ایشان داشت
دیوانے گذشتہ از پنچتہ گویان بود ۷

چمن کی سیر کو آجائے ہن کہو گلچین
یہ ہم ہے ساغر دینا مجھے کہ میر ہے بعد
دماغ کو بیان آشیان بنا فے کا
ذرا ہی نکو نہیں کوئی منہ لگانے کا

وامن تلک گیا تا کہین اوسکے دست ہم
نہ گالیان جو دو توین پہلی ہی کیا لون

اللہ سے ناز کی وہین چوئی سنگی
پیارے کیکا ماتہ کسی کی بان چلی

فرمان محمد عمر سلطان دیوبی خلیفہ مرزا صاحب اور است

دل تو ہم دینگے اوسر ہنگر کو
پرچ دینے لگی وندا دل کو

وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
اپنا انداز تو سکھا دل کو

قصیدہ مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلیفہ مرزا ہادی لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ

محمد بن ابی عیوب بڑا ہے کروفا دار و دیوار
تم میں دو در صف میں بدبو بھی ہو منور بھی

فغان اشرف علی خان مخاطب کوکل ناسخ خان کوکل احمد شاہ بادشاہین مرزا علیخان از
باشندگان غلیم آباد و شاگردان علی قلی خان ندیم بود دیوانے دار و در ۹۶

جامہ گزاشت

قاصد جو نا امید پھر اکوے یار سے
ذکر کیوں غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے

خفت ہوئی مجھے دل امید وار سے
انہیں باتوں سے یہ کجخت خفا ہوتا ہے

دلہین اوس شمع کے ہو یاں و فاسو معلوم

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسری برد
اور است

کل کھا موٹے تھے جنکے لئے جسم زار پر
دو چھوٹ بھی نہ لاسے کبھی وہ فرار پر

فیض مولوی فیض احسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع
معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم غزلی بدیعنا دار و دیوار ہائے اودرین
فن کیے نیست و احیاناً در پارسی و رنجیت ہم فکرینماید و سحر طراز ہما بکار می برد از تصانیف
اوست شواہد تفسیر ضیائی و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ مض و حاشیہ بر مشکوٰۃ و جلایں
و حاشیہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفہ تصدیقہ و از ثنویات معروفہ اوست

روشنہ فیض چشمہ فیض درین نزدیکی رجب طلب نامہ گرداوریستے چند کہ لطف داشت
نگاشتہ می آید کلاش لطفیکہ دارذموان گفت ۷

غیبت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کتنے ہو گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی جلیہ سے مرنے کے بعد فکر قیامت محسوس ہوا پہلے ہی مدتوں سے ہستی قدر و منزلت تھے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	جرات تھا یا بھد تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا اکسب و عیبت محبت اکسب نہ جاتے ہیں سوئے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی پر شب کی مٹوں نے ڈوب دی رہی سی آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کہا کہ مر گئے
---	---

القاء

قابل مرزا علی بخش از دودہ تیمور قلاندہ شیخ ابراہیم ذوق بود ۷

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا احوال گریہ سنکے مرا یار نے کسا	کہ میں عذاب سے چوٹا مجھے ثواب ہوا اسے لو ابھی سے عشق میں اس نے تو رو دیا
--	---

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نواز
مرصع کہ مخاطب برقعہ رقم بودہ از باد شدگان لکھنوست در موسیقی دست نگاہیے
داشت ۷

جو ان ہوئی تو حسین کے نہیں تو جا لگی	ہماری زریست و مرگ آئی کی زبان میں بچ
--------------------------------------	--------------------------------------

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت
از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در ۱۲۶۶ھ وفات یافت دیوانے
دار و تذکرہ کہ در ان کلام از باب ریختہ فراہم آورده ۷

قاسم کے ساتھ بادہ غوری تھی قائم شب	اور نام سے ہے اس کے تباہ علی اصباح
------------------------------------	------------------------------------

دشنام دے سناتے ہو روٹھے کو آن مین تفصیل سے کہہ قاسم حال دل دیوانہ کسا مان قاسم نہ روک آنسو کو نکلو	کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبانی ہم سے نہ چپا ظالم ہم یار مین یار ہو سکے یہ لڑکے مین ناحق گلو گیر ہوں گے
--	---

قائم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مراد آباد وار شہر شاگرد
سودا و تلمیذ میر درد ہم اور انوشہ اند در شہر لکھ داعی اجل را لبیک اجابت گشت
دیوانے دارد و تذکرہ شعرا رخیہ ہم اور است حضرت شفیقہ میفرماید انچہ بعض نشان
سخن بکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہر اندوزن
دانش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از
حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہر حال قایم در سخن نہ گاہی
ولپسند دارد و گوہ پایہ سودا مباحش احاطہ بر اصناف سخن اورا میسر است لایستاد در
قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ
انہی از گفتار پاکیزہ اوست

قسمت کو دیکھ ڈوٹی ہے جا کہ کسان کند غیر سے ملنا تمہارا شکے گو ہم چپ ہے تا بہ فلک نالہ تو ہو خجائتا رات کو چہ گردی دل مجنون مری کی ایجاد معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا ہر دم آنے سے مین بھی ہوں نادم ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر سننے کا یار یہی کوئی طور ہے کہ آج گزشت ہے تہہ تک تو پھر کیا	دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا پر سنا ہو گا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا بمذلل جانے ڈھب باد یہ بیماری کا پیامبر کے مین ساتھ آپ جانا تھا کیا کروں پیر ہا نہیں جاتا روٹھا تھا آپ ہی تجھے مین اور آپ ہی گیا قائم نے تیرے ہاتھ سے کہہ کے رو دیا صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
--	--

یاں کچھ اتنی تو احتیاج نہیں
 بے طالب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہیں
 یوں وہ نادان ہو کر اتنا تو بد آموز نہیں
 تو چاہتا ہے اوسکو کہ کیا ہو نہیں
 لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سننے ہو
 کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کے
 ہے کیا بڑا جو نفقت میں اک شعر خوان
 تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جانے کی
 ہاں مگر اتنے ہی کچھ یہ جنس سستی کیجے
 کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
 ہنکے کہنے لگا طالع کی بدگاری سے
 مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نکرے
 یکبار اوسکے ہی نوکرین رو برو مجھ

دو جہاں بھی ملین تو بس ہے ہمیں
 سے کی تو بکو تو مدت ہوئی قایم لیکن
 قایم اور تہجد سے طالب بوسی کی کیونکر کیئے
 اتنا تو ہون فلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
 سنگ کو آپ کرین پل میں ہماری باتیں
 ہاں وہ تو آدمی ہیں کہ جسے نہیں ہر خط
 قایم کو اپنی ہزم سے جانے نہ سکے یار
 خدا نہ کر وہ اسے غیر سے تو کیا سرو کا
 سفت تک دن ہو نہیں ملے تو ہی کوئی لیتا نہیں
 گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ ملے
 روکے پوچھا جو میسر ہو تو کیا نہ وصل
 بتوئی دید کو جاتا ہوں دبیرین قایم
 آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں مجھ کو قتل

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عمر او میسر شمس الدین فقیر از باشندگان
 دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا منظر جوجعفر علی حسرت
 بود در شہداء درگذشت دیوانے گذشتہ از مشاییر شعر ابود

سینہ اوسکا ہر دل اوسکا ہر جگر اوسکا ہر
 تیر پیدا و جد ہر رو کرے گہرا اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ تلخان دہلوی بقیم لکنؤ از شاگردان
 جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدار سے داشت

دیتا ہے تم کو دیر سے پیار دعا کوئی
 میرے تو ساتھ وعدہ شام و صبح ہے

امید وار بوسہ لب سے کھڑا کوئی
 پھر مجھ کو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر ہے

<p>قلق امجد علی ولد محمد علی درگستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و ہندو علم از باستان گان لکنئو بود و از شاگردان نعر الملک نواب میرٹھو بیتاب دیوانے دارد</p>	
<p>ہجوم آپکے در پہ پہ داد خواہوں گا سنگ در جانان سے سر سبکو ٹپک آنا</p>	<p>ستم تو دیکھیے ان شرکین کا ہونکا دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شکو</p>
<p>قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر ج مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منتظم گشتہ</p>	
<p>پچھتے ہی تھیکا اشک ناصح</p>	<p>رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے</p>
<p>قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب باقتدار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکنئو فرزند منشی مرزا جعفر لکنئوی در گلشن بیجار مین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ ہر حال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد</p>	
<p>صلح کرتے ہوئے آخر وہ بھنگ آبی گیا</p>	<p>عشق کا نام برا ہے اسے ننگ ہی گیا</p>
<p>قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان</p>	
<p>کسی کے عشق سے پابند صدر پنج تعب پر ہم</p>	<p>ہزاروں آفتین ہیں ایک ہم ہیں کچھ بی ہم</p>
<p>قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلع مرزا ولی الدین نمبرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبدالرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد</p>	
<p>اوسکے یہ کہنے کے میں جھٹک کر گھر کر کسا ضعف اپنا بیان تاک پھونچا کہ ہم جمین اور تہ میں ہوسنا تو تھج کار لبط بظاہر آپ تو آئے ہیں صلح کو لیکن تاغمرہ خونخوار کا پاک اوس سے ہو دامن</p>	<p>سانس اولی ہائے کیوں یہ نوجوان لینے لگا آئینہ کتے تمہارے وہ بیان میں ایک مژدہ ہے یہ کنا ہی کہ منظورین اسے کہ تیغ بھی زیب کر ہے کیا کہیے شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے</p>

<p>ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار جسے پھر ایسے قدر دان لینے کسان مجھے</p>	<p>اے بتوجہ پا ہو سو کرو ستم شوق کو کثرتِ نظارہ سے نیک آتا ہو پڑ پڑ کے پاؤں جھکو بٹھاتے میں غارِ شیت</p>
<p>فیض مرزا احمد علی بیگ عن مارا بیگ خلع مرزا مراد علی بیگ درگاہِ بنجا امداد علی بیگ نام پر رش آورده ہما نام شہدی اصل لکھنوی مولد رست سخن را بر حسرت عرض می نمود</p>	
<p>خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے</p>	<p>پھر تاہوں ہر کسی سے میں القاب چھپتا آئینہ دیکھ دیکھ کے کتنا تامل و شغف</p>
<p>کیا نئی طرح سے ہم دلیں گز کرتے ہیں اس بات پہ مڑا ہوں کہ عاشق ہوں تیرا میں</p>	<p>فیض مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلذذ بہ مومن خان داشت ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش</p>
<h2 style="text-align: center;">کاف تازی</h2>	
<p>کامل مرزا ناصر الدین العروں بہ محمد مرزا میرہ مالگیر ثانی از ہرادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا با استفادہ پر داختہ</p>	
<p>رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے</p>	<p>کابل آشفہ سر کو دیکھ کر کہنے لگے</p>
<p>کرم شیخ غلام ضامن از اباالی کوتاہ بود بچند بہ شاہ بہمان آباد بہر بدود و مارتے در حیدر آباد گزرا نیدہ در بہو پال وفات یافت از علانہ مومن خان بود بہر دوزبان سخنی و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت</p>	
<p>استخوانون میں مرے دیکھ کے پیکان تیرا</p>	<p>تیر ناخوردہ ہمار خشک سے کیا کیا تڑپا</p>

<p>فرما دو قیس عشق میں سرگرم لانا تھے کیا ہی برہم ہوئی زلفاؤں سے جو پوچھا مجھے سہو پیگے جو طاق و تاب و توان ملک چہن جہین سب سے موج تبشہم نگاہ میں اے طفل اشک دیکھ کے برباد کیجئے اوسکو شہرت کی تنہا ہے رسوائی کی</p>	<p>خاموش ہو گئے جو مرا نام آگیا اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا لیکن یہ پوچھتے ہیں تجھی سے کہاں ملک ڈرتے تجھے فریب کا تیرے یہاں ملک ہر پارہ جسکر ورق انتخاب ہے ہر کوئی آرزو سے نشوونما کرتا ہے</p>
<p>کلیہ میر محمد حسین دہلوی یزنہ میر تقی ہم درپارسی سخن میگفت وہم در نیختہ فکر سیکر و سخنوران اوستا دستکش داشته اند دیوان و ششوی ہا زویادگار ست و سے فصوص الحکم را بر نیختہ آورده</p>	
<p>آتی ہے دل پہ قاتل مینا سے اب تکست ہو چکا شہر گئی و زنج و جنت کو خسلق کہ یوں میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہر برسات غور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پونچے</p>	<p>وہ دن گئے کلیہ کہ ہمیشہ سنگ تھا رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہنر پھر آیا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے غرض تم سن چکے احوال ہر دم داد کو پونچے</p>
<p>کلیہ المعروف بہ نور الحسن بن امیر المملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما یکدام رو سے خود را در ضمن نیختہ فکران لغز بنج شمارم کہ انجہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ رجبانی اجباست ورنہ بہ شعر و شاعری سر سے ندارم و نفی سے کہ بیاد کے گذر و مغنم می انگارم آری بہ بیشتر ازین عہد کما بیش دو سال شوق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ ست کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این کتاب درین عالم اسباب ہمت حضرت ضمیر بود سلسلہ اللہ تعالیٰ این بیتے چند از افکار غیش ثبت می نماید</p>	
<p>کیا لے گئیں لگا کے وہ عالم فریبیان</p>	<p>گفتا میں بھی دل کے لگانے سے عاجزا</p>

دل تو رندوں کے صان ہوتے ہیں
اے جوشِ عیش جی نہیں لگتا کیطرح
دونوں جہان سے ہے دلِ حسی کنارہ گیر
جو درِ غور قبول نہ وہ سلام ہوں
آتے ہیں یادِ صحبتِ احباب کے مرے
اتقنا وقت کا کتا ہے کہ زابہ ریشیے
ہو گیا آج سلمان کلیںِ خمستہ
کوئی بدلے تو دل بدلتے ہیں
ہر چند چاہتا ہوں میں ترکِ وفا مگر
در سے اٹھینگے زیتے کسی رہ جائینگے
ہائے کسور ولا دیا تو نے
روحِ التماس کیا کہنا
کیونکہ کسبِ لگے سے لگاتے ہیں تو نزع
ذوقِ شنید نے مجھ مارا کہ ہائے ہائے
مر نہیں سکتے جس میں بھی ہمیں
کتنا تھا حالِ وجد میں کوئی جلا جھٹنا
اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہر فرغ کو
اب بھی حسرت ہے ترے بیدا کی
ہوں خیر خواہ پیرِ مغان سے مجھے شراب
اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی
دل سا کمان ملے گا تجھے صید گاہ میں

خطرہ آتا نہیں عبادت کا
پیدا کہیں سے ناخنِ غم کی خراش کر
کچھ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے
جس کا جواب کچھ نہ ملے وہ پیام ہوں
خلوت میں کیا ستمزدہ از دھام ہوں
وضع کتی ہے کہ یہ بات تو کچھ نہیں
اسکا بکو تو یقین ہی نہیں پرکتے ہیں
آدمی ہی تو میں ضرورت ہے
بنتی نہیں ہے بات وہاں بن دفا کئے
تو ہی جب سیکو اوٹھائے تو کہہ رہا بیٹنگے
نگہ یاس کیا کیا تو نے
کام بگڑا بنا دیا تو نے
اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خیر نہیں ہوئیں
بیجا بھی تو کسے تو او سے میں بجا کموں
اتنا بے اختیار ہونا تھا
دیکھو تو کیا نہیں ہے دل داغ داغ میں
تم لیکے کیا کرو گے دل داغ کو
داؤ دینا اس دلِ ناشاد کی
ورنہ کہیں گے لوگ کہ اسمین کرم نہیں
منہ شکوہ ستم کا سو سے آسمان ہر اب
اس صیدِ رم شکار کو کہنا بنگاہ میں

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر
 جلت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار
 ہیں حضرت حکیم بھی کیا خوب آدمی
 سستی کسی نگہ کی ہے اپنی شراب میں
 ہیں کو رہم ہی ورنہ وہ آیا کئے دھام
 پر مغناجرات کو جو کچھ نہ سنا سوج
 مرتا ہوں اسکو دیکھ مٹتی کسے ہاتھ میں
 کیا دھرا ہے قصت فرما دین
 ہیں بہت سے جو سے بھی بے نصیب
 شورش کمانے لائے جو ہما ہو درند
 درغور عشق حقیقی ہیں یہاں اہل تقویٰ
 ڈرتے ہیں یا اس سے کہ ادھر اسکا قصد
 دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہیں گر ملے
 کچھ بھی نہیں ملے یہ حرم میں اگر ملے
 ہم اور بوستان ہنگام پوسے ہمصفر
 لاؤں کمان سے میں وہ عدالت کدہ جہاں
 ہے گرچہ دور شیوہ اریاب ناز سے
 زار ہتھیں ہی یار بہت کچھ ہیں جانتے
 خوگر عیش ہنوں جان سے جانے والے
 لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہیں

کچھ اپنے سر میں اور کچھ اوسکی نگاہ میں
 تم اور آؤ دل سے دیار تباہ میں
 ہکو بھی کل ملے تھے وہ اثنا در راہ میں
 آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب میں
 روز سیہ میں اور شب مہتاب میں
 منہ سے نکل بجائے کہیں اضطراب میں
 آواز آرہی ہے کسی کی بیاب میں
 فرق آتا ہے کسی کی یاد میں
 مہربانی ہے نہان پیدا میں
 شوخی کمان سے پائے جو تما جیل ہو
 ہم سے لوگوں کے لئے عشق تباہ چہاں
 بیٹھے ہیں شوق حوصلہ فرسائے ہوئے
 جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے
 جب بادہ میکہہ میں ہمیں اسقدر ملے
 دامن میں دہر لے جو کہیں بال پر ملے
 داد نک فشانے زخم جسم جگر ملے
 کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے
 حضرت بھی میکہہ میں ہمیں بیشتر ملے
 کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے
 جی بٹھا دیتے ہیں بھٹل سے اوٹھانیوالے

گو شرم ز احمدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دیوبی موطن از تلامذہ

ناسخ دیوانے گزاشتہ

تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی
ترتیب یہ میری ایسی برستی ہے بیکسی
اے موت تو بھی مجھے گریزان کرانہ نون
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے
کیف شیخ فضل احمد خلیف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صاحب
دیوانے دارد

یار بے سبیل رکھ کر یہ مٹان چکا ہے
بیہوش گل اڑھا کر لائے تھے کیف کو ہم
کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
بزم میں یار کو پونچھے ہو کوئی تہلا دون
لٹ پٹ پٹے جاؤ پیاسو تو اب ہوگا
پھر آج میکدہ میں خانہ خراب ہوگا
کہ آج تک گل و بلبل میں بوجہ جلال نہیں
شمع کے جس وہ بیٹھے ہیں جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امر اے نامی لکھنوست و از
شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوشت

اے بتو گل تو ہے اللہ کو منہ دکھانا
وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر
آج منہ بھکود کھاؤ گے تو احسان ہوگا
کوئی اور ہو وے گا گویا نہوگا

دعائیں مانگی ہیں مدنون تک جھکا کے سر ہاتھ اڑھا اڑھا کر

ہوا ہون شب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا کر خدا کر

جاتے ہیں یا اوسکو بلواتے ہیں ہم
زائد و جرم کیا کرتا ہوں میں بہر ثواب
دل کو یہ کہہ کہہ کے بھلائی میں ہم
دل ہے کعبہ سے کرنا ہر سب پوش بچھے
اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی
وصل کی رات ہی یوں جلد نہ آئی ہوتی

گر تر سے اونٹنے نہینے سے بگڑ بیٹھا وہ تو تو گویا تما کوئی بات بنائی ہوئی

لام

لطف مرزا علی استر آبادی الاصل دہلوی نثار عظیم آبادی مسکن تعلیم یافتہ میر تقی سجید راہدار فتنہ قصاید انشا کردہ و صلہ پایافتہ از شاگردان سودا بن خط مشہور است تذکرہ رنجیتہ گویان از و یادگار است

نہ پھونچی ضعف سے لب تک عاہی نہ رہا
ہو غم خضر ہو شاید تو وصل ہوئے نصیب
ہے یہ بھی نئی چھیر شب وصل میں سو گیا
اگر چہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم

دور قبول تو اس آرزو میں باز رہا
یہ زندگی جو تھی آسین تو امتحان رہا
پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کہ نہیں معلوم
ہے ہر وضع ناک کی بہت تری خوبین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کین برادر مرزا حاتم علی تہرا از باشندگان لکھنؤ راز اقامت گزیدگان اکبر آباد از شاگردان آتش دیوانے دارد

جب میں کتا ہوں کہ اب جانے گزرتیگا
ہائے کس ناز سے کتا ہو وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور رنجیت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ مرزا صابر

سمجھ ہی اولیٰ ہے دیوانگان الفت کی
رودیا قتل کے بعد اوج پشیمان ہو کر

کہ دلکے جانے پر رکھتے ہیں نام آنے کا
اوسکو پیدا جو جفاکش کوئی مجسا نہوا

<p>وصل کی رات ہر اک بات پہ نہ بچھ کرے رونا تھا دل کے ساتھ سو خون ہو کے بہ گیا بگڑ کے بیٹھنا اور سکا ہوا ہے گویا بڑا فی ٹکو تو مشق ستم ہے اور ہم ہی آنکھوں سے تو دکھا چکی کیا کچھ بیتیم تر کتنا ہی ہم چورتے ہیں آنکھ اور سس نظر</p>	<p>بیمزہ یوں ہے کہ گویا دہن میں منظور نہیں اب دل نہیں تو نام کو بھی چشم نم نہیں ہر اک بات میں خوبی ہو خوشنما کے لئے نہیں کچھ ایسی کہ اتنا جگر نہیں رکھتے کانوں سے کیا سنا بیگی دیکھوں نہ جان مجھے ناچار پڑی جاتی ہے بکھت پیار کی</p>
<p>مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین فایم و درگشن بخارا شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہر حال دے در عمدہ شاہ عالم بادشاہ درم شد آباد سکونت و رزیدہ</p>	
<p>کیا کیا کون میں تجھے دل زار کی ہو مائل میر عالم علی خان خلیف میر مود و بخش خان سردار بہادر از با مشدگان سسولن شنیدہ شد کہ در سر کار بڑودہ او و بزرگان اوقاتندار یا یافتند و خطاب خانی بجلد دے خیر سگالی از سر کار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آماروش میرزا در گفتار او می یام آرسے ہر کسے رابطہ مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے اندازے خاص است گویند جو انے زیبا بود در عالم شباب در گشت</p>	<p>مشہور ہے جہان میں پیار کی ہوس مائل ہے اب بھی جی میں ہے کچھ ہوس ہی یہ میرزا پرور لوگر فتار مصیبت ہے سنا ہے او کو غصہ میں چٹ جانی عادت ہے مائل ہے جی میں آج او نہیں آزمائے</p>
<p>سنہ کیلکے سیر سنبہ پودہ کہتے ہیں پیار سے دل مائل کی چنہ آ پکو لازم رعایت ہو خطا ثابت کر کے اپنی ہم اور او کو چھیر بیگے کہتے ہیں وہ مدام کہ میں تابع رضا</p>	<p>مائل ہے اب بھی جی میں ہے کچھ ہوس ہی یہ میرزا پرور لوگر فتار مصیبت ہے سنا ہے او کو غصہ میں چٹ جانی عادت ہے مائل ہے جی میں آج او نہیں آزمائے</p>
<p>مادہ مورام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان نشی میر طبع خوشی دار و دیکھ کر ہکو وہ شوخی سے کہہ مانتے ہیں</p>	
<p>اک سلامت رہے تو چاہئے والا میرا</p>	<p>اک سلامت رہے تو چاہئے والا میرا</p>

<p>عہد کر کے اونہیں دیکھوں تو یہ فراتے ہیں میں جو یہ کہتا ہوں الفت مری نہیں چھتے ہیں خارِ دشت تو کہتی ہے بکسی شکر ہے بعد مرے یار نے اتنا تو کہا گلے لگا کے شب وصل کس ادا سے کہا قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے</p>	<p>شرم بھی سمجھو نہ آئی پھر ادھر دیکھ لیا گردن جھکا کے ان سے بولے کہ جی نہیں حضرت کہہ رہے وہاں تمہارا یہ گھر سچ تو ہے چاہئے والا نہیں ملتا کوئی ہنونی تجھے محبت تو بسیار کیوں کرتے ابھی کم سن ہے دل دھڑکتا ہے</p>
<p>مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین شیر اور است کس منہ سے بیوفا کون نکلو کہ مینے ہی سخت جائیکو مرے کھیل کہیں سمجھے ہو کوئے تباہ سے نکھے تو کہہ گئے مبین</p>	<p>شکوہ کیا ہے دلمیں کہی بار آپ کا توڑنے آئے ہو کیوں خنجر بڑاں اپنا شرمندگی اور تارنے کو پارا ہوئے</p>
<p>مجرور میر مہدی حسین خلیف میر حسین فگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب از دست</p>	<p>کچھ آج بچ ہو چلی ہے باغبان سے ترپتی کیوں مگر بجلی کے دل میں</p>
<p>بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے کشک ہے میرے خارِ آشیان کی</p>	<p>بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے کشک ہے میرے خارِ آشیان کی</p>
<p>محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلیف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذہ حسرت و میر درد بود و روح بعد واقعہ شہادت پدرویش در لکھنؤ سکونت گرفته در ۲۲ ۱۲۸۵ھ وفات یافته دیوانے گراشت</p>	<p>بالفرض جیا ہی تو وہ بیمار رہے گا تو اٹھا لیجو اسے بار خدا یا مجھ کو منہ کو کمان تلک ترے دیکھا کرے کوئی</p>
<p>جسکو تری آنکھوں سے سر و کار ہو گا بیٹھے دیوے جو وہ بزم میں اپنی نہ مجھے گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا</p>	<p>محمود حافظ محمود علی خان برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے</p>

از دیادگارست

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہوں افسوس ہوا حشر میں کیا بے گنہی کا جو بے نہ ہرین یہ گراں جانوین ہم جان کیا چیز ہے پر عشق میں تاثیر تو ہو لاغری سے میں نظر آتا نہیں	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا قابل جو بہن سر بگربان نظر آیا احدا کے گہری تری مہمانیوں میں ہم کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلیہ تو ہو چارہ گریشے ہیں ماتم دار سے
---	---

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از ترویج یافتگان جرأت

احوال مراد بیان سے منتا تھا ولیکن	کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنا
-----------------------------------	--------------------------------------

محمد شہ محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ

بنا کر آئینہ خود میں کیا آئینہ رویوں کو واعظا جسد سے کی ہر تو بپی جاتا ہوں	بہن حیرت پر سے کیا بگاڑا انا سکندر کا میرے لب تک گر کہی فی ہر بیان کی بات
---	--

مرحوم مرزا علی رضا شہدی الاصل دہلوی مولدہ تھے در حیدر آباد بے پردہ

از تلامذہ میر ممنون بود

جزیک نگاہ چشم کہی او کی خونین	قسمت تو دیکھ یہ بھی کہی کہی نہیں
-------------------------------	----------------------------------

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان

دہلوی در ستار نوازی دست گاہے تام داشت

لکھنؤ میں یہ نام ہمارا مٹا دیا	او کا تو کیسل خاک میں بگاڑا دیا
--------------------------------	---------------------------------

سخت جانی سے دم فوج سے ہاتھ نہ کیچ	کہ تجھے بھرے بے قوت بازوی سہی
-----------------------------------	-------------------------------

مشاق لالہ ہزاری لال نگارندہ اکل الانصار دہلی از شاگردان

مرزا نوشہ

یوں تیرے ساتھ زمیں و آسمان کا پٹھنا	وہ اعتراض ہے آٹھیا یا بچائے گا
-------------------------------------	--------------------------------

جہاں جاگے وہیں انگڑا سبیاں لو | یہاں پھیلائی ہے سستی کہاں کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوہ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ۵

الہی کون سی جنت ہے بے حور | کہاں لے جاؤں میں اورں بدگمانکو

مصحفی غلام سہانی از اہالی امر وہیہ منضات مراد آباد در آغاز شباب بہ
جہاں آباد بصری برد عاقبت در لکھنؤ رفت وہاں حاجتی پیوست روزے چند برقات
مرزا سیدمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتداءیش انتہا سے دورۂ سوداست باجرات و
انشا در یک ردیف وقافیہ جادۂ سخن ہی پیو دور رجیۃ بہشت دیوان و دوتذکرہ
دار و دربار سی دیوانے بجواب نظیری و تذکرہ اوراست در بلاد مشرق مسلم الشوق
بود و راستادی و سے سخن نیت بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ
اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است ۵

میں اسی رنگ سے تراہوں کہ کل غیر نے کیا
تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
شوقی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کینچکر
مجھ کو قاصد کے تغافل نے تو مار ہی ہے
صحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
ست میرے رنگ زرد کا چہر چاکر و کہہ بیٹا
ہیچ دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
چین سے کیونکہ میں ہوں کہ شب بھر مجھے
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
تری کو میں اس بہانے مجھے دکھوات کرنا
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
ہاتھ ہنگام قسم کیوں تیرے سر پر کہا
وہ جو اکدن اوکے ٹٹنے کا مقرر ہو گیا
کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا
روز ظالم ہی کہتا ہے کہ کل جاؤں گا
تیرے دل میں تو بہت کام رو کا کھلا
رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہیں رہا
کس قدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگنا تیرا
ہے صحفی کشتہ اس ادا کا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوتس سے بات کرنا
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹے ہیں

وہی دشت اور وہی گریبان چاک
ہاتے وہ دل کہ جسے مینے بغلین پالا
فلک گرہنسا تا ہے مجھ پر کیو
کہانے نہیں دیتے ہیں مجھے خون جگر بھی
وہ سنسنے پانہ سننے اوسکو ہم اپنا احوال
چو کٹ پہنچکی ہیں نے رو رو کے تراکالی
صحفی یار میں اسوقت کے سب مرد پسند
اودامن اوٹھا کے جانے والے
مدی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
وعدہ قتل سے رکستا ہوں دل اپنی کویشاد
وہ جی میں یہ نازان کہ مرا عیب تو دیکھو
مجھ کو پامال کر گیا ہے ابھی
غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بہتی

جب تلک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں
اب اوسے یوں بدین ناوک ٹرکان دیکھوں
میں ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہوں
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہیز
پس دیوار کھڑے ہو کے سنا جاتے ہیں
سستا ہوں صبح کیا وہ مہمان کی گھر میں
بدن تھا ہم ہی تخلص جو مزاری رکھتے
تلک چکو بھی خاک سے اوٹھالے
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے
کہ اسی وعدہ پر اک وعدہ دیدار بھی ہے
میں خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے
یہ جو دامن اوٹھائے جاتا ہے
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہیں بہتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجامان
خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہا حضرت ایشان بہ بیت و بہشت واسطہ
بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در سال ۱۱۹۵ ہجری
تعلت وجود پوشیدند و در عمر شانزده سالگی گردیتی بر نوشت و در سال ۱۱۹۵
از دست مرتضیٰ شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاشق حیدر مات شہید
تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی و ظاہری
در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند و جز حرف عشق و در دبر لوح زبان نہ می
نگاشتند و اصلاً در ضمن شعر غرض دنیا و اظہار ہنر در میان نہ داشتند و گاہے

در مع و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند و قتی کہ شیخ حرمین در ہندوستان آمد کسے را از ستدان ہند بخاطر نیاورد لیکن با وجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد و روزی شیخ در مکان شارع غام نشسته بود ناگاہ حضرت ایشان بر اسب سوار از ان راہ می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کلام جوان است گفتند حضرت میرزا اجانجانا نند شیخ گفت چشم بد و در سبہ دانی و ہمہ جانی حضرت ایشان را دیوانہ است مختصر در پارسی بیاضیت خریطہ جو اہن نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار چنانکہ می شاید در ان صورت بستہ است ۵

نہین کہہ غم کہ کیوں ملتانہین ہمایں گل ہیرا لوگ کہتے ہیں موانظر بیکس افسوس توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ ہے منظر چہا کے کہ دل نازک کو اپنے تو خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو	کہ میں رونا ہوں دلی بکسی پر ہائے دل ہیرا کیا ہوا اسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تھا آخر مر ایہ دل ہی آہی جبرئیل حسین یہ ششہ بچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ یہی اک شہرین قاتل رہا ہے
--	---

معروف نواب آہلی بخش خان دہلوی برا درخورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھر کہ خلف مرزا عارف جان برادر شہر من الدولہ قاسم جان از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در ۱۲۴۲ھ از جہان رفتہ دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طراز ہائے دلپذیر می یافت ۵

کہا تنک راز عشق افشا غیر روتے ہیں مری حالت پہ وہ تو بار تھا کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات کتاب ہے جب وہ ہنس کر ہی گریہ اختیاری اوسکے جانی کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم	مثل یہ ہے کہ مڑا کیا دیکھ کر گڑھ پتہ نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا سارے گھر کو ترسے بیمارے سوئے نہ دیا آہا ہے اور جھکے اختیار و نا ایسے دیوانے تھے گھر میں جو در کہتے ہم
---	---

کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا نیسے حال
 کروں فریب میں اوس بدگمان باتیں
 اب اور اوس تباہیدار کو کیا کوسوں
 ہم رقیبوں کے نصیبوں کی قسم کھاتے ہیں
 پر مٹانے وہ نخل ہوں کہ الہی تو بہ
 ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکار و کا ہے
 اور یہ کہنا کہ ہمیں اب نہ مٹائے کوئی
 میں نہ مڑتا تو نہ مڑتا کوئی
 جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے
 خیر ہم دیکھ چکے فندوق پا اچھی ہے
 ٹھک مٹھ لگائے یار تو پھر بکو دیکھئے
 کیا ہی بچائے کہ آگ سے دہن کیوں نہ ہو
 ٹرکے تکتے تھے کہ اب کوئی مٹا کر لجائے

کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا نیسے حال
 کہ ہے مجھ سے کوئی تھکویا دایا ہے
 دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معز
 اب جو وقت رقیبوں کی قسم کھاتے ہیں
 مے کے پینے سے تو ہر چند بنا ہی تو بہ
 گریہ و آہ و فغاں کیا کہ ہم نصرت نہیں
 ہائے اوس شخ کا یوں روٹھ کر جانا مٹو
 میرے مرنے سے موئی اوسیر خلق
 خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
 دمدم پاؤں سے تو بکو نہ ٹھکرا چل جبا
 معروف اب تو دیکھتے ہو تمہیں غریب
 دور جو بزم میں وہ آنکے بیٹھے ہم سے
 روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم والے ولے

معین الدین دہلوی از حال تلند آگاہی دست نداد مکیں از گرفتار او
 پیدا است جیسے خوش گفتہ است ۵

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ
 ایک سوز وں سا جوان تھا کہ بھی دیکھا ہوگا

لخت دل نکلوں میں کچ آتے ہیں کس کس شوق سے

میری مڑگان پر گان کر کے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھ نہیں سکتے کوئی اوٹھا ہے

ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہیں

نہ جابا حسن آرزو اوس نازک کلائی کو
 کیا طرز قسم نے ادا تیج آزمائی کو

<p>یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوئے مگر یہ اپنا ہی زخم جسکے ہے کیا کیئے یہ پیٹنا تو یوں ہی عمر بھر ہے کیا کیئے اور اپنی کیئے تو وہ بے اثر ہو کیا کیئے بندہ پرور مرا گریبان ہے</p>	<p>کہتے سے تیرے وصل کی شب بھی وا ہوئے تیرے فراق میں بجا ہنسی کا تہانہ دماغ تری جفا کی حکایت اور اپنا حال فنا تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا کیئے دیکھ کر تجھ کیجئے ناصح</p>
---	--

ممنون میر نظام الدین بلقب بہ فخر الشعر اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی
خلف میر قمر الدین سنت موطنش سونی پت مولد و مناش دہلی ست مدتے دکن تو
ماندہ سپس دراج میر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید و فاش در شہر اجری
واقع شد دیوانے از و یادگار است توت نظم اکثر اصناف سخن داشت از اسجا کہ
ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

<p>ہر امانتے مت مرے دیکھنے سے قربان ناز نقش مری دیکھ کر کسا ہاتھ میں چنیش محل کی عنان ہے اپنے شغل شب فراق ہی تھا کہ دبیاں میں یہ نہ جانا تھا کہ اس محل میں دل بجا لگا قابل ہی وہ ہووے جو ممنون کی نش پر یوں تو وہ ہے فرشتہ فلیکن میں اس سخن کے تصدیق وہ کیجئے آئینہ اس ذوق سے کہتے ہیں حدیث لب شیرین پوچھنے کے آرزو دم فوج یوں رشک کے کم جو ہاں رنگ خا ہو</p>	<p>تہمین حق نے ایسا بنا یا تو دیکھا گردن پر کس کی خون ہے اس گینا کا ورنہ یاں کس کو سوا بلہ فرسائی تھا ایک ایک خشک گنا تری زلف دراز کا ہم یہ سمجھے تھے چلے آئینے دم بہر دیکھ کر کستا تھا اک جوان بہت بار بار حیف سبے ذرا آدمی کشتی کا شوق یہ مجھے پوچھے ہے کیوں کیسے طر حار بنیں گو یا ترے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں مزاج ہم جسلا دہی کو بتائیں گے ہم ہاتھ اوس نے کسی دیدہ تیر پر نہ دہرا ہو</p>
---	---

<p>اوس رگ پہ سو جان پری صدقہ کہ دم نزع آہ خلوت میں جو نہا کبھی پاؤں جھکو تفاوت تمامت یار و قیامت میں کیا منوں رضعت کے وقت ہوں ترسے گریان کہ آدی</p>	<p>گہر کے کسے ٹوکے بس اب دیکھئے کیا ہو جس لئے جھکو بنا یا ہو دکھاؤں جھکو وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے میں ڈلتا کر رودے ہوا اوس گھڑی کہ نہ جنت بس چلے</p>
<p>مرثیہ میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعراء گرو میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنؤ رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بجلالتہ شتافت و در ششادہ بعمر چل و نہ سال وفات یافت ریختہ کتر میگفت اشعار باری اوتقریب یک و نیم لک بودہ باشد</p>	<p>اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے ہر دم جو کہو کہ جائیں گے ہم مظہر نور الاسلام کنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے مگر اشته</p>
<p>وہ دل لیکر کر جانا کسی کا دولت حسن بے جن باس یہاں سے ہر سوال نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے</p>	<p>یہ جی ہی جی میں غم کھانا کسی کا کچھ نہ لے اور نہ دے پر میں تو کر سمجھے</p>
<p>منشی میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل بلوی مولد مدتے درکنو بسر کار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر و سے از مشاہیر خوشویان بود و سے نیز بد رستی خطوط متصف بود</p>	<p>وہ جو بات منہ سے نکالی تھی سواوسی کا جھکو نباہ ہے</p>
<p>جو پوچھا اوس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے مجھے کچھ یوں ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہو</p>	<p>منشی</p>
<p>نظیر سید اسماعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و</p>	<p></p>

ناسخ است امروز در رامپور نعل عطوفت والی انجبا با عزت سبزی بر دهنو ریحہ گوشت
 و انچه از گفتارش بنظر رسیده ہمہ نکوست و دیوان دارد

<p>آتش حسن کو کیون ناز ہے یکناکی کا بیکیسی آپ سے باہر نہیں جانے دیتی ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا کیا بتائیں کہ کہاں جا کے شب غم میں ہے کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی بھلے چھوڑ دوں میں بھی ملاقات تو یکیں ہو جائے سب سے ملنا تو چوڑا یا ہے گر جب جانیں دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے بھولے سے پچانس نکالی نہ ہمارے دل کی</p>	<p>شعلہ طور شریک ہمیں ہے پوتھائی کا ہمہ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا حق ادا ہونہ سکا ذلت و رسوائی کا آپ کی جان سے دور اور ہی عالم میں ہے کاش تقدیر ہی پر آئے بشم مجھ کو ستم یار پر آتا ہے ترخم مجھ کو بیکیسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھ کو ہم کیسے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے ایک تنگے کے بھی شرمندہ ہمارے نہوئے</p>
---	--

موسن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولی داشت
 و در نجوم پایہ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر
 بقوت سخنوری موسن کہ تر کہے بر خاستہ و بہ ہر دو لفظ چند ان دست گاہے نصیب او
 گشتہ کہ پارسیان از ان خود می انکارند و ہندیان بشرف ہمزبانی ناز ہا دارند دیوان
 مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد و در فرصت نیست کہ با انتخاب دیوان و سے
 پر دازم ہمانا از گلشن بجا میے چند برداشتم کہ ہر یکے از ان دستنبوے فصاحت
 و گلدستہ بلاغت میتوان شمر داکن درین فن محسود انہا سے روزگار ست و مشہور ہر
 شہر و دیار ناظورہ بیان ناز کش سرمایہ حیات عشاق ناکام و معشوقہ کلام دلا دیزش
 تسلی خاطر لاسے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطفناست
 و نیکستہ شناسان نغمہ گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا بگماشتہ اند ہمانا وفات او

در ششم واقع شدہ از دست دین نکوست ۵

اوس نقش پاکے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
 یہ نہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا
 خواہش مرگ ہوا تنہا نہ ستانا ورنہ
 کیا سنا تے ہو کہ ہے ہجر میں جیسا شکل
 وصل کی شب شام سے میں سو گیا
 دل لگانیکے تو اوٹھائے مرنے
 نہ مانو مگان نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا
 کیا تم نے قتل جہاں اک نظر میں
 وہ کرتے ہیں بیاک عاشق کشتی یون
 ان نصیب یوں پر کیا اختر شناس
 یہ عذر استخوان جذبے کی کیا نکل آیا
 پھر نے سے شام وعدہ تھکے ہر سو سے
 وقت وداع بے سبب آزر دہ کیوں ہوئے
 کیا جی لگا ہے تذکرہ یار میں عبت
 دشنام یار طبع حزن پر گران نہیں
 بد کام کا مال ہر اے جزا کے دن
 میرے گھر ہی پھرتے چلتے ایک دن آجائے گا
 بوسے دم غضب لئے اولیٰ سمجھ تو دیکھ
 آغوش گور ہو گئی آخر لہو لہان
 اس حال کو پہونچے ترے قصہ سحر کابیم

میں کو چہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا
 مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
 دلیں پھر ترے سوا اور بھی ارمان ہوگا
 تم سے بے رحم ہونے سے تو آسان ہوگا
 جاگنا جسدان کا بلا ہو گیا
 جی بلا سے رہا رہا نہ رہا
 کہ ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا
 کسی نے نہ کیا تمہارا کسی کا
 نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا
 آسان بھی ہے ستم ایسا بکارت کیا
 میں الزام اوس کو دیتا تھا قصور اپنا کھل آیا
 آرام شکوہ ستم اضطراب تھا
 یوں بھی تو ہجر میں مجھے رنج و غذاب تھا
 ناصح سے جھکوت آج تلک اجتناب تھا
 اسے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا
 حال سپہ تفرقہ انداز دیکھنا
 دو مبارکباد اب کے یار ہر جاتی ملا
 بل جو پڑا جبین پہ تنہا کولب ہوا
 آسان نہیں ہے آپ کے بسل کو تھا سنا
 راضی ہیں گرا عدا بھی کرین فیصلہ اپنا

رازِ نمان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا
 ہٹ گیا ہو گا دوپٹہ منہ سے سو میں کہیں
 ہجرِ تباہ میں تھک رہے مومن تلاشِ نہر
 جلوہ دکلائے تا وہ پردہ نشین
 مٹی ندی مزارِ ملک آکے اسپ بھی
 سجدہ پر سقم ہو دغا پر زبان کٹے
 رکھنے لگے زانوئے نازک پہ شوق سے
 تو نہ کہاں کدورتِ باطن کے ہوش تھے
 وصلِ تباہ کے دن تو نہیں یہ کہہ سکا
 مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہیں کیا بھلا
 پیرِ ار جان سے جو ہوتے تو مانگتے
 اوس کو میں جامِ شیکہ مدد سے جو شوق
 خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
 وہ جفاکش ہیں اے فلک کہ کیا
 اب تپ بھر دیکھ مومن ہیں
 گریہ شوقِ شہادت پر تو مومن جی بچکے
 جانے دے چارہ گر شبِ ہجر انہیں مٹ بلا
 ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا
 منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں
 بے جرم پا مالِ عدو کو کیا کیا
 عاشق کشتی ہے شیوہ اگر بے ہوس سی

کیا ایک بھی ہمارا خط یا رنگ نہ پہونچا
 شبِ یہاں رہنے کا تیرے جبین چر جا ہو گیا
 غم پر حرام خوار تو کل نہو سکا
 میں نے دعوائے کیا تجھ کا
 کہتے ہیں لوگ خاک میں اوسے ملا دیا
 گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان اب
 یہ رازِ شوق بہت ناتوان ہے اب
 غش ہو گیا میں رنگ نے ناب دیکھ کر
 مومن غمازِ قصرِ کین کیوں سفر میں ہم
 انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
 شاید شکایتوں پر ترے مدعی سے ہم
 آج اور زور کرتے ہیں بیٹھاتی سے ہم
 پھر کھو گئے لگا بیٹھے ہم
 اوس ستم کرنے انتخاب ہیں
 بے حرام آگ کا عذاب ہیں
 مار ڈالے کاش کوئی کافر دجو ہیں
 وہ کیوں شریک ہوں مرے حالِ تباہ ہیں
 جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں
 اتنا رہا ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں
 جھک کو خیال ہی ترے سر کی قسم نہیں
 آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں

میں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیر دیکھی بات
 غیر سے سرگوشیاں کر لیجے پھر ہم بھی کچھ
 ابرورہ کئی مرنیکی کر روتے تو ہیں وہ
 وہ ہر نفل میں تو ہی تو بیان نینداؤں کی
 پنجاہوں روز ہزار ادا یہ ستم دیکھو
 ہیں غیہ مرے بھکنے سے خوش
 کیا کیجے کہ طافت لطافہ ہی نہیں
 شبنم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ
 کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
 وفا سکھلا رہے گا دل ہمسارا
 مومن تم اور عشق تباہ کپور و مرشد غیر ہے
 جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھ ساتھ
 سنگ اسود نہیں ہے چشم تباہ
 اولٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کراہا کے ساتھ
 بے پردہ غیر پاس اسے بیٹھا نہ دیکھتے
 خوشی ہو جھے کیونکر قضا کے آنے کی
 کر علاج جو شش و حشت چارہ گر
 چھرے کے بے کارن ملاحظہ لون کیا
 اب تو مہر جانا ہی مشکل ہے ترے پیار کو
 ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
 پامال اک نظر میں قرار و ثبات ہے

ہیں ہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں
 آرزو رائے دل رشک شہنا کہنے کو ہیں
 اشک شادی ہی سے گوشت و گوشت کرتے ہیں
 یہ سوچ ہے گیا نوا اعدا کے خواب میں
 کب آزماتے ہیں جب وقت امتحان نہیں
 گو یا کہ میں انکا مٹھا ہوں
 جتنے وہ بے حجاب ہیں ہم شہساز ہیں
 لو اور ہی ستمزدہ روزگار میں
 تیرا ہی جی پنجا ہے تو باتیں ہزار ہیں
 تمہاری خاسطہ نامہربان کو
 یہ ذکر اور منہ آپکا صاحب خدا کا نام
 پھر کون وارثوں کے سنے اذن عام کو
 بوسہ مومن طلب کرے کیا منہ
 بیطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ
 اوٹھ جاتے کاش ہم بھی جہاں کی جگہ
 خبر ہے نقش پیراوس بیوفا کے آنے کی
 لادے اک جنگل جھے بازار سے
 خود لپٹ جا سینہ افکار سے
 ضعف کے باعث کمان دنیا سوار ہوا ہے ہر
 ایک وہ ہیں کہ چہنیں چاہ کے ارمان ہو
 اوسکانہ دیکھنا نگہ التفات ہے

<p>پیغامبر قریب ہوتے ہیں مشورے عیش میں بھی تو نہ جاگے کسی غم کیا جانو میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ اے قیامت نہ آئیو جب تک لے تو ہی بھیجے کوئی پیغام تلخ اب</p>	<p>ستا نہیں کسی کی یہ کہنے کی بات ہو کہ شبِ غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے تجھ کو اپنی نظر نہو جائے وہ مری گور پر نہو جائے تجویر زہر ہے ترے بیمار کے لئے</p>
<p>اجل سے خوش ہوں کی طرح ہو وصال تو ہے</p>	
<p>نہ آئے نقش پر وہ پر یہ احتمال تو ہے</p>	
<p>جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا تسلی دم واپسین ہو چکی تھی بدگمانی اب انہیں کیا عشق جو رکی رنگ و دشمن بہانا تھا سیج ہے شب بھر میں کیا جھوم بلا ہے</p>	<p>اب آگے ہو نوا میدا فضل تو ہے ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی جو آگے مرتے دم مجھے صورت دکھائے میں نے ہی تم سے بیوفائی کی زبان تنگ گئی مر جا کتے کتے</p>
<p>مولنس سید اعظم حسین نمبرہ حکیم خادم حسین کہ از شاہیر اطباء ایجا بودہ اند جو ایست تحصیل تمام کردہ با کثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز اورا دست گاہ ہے ست آتا تو ہمیش بیارسی بیشتر مصروف است بر ریختہ کمر فکر میکنن لکن دراو ازل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے بانامہ نگار بر میخورد و خلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خیل خوش گفته است</p>	
<p>لا کر شفیع ہم عمل ناصواب کو</p>	<p>کیا کیا منار ہے ہیں کسی کے عتاب کو</p>
<p>عجوز نقشبند خان خلع نواب مصطفیٰ خان شیفتہ ہوائے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حکم و اصلاح کلاش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود ورنہ آنجا آمدہ بود بانامہ نگار بر خوردہ خوش تہذیبی داشت ہر گاہ از نیجا بدہلی رفت ہما نجا در گذشت</p>	

خدایش بیامرزاد این بیتہ کہ می بینی از و گرفت بودم **س**

دل خمیدہ پہ آتا ہے ترہم مجھ کو صاحب کسی کے دل کی ہلا کیا خبر مجھے احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے وصل عشاق کی شب گردش دوران میں اوسین کچھ بات چو ایسی کہ جو انسانین میں ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھ غم پہنا نین میں باتین نہ بنا دہر او دہر کی ہم کو بھی امید ہے اثر کی پر سخت بلا ہے چارہ گر کی	نیکہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھ کو کہتے ہیں سکر کے منہ سے وصل پر اے شوق رشک غیر ہی دل سے ہلا دیا کیا خوشی ہو کہ اگر غیر شبتان میں نہیں ایک صوفی نے کسا محو شاہو کر تم نہ سنے تھے کہ بیدا کا کیا ہی انجام تا صد جو کسا ہے اوسنے کہ چپک کہتے ہیں دعائے وصل پر وہ الفت میں ہیں اور بھی بلا میں
---	---

حمر مرزا حاتم علی لکھنوی خلیفہ مرزا فیض علی از شاہیر تلامذہ نسخ است و **س**
راہ عدم ہو د دیوانے گذاشتہ **س**

رو کے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں جو آنکھوں میں تھیں کون توڑا پون نظر ہوگی	کر تا غضب اتنا کہ تو ہمارا دل تباہ تمہارے واسطے دلے نہیں کوئی مکان بہتر
--	--

میر تقی اکبر آبادی از قدماست و اوستا و مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول
زبانے دلپذیر دارد و بیالے سادہ پر کار کنی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر
بود لایسا بر غزل و مثنوی حضرت آزر دہ نوشہ اند در تذکرہ خود کہ در حال
ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگر چہ اندک پست است اما بلندش بسیار
بلند و جناب شیفتہ نگاشٹہ پست و بلند کہ در کلامش مینی و رطب و یابس کہ در
ایاتش بنگری نظر کنی کہ گفتہ اند **س**

دریہ برضیا مہیا گشتہ تھایک دست نیت	شعر گرا عجاز باشد بے بلند و پست نیت
------------------------------------	-------------------------------------

انتہا سے شش دیوان ریختہ دار و حاوی اصناف سخن و مسدس کے بمضامین و اسلوب
گفتہ مشہور است تیر در قصیدہ فکر خوشی نہ داشتہ چند اکہ غزلش بلند تر تہہ تر قصیدہ
اش است پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت تیر گوید سہ

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ذوق یاروں نے بہت زور غزلین پر

و میرزا غالب میر مایہ

ریختہ کے تمہین اوستا و نین ہو غالب کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی تیر ہی تھا

و نیز می سراید سہ

غالب اپنا ہی عقیدہ ہے بقول ناسخ آپ بے برہ ہے جو معتقد تیر نہیں

انتہا میں ابیات اور است و خیلہ در رباست سہ

دل سترزدہ کو مینے تھام تھام لیا صبر و حرم عجب مونس تنہائی تھا کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا دل ساعر یز جان کا جنجال ہو گیا ترا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا رہے ہی خوف مجھے واکلی بے نیازی کا یہ سہ ہمارا بھی ناز پر درتسا بیچارہ گریہ ناگہر بیان دریدہ تھا ستم شریک ترا از ہے زمانے کا میری طرف ہی دیدہ خونبار دیکھنا یہیں سے کبہ کو سلام کیا اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرورتسا	ہمارے آگے تیرا جب کسی نے نام لیا اتنی گزری جو ترے ہجر میں ہوا اسکے سبب مسجد میں امام آج ہوا آگے وہاں سے اوجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اوسکے عشق میں آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں خدا کو کام تو سونپے ہیں میں سب لیکن دل کی کچھ قدر کرتے رہی تو تم قاصد جو وائے آیا تو شرمندہ میں ہوا فلک کا منہ نہیں اس فننے کے اوٹھانیکا آنکھیں چڑائیو نہ تک ابر ہمارے تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک
--	--

<p>کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا اے کشتہ بستہ مری غیرت کو کیا ہوا نہ ہب عشق اختیار کیا ہمارے وقت میں تو آفت زمانہ ہوا پھر ملین گے اگر خدا لایا جب سیکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا اے اہل مسجد اس طرف آیا ہونین بکلا ہوا مرتے مواراؤسکے کبھی گہر نہ جا پھرا کاش اکبار ہمیں موند نہ دکھایا ہوتا کنہ کی ہیں سب باتیں کچھ بھی نہ کہا جاتا مجنون کے دماغ میں نخل تنہا سمند ناز پہ اک اور ناز یا نہ ہوا</p>	<p>جو اب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف جاتا ہے یا رتیج کفن غیر کی طر سخت کا فر تھا جس نے پہلے میر جہان سے فتنے کو خالی کبی نہیں پایا اب تو جاتے ہیں میکے سے میر سمجھتے تھے ہم تو میر کو عاشق اویگہر مستی میں افروش ہو گئی منذور رکھا پائے خانہ خراب سیر بھی کتنا غیور تھا کر کم اوٹنا وہ نقاب آہ کہ طالت برقی کتے تو ہویوں کتے یوں کتے جو وہ آتا میرا ہی مقدمہ نسل تنہا کھلا نشہ میں جو گڑھی کا بیج اوسکے سیر</p>
کو سون ہم سے ہاگو ہو کیا سیکے طرز غزلونکا	
دشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھیں والونکا	
عشق ہمارے خیال پر ہے خواب گیا آرام گیا	
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا	
<p>جانتا تھا کہ اسے ہے مری زنتار پسند آتا ہے جی بھر اور و دیوار دیکھ کر لیئے آگے چلینگے دم لیکر آیا ہے اب مزاج تیرا امتحان پر جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنگا رنور</p>	<p>و و قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ تیر جاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے پار کے مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے کچھ ہو سیکا عشق دہوس میں ہی تیار منتظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی</p>

اسکے کوچہ میں نکرشور قیامت کا ذکر
 اسکے نزدیک کچھ نہیں عزت
 ایک ہمسار جہانی ہوں میں آپ ہی سپر
 اک وہم نہیں بیش مری ہستی ہوہوم
 مدعی جھکو کھڑے صاف بڑا کہتے ہیں
 ابکے ہمت صرف کر جو اس سے جی اوچھڑا
 عشق کا گھر ہے میرے سے آباد
 نازک مزاج آپ قیامت ہیں میر جی
 کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں
 جائے بے جی نجات کے غم میں
 قتل کیے پر غصہ کیا ہر لاش مری اوٹھو لے دو
 کب تیسرا اسکے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر
 رات ساری تو گئی سننے پریشان گوئی
 یہ اضطرار دیکھ اب دشمنوں سے بھی
 زور و زکر کچھ نہ تھا تو بارے میر
 تجھ کو سجد ہے جھکو میخانہ
 آج پھر تباہے حیثیت میر وان
 میں جو بولا کسا کہ یہ آواز
 جب نام ترا لیجے تو چشم بھڑکے
 اوس سنگار کے کوچہ کے ہوا دار و بنین
 باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو بنگا گئے ہوا کرتے ہیں
 میر جی یون ہی غوار ہوتے ہیں
 پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہیں
 اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گراں ہوں
 چپکے تم سننے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں
 پھر دعا اسے میر مت کیجو اگر ایسا کروں
 ایسے پھر خانان خسراب کہاں
 جو نشین میرے منہ لگوں نشین ہوں
 ایک رہتا ایک کہوتے عشق میں
 ایسی جنت گئی جنتسم جین
 جانے ہی ہم جاتے ہی ہیں آؤ تم ہی جانے دو
 پھول گل سے اپنے دل کو تم ہی بہلایا کرو
 میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
 کہتا ہوں اسکے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
 کس بھر دے پر آشنائی کی
 وا غطا اپنی اپنی قسمت ہے
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
 اوسی خانہ خراب کی سی ہے
 اس زندگی کر نیو کہانے جگر آئے
 نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
 کاہیکو میر کوئی دے جب بگڑ گئی

گھبرانہ میر عشق میں اس سہل نہ بست پر
 اپنے تو ہونٹ بھی نہ پہلے اوکے روبرو
 پھنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال تیر
 میرے تغیر حال پرست جا
 اب چھڑ پیر کی ہر کہ عاشق ہو تو کہیں
 تیر صاحب بھی اوکے ہاں تھے پر
 آئے کبھی جو وہاں تھے تو یہاں ہستی ہو دال
 وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
 کعبہ میں جان بلب تھی ہم دوری تباہ ہے
 ڈر کیوں نہ محلہ میں رہے رونے سے میر
 پیدا کہاں ہیں ایسے پر اگندہ طبع لوگ
 مقدور تک تو ضبط کروں پرین کیا کروں
 واعظ ناکس کی باتو نہ کوئی جاتا ہے تیر
 فریاد شب کی سنکے کہا بے دماغ ہو
 پھر تے ہیں تیر حوار کوئی پوچھتا نہیں
 اور کاغذ ہے نامہ نہ لکنا تو سہل ہے
 نہیں ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
 کشتی ہر اک فقیر کی پھر دی شرب سے
 دل سے شوق ترخ نکو نہ گیا
 تیر بھی کہنے لگا دیر کی لو کو نکلی سی
 تیر کے ہوش کے ہیں ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے
 رنجش کی وجہ تیر یہ کیا بات ہو گئی
 اسپر بھی جی میں آئے تو دکھو لگا ہے
 اتفاقات بین زمانے کے
 القصہ خوش گذرتی ہوا سن گمان سے
 جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
 آخر کو تیر اوکلی گلی ہی میں جا ہے
 اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے
 آئے ہیں پھر کے یار و اب کے خدا کے ہاں سے
 سیلاب نے اس کو چپ میں گہرول لیا ہے
 اتسوس تگو میر سے صحبت نہیں رہی
 منہ سے کھل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
 آؤ میخانے چلو تم کس کی باتو نہ گئے
 دیکھو تو اس بٹا کو یہ شاید کہ تیر ہے
 اس عاشقی میں عرت سادہ ہی ہوئی
 لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
 کہ اب جو دیکھوں اس سے میں بہت نہ پیار ہے
 اس دور میں کلاں عجب مرد ہو گیا
 جھاکنٹا کٹنا کہو نہ گیا
 کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
 فصل گل جب تلک تھی مست رہا

<p>پہرہ لائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا سو وہ مدت سے اب نہیں آتا دل میر کو بہاری تھا جو پتھر سے لگایا ہے خدا جلنے پہ کب کی بات بہت روتے ہم اوسکی رخصت کے بعد ما تم میں تیرے کوئی نہ رویا پکار کر ہے پیارے ہنوز دتی دور اک نعرہ تو بھی پیشکش صبح گاہ کہہ پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک جہا نگر ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہیں اب بہت گھر سے کم نکلتے ہیں لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے صبر مرحوم تھا عجب کوئی ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے</p>	<p>ہر چند میر بستی کے لوگوں سے ہے نفور صبر تھا ایک مونس بچسبران ایسے بت بے مہر سے ملتا ہوا کوئی بھی کہتے ہیں آگے تھا بتوں میں رحم نظر میر نے کیسی حسرت سے کی مہرے ہیں سب یہ تیر نہ اس میکیش کے ساتھ شکوہ آبلہ ابھی سے میر اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر وہ لوگ تھے ایک ہی شوخی میں کودتے نہیں دیر اگر میر کہیں تو ہے میر صاحب کو دیکھئے جو بنے ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے میر کو کیوں نہ مقتسم جانے ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے بہت سعی کیجے تو مر رہیے میر اب خدا مغفرت کرے اوسکو سہرا نے میر کے آہستہ بولو</p>
---	---

میکیش ارشاد احمد دہلوی درباری زبان محوی تخلص میکند از سال چند
در نیا دار دست بانامہ نگار تعارف در میانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد
از دست و نکوست

<p>دشمن کے ساتھ صرفہ کرین رسم و راہ میز</p>	<p>رابط نہان خیر کا پردہ ہے در نہ آپ</p>
---	--

جادو اویسی نگاہ کار کشا ہوں آہ میں
کسی بے رحم کے چینِ جبین سے
وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے
مہرے دامن سے اپنی آستین سے
غرض دل ٹہرا ہے دانشین سے
لیکن آگے تمہارے قامت کے

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پرور زمین
ستانے میں فلک کو شور ہے
بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم
سرشک گرم کی حدت کو پوچھو
رہے پہلو میں وہ یا اوس کا خنجر
پہنچ سہی فتنے سب قیامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذہ لکھنوست از اصناف سخن جز بر غزل رباعی
قد رقی نہ داشت بشیوہ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر مست کہ مضامین
بیگانہ پاریسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے
چند از محمد علیی التخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴
صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از دست و بوس ہلکوست

قاصد خیال آئینہ گان خط کے جواب کا
آج آتی شبِ فرقت میں تو حسان ہوتا
میں نے سو بار تجھے مرغِ سحر چوڑ دیا
گو نہ قاتلے نے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا
ایک دم پاس ہو وہ حورِ شام نکل نہوا
کنجِ لحد میں شور قیامت مغل ہوا
مسجد و مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چوڑ کر

محشر میں ہلکونامہ اعمال دیکھ کر
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
ذبح کر ڈالو نگار کے تو بولا شبِ وصل
تھی شہادت سے غرض سوا اس را میں ہو گئی
لے چلی موت مجھے سو گھنچیناں بہشت
کس چین سے ہم اوسکے تصور میں نہوتے
مر گیا کیا ناسخ میکش ہو سارے می فروش

بس ہی تدبیر بابا دیکھے ہکا دینے کی ہے
 جو جسکو بارنے مارا تو غیر کو کر وقتل
 وہو کا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھ کر
 ہے پرستواؤ کر لین محاسب کو نگار
 تنگ اگر جب کہا میں کہ مجاؤن کہیں

ناظر نواب یوسف علی خان بہادر والی راسپور خلع نواب محمد سیف خان
 بہادر اوصاف او استغنی از بیانت درین فن دستگاہ بلند داشتہ و مرزا غالب
 بہت مذیب گفتار او پر داختر این اشعار از دیوان وے برداشتہ آمد بلند فکری او
 پیداست و لغز بنی او ہویدا

بڑھتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا
 ہونے دیا نہ شاد وہ دن پر کہاں مجھے
 حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر
 بیدار سے تو بہا وہیں کرتی ہی بن آئے
 جی میں ڈرتے تو قتل کیوں کرتے
 سنتے ہیں مٹ گیا ہے کوئی نقش
 ہے طلب کی یہی روش ورنہ
 آپ دنرات پڑا بے سرو پا پھرتا ہے
 تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی
 دیکھے لینے میں یہ قدرت او اللہ دی
 ہے یہ ساقی کی کراستہ کہ نہیں جام کو پاؤں
 واعظ و شیخ سبھی خوب ہیں کیا تبارون

چھینا عدد ورنے دوست کو یہ کیا ستم ہوا
 ہے ہے تمہیں بقیہ کے مرنے کا غم ہوا
 باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا
 جب بعد مرے کوئی نہ جہاں نظر آیا
 طنز سے کہتے ہیں کہ کیا ہوگا
 وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا
 ایک بوسہ میں کیا بھلا ہوگا
 تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا
 آدمی او کی اگر اتنی تمنا کرتا
 جسکو مٹی کے کہلو نے پہ چلتے دیکھا
 اور پھر نرم میں سے او سے چلتے دیکھا
 میں نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

سچے مہم وز راوے نہ دین دل چھوٹے
 منجھی کو تم پہ مسلط کرے تو دیکھو سیر
 اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے
 ہوتا جو دل پذیر تو جاتا نہ دل سے دور
 کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانان ہوئیں
 بار غلطین نہیں اور اگر بزم مین مین
 کر کے خون ایک کا جاٹھے مین گھرن اور پھر
 یہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے
 اور کہانے کو دہرا ہے یاں کیا
 ڈھونڈ وں تو کس تے سے اوسے پاؤں اٹھیا
 آبرو کیا میر میں جب بے گربان رہ گیا
 سینہ چیر و دشمن سے یہ خوب گنجائش ملی
 فقیر بن گئے گیا وان تو کیا سوال کروں
 خرم یاری ہر شہد و شیر و قصہ و عہد و غلامی
 نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیغام یاں آیا
 ترے گروہ آئے ناظم تو یہ بعد اب کیا ہے
 سخت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
 قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہر قریب
 نام لے لیکے براہم اوسے کہتے برابر
 آدمی کے ساتھ تو آنا رہیں یہ کیا کہ بس
 بنگہی ہے کوچہ جانا نہیں اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہیں جانتے مگر کہینا
 ستم کا چاہے خدا انتقام اگر کہینا
 دربان مٹوا تو شحہ شہر آشنا ہوا
 وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا
 پھر نا ہے نامہ بر مر اگر پوچھا ہوا
 حال دل عرض کروں کہتے ہیں تنہا کہنا
 پوچھتے ہیں کہ مرے در پہ ہے غوغا کیا
 قیر تیرا ہے تو بیگان میرا
 میرا قسم کہائے گا معان میرا
 عاشق ہوں حسن سادہ بیخود و خال کا
 بارے آنسو چھپ گئے میرے کہ دامان رہ گیا
 کہینچے پر تیرے دلمیں جو بیگان رہ گیا
 مگر کہوں کہ ہلا کر تر ا بھلا ہوگا
 غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندہ ہی دنیا کا
 مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
 کوئی بادشاہ آیا کوئی شہر یار آیا
 شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہو گیا
 وہ بھی خوش ہوتے اگر اوکا اشار ہو تا
 غیر اچھا تھا کہ ہم نام تمہارا ہو تا
 آہ کی اور راز الفت آشکارا ہو گیا
 اب تو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہو گیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
 ہوتے ہی درود کا بیان دہندہ کہہ رہا
 ہے ترقی عشق کو ہی سر و زانو کے ساتھ
 مجھ میں کیا ہے مگر اگر کم کہیں اٹکا ہوگا
 چارہ گر خستہ غم کو نہیں جینے کی خوشی
 جب کہا اونسے کہ ہر کچھ مجھے کہنا تو کہا
 کس سے کہوں کیا ہے مری وقت نزع
 مستعد ہوں کعبہ کا ناظم مگر جا کر وہاں
 ستم میں شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
 تری محفل میں خوش ہوا تھا کیا معلوم تھا جھکو
 یہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تھا
 جب شکوہ میرا غل نہ سنا سرگران ہوا
 صحتیاد غور کو نہیں احتیاج دام
 عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھ
 کرتے ہیں ایک عذر دنیا پر ستم کے بعد
 جھکو تقصیر کا دہشتانہ لگایا ہوتا
 انداز نسیا ہے دل لگی کا
 بات ایسی کون ہی ہے کہ جھکو بڑھائیے
 کہلندڑ سے ہیں پر ایسے کہ راہ میں ہر روز
 مرنے سے اپنے خوش ہوں کہ انجان بیکے وہ
 عشق کی سنج ہو مگر اوس میں ہوئے ہیں جمع

اک پردہ تہانہ آنیکا وہ ہی اوٹھا گیا
 یعنی یہ ایسے ہیں کہ نہ اونسے سنا گیا
 آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا
 وہ عبادت کو ہی آجائینگے تو کیا ہوگا
 ہاں تری ناموری ہو اگر اچھا ہوگا
 سن لیا ہے کوئی شکوہ سچا ہوگا
 اوسکا یہ کہنا کہ یہ کیا ہو گیا
 عبرت آتی ہے کہ کیا تجھانہ ویران ہو گیا
 فلک کو عذر ستم کے لئے ہوا
 کہ نہ تک آکے پہر لٹا چلے گا دور ساغر کا
 ہوا جو تیر خطا میں گناہگار ہوا
 قدرت خدا کی میں نہوا یا سمان ہوا
 جیسے پڑھی نگاہ وہ تخیل ہو گیا
 دہشتا ہوس کا داغ تھکا ٹھہر گیا
 گریوں ہی ہو تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا
 تم خفا ہوتے اگر تم کو خفا ہونا تھا
 ہنسنے میں پستانین ہنسی کا
 اک مختصر سوال ہے یا وسہ یا جواب
 بگاڑ دیتے ہیں دو تین چار کی صورت
 ہر اک سے پوچھتے ہیں مجھے بار بار آج
 غمناکے جانگداز و مر ضہائے لا علاج

وہی تم ہو وہی خیر ہے پر انصاف کرو
 راز میرا ہے اونہیں خیر سے کہنا منطوق
 شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکھا ہے نیچا
 کیوں آکے کو در پہ کہ وہ گھر نہیں
 میں نے کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط
 کہتے ہیں کہ وہ بھی ہی کہتے ہیں کہ دن کیا
 مرنے کی جگہ ہے کہ وہ منکر مری تقریر
 ہم ٹکڑے کہتے ہیں یا خود تمہاری
 اب لکھیں گے شکوہ بیدار ہم دل کو لکھ
 فسادِ ستم ہجر ہے سوال نہیں
 ونا شمار ہی ناظم یقین نہیں نہ سہی
 یہی سچو کہ نکالے ہو گئے ہو گئے ورنہ
 میری وفا کی داد نہ جرم حد سے بحث
 سبکے اس عمر میں ہو جاتے ہیں ایسے ہی خوا
 بہت مرغِ سخن خوا نکا ہوں قائل کہ او سے
 گل کا نام اک منگل گیا تو کیا
 لمباتے ہیں تو کہتے ہیں اچھی طرح تو ہو
 خوش ہو رہے تھے ہم کہ بنایا ہے ہمیں یار
 چاہتے ہیں کہ سنیں مرجبانا
 رخصتِ عرض حال کیا مانگوں
 کہتے ہو جائینگے پر کیوں نہیں جاتے جاؤ

ما تہ پر ما تہ دیکھ بیٹھے ہو کیا میرے بعد
 اور میں خوش ہوں کہ سن لیتے ہیں تمنا ہو کر
 یعنی یان آئیگا بیباختہ نساں جھک کر
 کیا ہم نہیں پہچانتے سرکار کی آواز
 کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کس قدر غلط
 کہتے ہو کہ دجوئی اعدا نکرو تم
 بولے ہی تو یہ بولے کہ غوغا نکرو تم
 لو غوغا ہی اچھے سہی جھگڑا نکرو تم
 نام او کا آسمان ٹھہرا لیا تحریر میں
 ند و جو اب سنے جاؤ کچھ ملال نہیں
 یہ کون شخص ہے اسکا بھی کچھ خیال نہیں
 کیوں پہلوں بزم سے ہم خانہ خراب تھے ہیں
 کیا خوبیاں ہیں میرے تلافی شعار میں
 تہہ سے کچھ شکوہ ہمیں اے فلک پیر نہیں
 مالے سے زمرہ مقصود دیتے تاثیر نہیں
 تم ہی اچھے ہو رنگ میں یوں میں
 گویا ہمارے جی میں کچھ ارمان ہی نہیں
 دیکھا تو او کے در پہ وہ دربان ہی نہیں
 پوچھتے رہتے ہیں اک شہر مجھ کو
 کہ نہ بیٹھیں کہیں کہ رخصت ہو
 میرے جینے کی مجھے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہیں لیست سے بیزار تو ہوں
 میں تو سائل ہوں خریدار نہیں کیوں اور کون
 مجھے اوٹھاتے ہو کہہ کر کہے یہ خلوتِ خاص
 غلط سی اثر آہ و نالہ پر ناظم
 اکسفرہ البیتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک
 اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھ کو
 تکلف کیا ہے کہ صورت میں ہر وہ سے تہہ ہو
 ڈرنے لگا ہے اب مہ و غور سے ہی دل کہ یہ
 اب کچھ نہیں تو باندھتے ہیں خنجر و شمشیر
 کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہیں دیتے
 وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
 نگاہِ شوق نے کیا کچھ نہ دیکھا
 کروں آج اس کو ناز و غمزہ میں تیز
 نکالا ہم نے کچھ فاضل اونہیں پر
 قصہ کو کہن و قیس کو نہ کر رکھیے
 جانتے ہم بھی کہ ہر خلد میں راحت کیسی
 جو چھینے ہی ہو دل کو تو مول کیوں پوچھو
 بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہیں
 ضد سے وہ بزمِ مین نہیں تیرے جانا بچے
 مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اسکی تیغ
 میں نے جو کی حد کی مذمت تو آپ نے

لو اب آئے ہو تو جھکڑا ہی مٹاتے جاؤ
 قیمت بوسہ لب رو زبر ہاتے جاؤ
 وہ کون لوگ چلے جاتے ہیں او دہر کہو
 رہے نہ دل میں ہو س آؤ یہ بھی کر دیکھو
 بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے میں کراؤ ہو
 پھیر دیجے کہیں گھر کے مرادوں مجھ کو
 طریق ظلم میں بھی دو قدم گروں سے بڑھ کر ہو
 پھرتے ہیں رات دن فلکِ فتنہ کے ساتھ
 کیا جانتے کیا باندھتے ہوتی جو کمر کچھ
 سچ ہو یہی پر مینے سنا اور یہی کہہ ہے
 تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی
 گرہ جب کس لگنی بند تباہی
 کوئی کشتی کون شیخ ادا کی
 وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
 اپنی بیتی کے یہ خاک نشین تھوڑی
 ملتی اوسہیں سے اگر سکو نہیں تھوڑی
 خریدنے میں نہیں اس طرح چل جاتے
 یہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
 میں جانتا ہوں جانتے ہیں بار سا بچے
 ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا سبھے
 پیرائے میں ہنسی کے کہا مر حباب بچے

ثبوت جرم کی تااد کو احتیاج نہو
 عدو کو دیکھوں تو دیکھوں انہیں خدا کرے
 جنت میں شہد و شہید و گل و میوہ ہو تو ہو
 کیلے کیا دل در و دیوار کے آنا راقی ہیں
 اوسنت کا کو چھ سجد جامع نہیں ہر شیخ
 ڈرتے ہیں محتسب بھلا آئے تو سہی
 ناظم کبھی نہ کوچے میں تیرے قدم رکے
 بوسے لب تو دیا کیا کہنا
 نامہ بر ہو کے ذیل آتا ہے
 کسائے کہ بیدل ہوں کہا یہ قول باطل ہے
 کہ یہ کون کہ تم کیوں وفائین کرتے
 میں خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تھا
 اک جہاں کشتہ انداز خود آرائی ہے
 گزرے گی شعل حلیہ تراشی میں شب بچے
 عذر ستم فریب و تمنائے صلح جوٹ
 انبار میں غمون کے مے دلیں ہر طرف
 انتی تم سے توقع یوں عدو کے دم کانگی
 جئے گا کون کل تک ہو تم او سکے پاس آو گے
 ہو اگر اسہ جرات قتل ہم کیوں غم کرن ناظم
 اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب وقت کیسی
 نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر او سکے قرار

لئے تو نشہ میں بوسے مگر جنت کے لئے
 کہ مدعی سے ملوں اپنے ہمساکے لئے
 ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وان سے حلال ہے
 ہوا ہر چند گہر ویران صحرا بھر بھی صحرا ہے
 اوٹھے اور اپنا یہاں سے مصلّا اوٹھائے
 اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھائے
 بیچارہ کیا کرے کہ یہی رکھنا ہے
 کہئے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی
 خیر آگے کو نصیحت ہوگی
 زبان ہر سکے منہ میں ار بسکے سینہ میں ہے
 وہ کیا کہینگے مگر یہ کہ جانہیں کرتے
 آج کہتے ہیں کہ کل زہر نہ کھایا تو نے
 آپ جو چاہیں کریں آپ کی بن آئی ہے
 جانا ہے بزم یار میں کل بے طلب مجھے
 صحبت بگڑ گئی تو بساتے ہیں اب مجھے
 اک گوشہ میں پڑا ہے غم روز گاہی
 کہاں جاتی رہے وہ صحبت آزمائے کی
 قسم سچی سہی پر پھر ہی کیا حاجت ہو کہانی
 چلو ہاتھ آئی اک تقریباً و سچہیں جانگی
 موت اوسین نہیں آئی یہ نصیبت کیسی
 کسپر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

<p>یہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی سچے نہیں اور وعدہ ہی جھوٹا نہیں کرتے چمکے ہیں ابھی ہم بھی تقاضا نہیں کرتے وان بھی جنجلا کر لے یوسف علیخان چوڑا ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام میں ہے اوسیکو در دہلے کتے میں جو گفتار میں لے وان وہ اور اوسکا بستر اوسی بگڑ میں ہے یہ لنگے جب خشرین دہلے تو قرض باقی ادا کرینگے</p>	<p>غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب آتے ہیں جوازہ پہ بانڈاز خجابل دل لیکے نذر قیمت دل ایسے وہ کیا ہیں حشر کو کینچون ترا دامن بھلا دیکھوں کہ تو قاتل آیا نہیں کہتے ہیں کہ آرام میں ہے جو کہیں درد دل سنئے تو کہتے ہیں کہ ان کہیں یان صبح و شام دہیان مرانا نہ برہم ہے دے ہیں دوشہ کھو بوسہ ہم ایک جاں باب نذر کرینگے</p>
<p>نشا محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ عاتم دیوانے گزاشتہ</p>	
<p>بولاکہ ہے یہ شکر شکایت بہر ہوا لیکن یہ ذرا خط ہے سوا اصلاح طلب ہے</p>	<p>پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا میں شکر ہے خوبی میں ترے حسن کی کچھ حرف تو کہ ہے</p>
<p>نشا ابو محمد عبدالغفور خالیدی امروڑ در کلکتہ است و باعز از تمام بصری بر قندار اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آورده سخن شعرا نام دارد و سلیقہ انتخابش از ان پیدا است اور است</p>	
<p>مگر پر بیٹہ رہی حرو و فامیرے بعد کننے لگے مرو بھی کہیں جان بلب ہو تم پہر کون سے مرض کی تباؤ دوا ہو تم آپ سے آپ لگے کننے جواب تم مجھ کو تم بھی خدا کی شان کو بے وفائی مجھے بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرنا کوئی</p>	<p>میرے مریکا یہ غم ہے کہ محبا و رنکر آتے ہی اونکی جان کو بوسے جو پھٹ گئی تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج تم سے ڈرتا ہوں کہیں تو کی نہ نوبت آئے بیبا کیوں سے آتی ہے صاحب حیا مجھے مشکل آسان جو ہوئی دیکھو اونکو دم نزع</p>

صفر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذہ مومن خان
و شاہیر سخوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دار و در ۱۲۸۵ھ در گزشت
از دست

او نہیں بھٹتی مجھے خواہ بشر یا جگر نہیں مان کا

و مان دامن نہیں بیان صحت تمام مطلع گریبان کا

اشارہ ہو کے رہ جاتا ہے ہیرہ مرانی کا
کاش اے آفت جان میں تڑا آنسو ہوتا
ہائے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان ہیر
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا
جھمکو ہنگام سفر یاد آیا
ہوئی تھی صلح کس شکل سے چھٹا کھل آیا
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
مانند قول یار میں بے اعتبار تھا
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ
یہ ارادے ایک شبت خاک پر
کیا کیا اوٹھائے ہیں شب غم میں قضا کے ان
خیمہ کسی طرح سے شرماؤ بھی

حیا پر بنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا
کبھی آغوش میں رہتا کبھی خسار و پیر
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
کئے دیتی ہیں یہ نیچی نگاہیں
بیکسی اپنی وہ رونائیسرا
گلے میں بخت کے ادھکا ہی کچھ قصا کھل آیا
نام میرا سنئے ہی شرا گئے
سنت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھوں میں ہے لحاظ تبسم فرما ہیں لب
ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز
کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مر
دیتے ہو بوسہ تو کہیں لاؤ بھی

قصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین
شاہ صدر جہان رح تلخیص میر محمدی ماکس از شاہیر سخوران است پانزدہیم و
ست و نهم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہائے سنگ لاخ طرح میکرد و در آخر
عمر بہ حیدر آباد رفت و آنجا در گزشت دیوانے گزاشته

پشت لب پر ہی ترے یہ خطِ رحمان ایسا سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق کرکو دیکھ لیتی جو اوٹھا کرے کیا ٹوٹتے ہاتھ دل کا کیا مول بہلا زلف چلیا پٹھیرے دل یہ کہتا ہے کہ میت یا دستانِ دلو او نطق مقصود احمد کا کوروی بر حال او آگئی دست نہاد این بیت چند از دست دردیوان دارد	سنہ تو دیکھو لکھے یا تو تر قم خان ایسا اس دوستی کو اپنی بالائے طاق کرکو لیلیٰ ایسا تو نتسا پر دہ محل بہاری کچھ تری گانتھ گره مین ہو تو سو دھیرے چھیرے نے کام ہے پھر آپ مزا دیکھیں گے دردیوان دارد
---	--

زیر زمین بھی جو رنگ سے نہیں نجات قتل منظور ہے تو بسم اللہ بخت میں دو نوکے یوں تو خیر جلتا ہو مگر ہر گاہ ناز ہو اوس حور و ش کی دل نشین	مرنے کے بعد قبر میں چوری کفن گیا ڈھونڈنا کیا کسی روایت کا شیع تو مجھے پیرا بھی ہو گا اوس محل میں ہے خونکے آنکھ سے وہ بھی ہمارے دلین ہے
--	---

نظام نظام شاہ رامپوری جو نقد راز و اطلاع بہم نہر سید

انداز اپنا آئینہ میں دیکھتے ہیں وہ	اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا تو
------------------------------------	--------------------------------------

نواب پدر عالی گہم امیر الملک والاحاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہار
ترجمہ حافظہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحات النبلا وغیرہ توان دریافت و اگر از
فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر است
کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواسے کہ باصول سخنوری برداشتہ اندیک
در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت
شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشند در زبان رنجنہ هیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو
شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحول حافظہ خاکسارست بفرستند
زرب و زینت درج این صحیفہ و نذرار باب ذوق کردہ میشود

<p>باتوں باتوں میں کچھ اوس نجات ایسی چھوٹی غیر پوچھے ہے تو کہتے ہیں مجھے حضرت اصح دال دین ہمدرد کو دوں یا نہ دو سکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو جاننا ہے او نہیں اے شکوہ پریمی یار</p>	<p>کہتے کہتے دل سے حرف مدعا جاتا رہا آپ بھی بندہ کے عشاق میں ہیں آپ تو کہیے کہ اس میں آپ کی کیا رائے ہے ایسی رسوائی کے جینے سے یہ نہ بچا یہی نہ کہہ دو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے نا بلب آکے خبر دار مدعا ہو جانا</p>
--	---

نواب شخص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان درنگارستان
سخن بہ بسط مذکور است و نیز بخت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہ
بلند و جہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند
چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ ہستے چند
از انہما پیش نظر سخنور است ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید
موجود است و برابر باب نظر واضح و لائحہ

<p>میری سے ہو پورا لٹا شکوہ میری بگمانی کا سیر ہو جا سگی دونی جو کہیں تو آیا ترپ کے ہمنے اگر سوتے آسمان دیکھا حشر میں بھی یہی خدرا ہو گا بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا کہ آج شب کو تجھے میں نہیں ملا نیکا وہ پتہ پوچھتے ہیں تربت کا پھر سبب مجھ سے پوچھو حیرت کا وقت ہو گا جو کوئی فرصت کا</p>	<p>مرے ہی سامنے غبار کی ہنسی کے باتیں ہیں قابل دید ہوں حشر کا پر اے نواب ترشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے کیا یہاں سے وہاں سوا ہو گا بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ وصال کا ہو جو وعدہ تو موت بھی کھوٹا بے نشانی تجھے مبارک ہو پہلے منہ دیکھو آرسی میں تم دل پڑ مردہ کو بھی رو لین گے</p>
--	---

ایسے حسرت کی نگاہوں نے بلیا میں نے
وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے
کالیان روز تین پر پہنچے سنا ہی نواب
بعد رک مدت کے اوس نے ہائے یہ بھیجا ہوا
حضرت نواب زہد پر رحم واہ واہ
چرخ سے آتی ہوا سونٹ بلا جب سب سے
کل جو قتل میں ادا سے وہ شکر آیا
کس نے نواب چکارا تجھے جو تو گھر سے
تم برین ہو تو گھر میں پٹکنے ندون کہی
کتنی ہے جس کو فتنہ محشر تمام خلق
انتظار نامہ برین ایک مدت ہوگی
وہ چیز نہیں دل میں دریا تو نہیں دیدو
دل روز نیا مانگو نہیں کچھ بہ بڑی بات
لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر
سینہ میں رکھ لیں ذرا دل کی تسلی کے لئے
قاصد کو بھیجا ہوں تو شوخی کی راہ سے
پوچھو تو کوئی بات مرے ڈھب کی مجھے تم
عجب حسرت سے دیکھا ہے سو جانان دم آخر
ترے کوچہ میں بہ مدت پہنچنے نزع کا عالم
خواہش گردن وفا کی جفا کا گلا گردن
سو ظلم ہم پر اتوہین پر کچھ بھی یاد ہے

کہ مرے قتل کو رونا ہوا جلا د آیا
ورنہ جینے کے لئے اک آسرا ہو جائیگا
اور کچھ شکوہ ہوا ایک اعزاز نیا
ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپ کی تحریر کا
حکم ہوا اسکے لئے تو حشر تک تشہیر کا
پوچھ لیتی ہے ہستا آپ کے شیدائی کا
میں بھی تھا ہے ہوئے اپنا دل مضطرب آیا
باتہ باند ہے ہوئے رومال سے باہر آیا
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ
ڈرتا ہوں وہ بھی کوئی تمہاری ادا ہوں
روز پر آنا ہو نہیں دو چار منزل کیلک
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو میں چل کر
دو نگاہ میں اسی دلو تمہیں ہم پر بدکر
ذرا تم ہی تو رو دو حسرت سے یکیشون یہ
کہا نہ جائینگے ترے نشتر کو ای فضا و ہم
میر ہی نامہ پہنچتے ہیں وہ جواب میں
دیکھو تو پھر میں کتنا ہوں کیا کیا جو ہیں
ریگی یاد او سکوی نگاہ واپسین سون
کٹری ساعت کا نقشہ ہے دیکھا ہے میں سون
تم میرے بسین ہو تو خدا نے کیا کر دیا
کنا وہ بے بسی میں کہ اللہ کیا کر دیا

ہوتی ہے رات وصل کی جس گہ میں باغیا
 رتخی دعا تین مانگیں عدو نے کہ چن گیا
 خواہیں ہی جو طلب کرتے ہیں تو خوشی سے
 عاشقوں کو نہ ستا بہر خدا اسے ظالم
 بنا و شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہیں مگر
 خدا جو پوچھتا ہے حال حشر میں تو ہم
 یار آتا ہے تصدق کے لئے اعواظ
 غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیں گے یقین
 انوس اپنے جی سے بھلائے اوسیکو تو
 شہرت تمہارے جو رستم کی ہو کس طرح
 واعظ بیان کرتا ہے جو رونکی گریبان
 ہر بات میں نکلتے ہیں پہلوئے نئے
 ہو قصر خلد ہی تو نہیں قابل پسند
 چھپاؤ شوق سے تم راز الفت کچھ نہیں پروا
 مجھے دیکھتے ہو عجب چارہ سازو
 کیا جانے نامہ برنے مرے مجھے کیا کہا
 لے بھاگین خوشین نہ کہیں میری لاش کو
 پڑ گیا رخشہ دست قاتل میں
 ہوئے حسین ایسے میرے تیرے کہ بول اوتے
 ذرا سی بات پر مہ جاتے ہیں دم بہر میں حشر
 نہیں ہم تامل الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہیں
 تھوڑا سا تھا افریجوری دلی آہ میں
 مجھ سے پہلے وہ رقیبوں کو بھلا لیتے ہیں
 ان فقیر و نکلی تو سب لوگ دعا لیتے ہیں
 ہم اونکی بگڑی ادا میں سحر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہیں
 دے ذرا بہر خدا اپنا بھی ایمان مجھ کو
 پیار کر لو گے کسی دن جو میری جان چھو
 جس دلو تیری یاد میں اپنی خبر نہ ہو
 نشہ میری لاش اگر در بدر نہ ہو
 ایسے میں سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو
 سو جو تو کس طرح کوئی پہرہ کمان نہ ہو
 جس گھر میں مرد دوسے کوئی نوحہ خوان نہ ہو
 خیر کر دینگے دوائے مرے ساری خلائیکو
 ذرا میری آنکھوں سے قاتل کو دیکھو
 پہلو میں دل اوچلنے لگا کیوں خبر کے متع
 پہناؤ پٹیریاں بھی عزیز و کفن کے ساتھ
 اضطراب دل و جگر کو دیکھ
 ذرا پوچھو تو یہ کس شہ شہ حشر کی تربت ہے
 سمجھ کر کہو تم عاشقوں کی یہ بھی حادث ہے
 ملا یک آئین گے عرش برین سے

گئے وہ غیب کے گھمبہ نشین
 غضب حسرت بھری ہے اس میں ظالم
 ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر
 اتنے دن بھی گزر رہی جائیگی
 تم اے خضر اور استہ اپنے گھر کا
 یہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے مختارین
 قتل کے بعد جسم آتا ہے
 طلب ہے لطف سے تو نالنا قافل سے
 ہاتھ رکھ لیتے ہیں انکو تیرہ کنڈاز سے
 اداسے بگڑنا لگا وٹ سے ملنا
 ہوا ہے مدتوں میں وہ سنگ مرہبان اپنا
 کہو قریب کی فریاد سے کہ دم بہر کو
 مانے سحر جی قاتل کی شہادت کے لئے
 ہوا ہے غم آلی سوئے عدم میرا
 عدو کا خط سمجھ کر نامہ قاصد کیا لیکن
 سمجھو نگاہ میں اے چارہ گرد گرے دل سے
 کئے گام جب کون اے اجل تیری آداؤ پر
 کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب
 تا جسکو نہ امید ہو اس واسطے نواب
 تم مرے غیر کے جھگڑے میں غبت بول اٹھے
 جیتے جی بات نہ پوچھی کہی اب میرے بعد

قیامت کو بلا لاؤ کہیں سے
 ذرا بچنا نگاہ واپسین سے
 پھر اڈٹا اوسکا شکوہ ہی میں سے
 کاش ہو وعدہ روز محشر کا
 خدا جانے ہے وہ بیان جھکوکد ہر کا
 ہر اک طرف سے اڑتا شور و ادغوا ہی کا
 یہ بہتہ ہے ہمارے قاتل کا
 اداسے لیتے ہیں سب کام وہ اشارو کا
 تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا
 یہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا
 بنائے اور عالم میں مکان اب آسمان اپنا
 ہمساری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا
 نام خود پہنے لکھا ہے سر محضر اپنا
 بتا تو کون سے دلیں رہی گام میرا
 بہت بگڑے لفافے سے جو خط میرا کل آیا
 ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا
 جو مرتے دم ہی جھکوکھڑے قاتل پسند آیا
 کیا کرو گے جو صنم یاد آیا
 غیر و نسے ہی عقل میں اشار نہیں ہوتا
 دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری
 پوچھتے پھرتے ہیں ہر ایک سر تربت میری

اے پری دے تو زانا زور کا جام مجھ
 یہی اندیشہ ہے اب کون مر گیا تجھ پر
 آتشک سے ترے طفون سے بپئی تھی اعظ
 کیسے کیسے تری وصلت میں مگر کوٹھنیں
 ایسی عیروں کو ہمیں سے ہے سلام
 آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ
 پہلے روتے تھے حبان کو لیکن
 بسمل کی ترپ پر نہیں الزام ذرا ہی
 ہوتا نہ حیا پر شب وصل او نکو بھر وسا
 دیکھنا جھکا گوارا نہیں مجھ کو دم بہر
 یہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دے
 اغیار سے جو لطف تماٹے میں وہ تھا
 قاصد کی کچھ خبر نہیں نواب کیا ہوا
 امید وصل تو صدقے آج پریش کو
 کسی پر دم نکلنے میں تو یہ بھی نہیں تھی
 لے تو چل اوس بزم میں اسے شوق دید
 ہجوم شوق میں جب دلی آرزو نکلے
 نہیں تو نازتے نواب پارسائی پر
 کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیوں میرے گھر آئے
 کسی یہ شب وصل ہے جو شور مچاتے
 دے عمر دوبارہ تو ہوں قربان الہی

کہ سمجھتے ہیں بہت نیک سے آشام مجھ
 مر گئے یہی نہیں گور میں آرام مجھ
 اوس نے منگوائی ہے لے اب تو بہلا تھا مجھ
 زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھ
 جھکا واعظ بھی تمنا ہی ہے
 واعظوں کی آج عزت رہ گئی
 اب تو آنکھوں کا اپنی رونا ہے
 طاقت نہیں خود ساعد و بازو میں تھا
 واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے
 ماتے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے
 دوی باتو نہیں ترے پیار کے رائل ہونگے
 یوں ملنے کو تو مجھ سے ہی وہ بار بار ملے
 پڑنے تو خط کے راستہ میں جا بجا ملے
 وہ آتے ہیں سر بالین ذرا سنبھال مجھ
 مرے سینے سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہو
 دیکھ ہی لینگے اوسے دل تھام کے
 کہ پردہ کعبہ کا اولٹوں مان ہی تو نکلے
 تمہارے گھر میں تو نے کئی سبب نکلے
 دیوانوں کا کیا پوچھا آئے جد ہر آئے
 سورج نہیں ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئے
 مقفل میں ہے اک غل کہ وہ بار در گرا آئے

المہر سے تری شرم کی شوخی کہ وقت دہ
 چوری چہے نگاہ کرینے وہ کیا ادھر
 وصل کی بخت سے جن اغیار سے نہیں ملے گی
 عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم میں کوئی
 کون اوٹھائیگا لطف نا کامی
 غیبر کو تجھ سے ہنس دیکھینگے
 خفا ہو کیوں مگر نالوں سے تم خوشی کی جگہ
 ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیوں ہو
 تو بھی کچھ تدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
 وصل میں اوس سے بگڑ جائے تو آخر کس قسم
 ستا تا ہے ہر دم نئے رنگ سے
 غیر کے حال سے اوس پر مہین کیا ہو نہ
 رات بہر وصل میں کر دے ہی نہ بدلی تھے
 شکستے فریا دمری جانب جنجور دیکھا
 اوس حیلہ کرنے کو تہی شب کے شکوہ سے
 دیا ہے بوسہ اوسے پہر لو تو ہم جانیں
 آزار ندین تلو کہ رسوا نہ کریں ہم
 ہم تو جب جانینگے یہ زہد تمہارا نواب
 جنکار و ناتوا بنے وصل میں اونکو آگے
 دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول
 ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہ یاد ہے

کیا کیا نگاہ ناز کو چوری لگا گئی
 مجھے تو میری موت ہی آنکھیں چراگئی
 ہائے کیا اونکے یہاں عیش کے سامان ہونگے
 ہم سے دو چار ہی ہوتے جو رولانیوالے
 ہم اگر تجھ سے کامیاب ہوئے
 کس کی آنکھوں سے یہ ہم دیکھینگے
 تمہیں تو قتل کی یہ خوب ہے بہانہ ملا
 خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
 بعد اک عمر کے ایسا دل مضطر پیدا
 تو ادا بنکے مہرے حق میں قضا ہو جانا
 زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا
 اوس سے آگاہ ہیں اپنا جو کچھ اعزاز ملا
 یہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہو گا
 نہ ہوا اس سے ہی خاموش تو ہنس کر دیکھا
 رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
 یہ دل نہیں ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم
 ہم تم سے ہوں تم ہم سے تو کیا کیا کریں ہم
 آئین وہ ناز سے اور نگو مر قہ دیکھیں
 اب وہ نالے شب ہجر انہیں مزا دیتے ہیں
 پھر وہی آتا ہے اب دیکھئے کیا دیتے ہیں
 نہونگے ہم تو کو کو گے وہ یاد آتے ہیں

جب میں نے کہا ظلم اوٹھائے نہیں جاتے
 غیر کے آگے نہیں چھڑتے ہو تم مجھ کو
 دہوم ہے حشر نے برہم کئے دونوں ظالم
 اداسے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے
 گرسادگی پسند ہے تم کو تو بھیج دو
 لیا ہے وصل کی شب جل دانے دانے
 جیسے ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل
 دلو توڑ پینے سے تسلی ہوئی
 ہر خند تھا عتاب عدو پر وہاں مگر
 ہولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
 عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
 مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہ بنا کر
 جذب دل کہینچ تو لائیں ترے صد جانوں
 اجل کی سختیوں کو کون دیکھے چشم حشر سے
 جتنا یا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے
 تم بحث فریاد سے گہراتے ہو وقت اخیر
 راز و صلت نہ بتاؤں تو کروں کیا ظالم
 شبِ فراق یہ کیا سوچی ہے فرشتہ تم کو
 گو نہیں بھیجتے پر میرے جلا نیکی لئی
 نواب مر کہیں کہ یہ قصہ تمام ہو
 پڑ چا وہاں بھی کچھ ہو ہر دم مصیبتوں کا

جھنجھلا کے یہ کہنے لگے ہر سیکو نچا ہو
 انہیں باتوں سے تو ہوتا ہے تو تم مجھ کو
 بیحد و تم بھی ذرا اپنی خود آرائی کو
 وہ دل کو لیتے ہیں بھجائے جس بہانے سے
 اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے
 جو دیکھ پاؤ تو صدقے ہو اس ادا کے تم
 دو ہی اداؤں میں تری پامال ہو گیا
 در در جگر بڑھ کے دو ا ہو گیا
 دو جہر کیونکو سنے یہاں کام ہو گیا
 کیا ہو گا گر کسی کو کہی پاریا گیا
 کیا کریں بیاختہ دل آ گیا
 صدقے تمہارے منہ کے دیکھو تو مسکر کر
 ٹر گئے ہیں وہ اداسے سر محفل اگر
 بند ہی ہے کھٹکی انی نظر ہے رکھو جانان پر
 یہ باتیں جھوٹ ہیں ہم کو خوب جانتے ہیں
 ہو چکا جگر ابھی دو چار آہیں اور ہیں
 کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہیں
 کہ آسمان کو گردش سے تھام لیتے ہیں
 کہ روزِ غیر کو وہ اک نامہ لکھا کرتے ہیں
 دُرات تیری جیب میں کب تک رنو کریں
 جنت میں ہی الٹی ایسا ہی آسمان ہو

<p>وہ شوخ ایسے میں آجائے تو ناشابو زندہ جب چوڑے کہ میری کوئی تقصیر نہو کہ وقت زنج بھی بسیل کو اضطراب نہو بات کس کام کی جو چار میں مشہور نہو یہ کہ کسی لاش ہے اسکو اوٹھا لو مرد و دو کوں ہاتھوں سے ذرا لٹکا دلو تمام لو منع ہرگز نہ کرو وصل میں شرمائے دو اب آبرو ہے میری آہی سحر کے ہاتھ پر کہ طرح چھپاؤں میں صورت طلال کی حرمت ہے بہت رند و نیم نواب بوی</p>	<p>بہت ہی ناز نہیں اپنے صبر پر نواب سو خطا میں تو میں خود اپنی بتا تا ہوں بجے یہ حکم ہے مرے سنا کا اب تو قتل میں عشق نہان کا جو دعویٰ ہے مومن میں اداسے بولے مجھ کو قتل کر کیا کچھ کرے یہ فتنہ گر نواب اسکو دیکھ کر غیر سے ہی یہی عادت رہی نواب اوکی مر نیکو کہ چکا ہوں میں صبح شب وصال بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کروں لینا سر سجادہ وضو کر کے ادب سے</p>
--	--

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین
خان مراد آبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ اگر اجمی شاگردان
مومن خان بود و مضامین بلند می یافت چہا خوش گفتمہ است

<p>ذکر سن سنکر رقیبوں کی مے آشامی کا طوق آہن جسے سمجھتے تھے گریبان نکلا مر گیا وحشت جانبا ز تری جان سے دور کچھ اند لو نہیں پہلے سے لطف و کرم نہیں اونکو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہیں</p>	<p>آیتیں حرمت صہبا کی سنا تا ہوں اوسے منفعل خدیف جنو سے ہوئے ایسے کہ نہو چہ میرے مر نیکی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں دل میں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپ کی سن سکتے مجھ سے شکوہ لطف عدو کی</p>
---	--

<p>سم ٹپکے ہے تری گفتار سے مجھے چہا میں کاش وہ الفت قریب کی مرے مر جانیکا اخی کو واسطے غم ہے آسمان پر اپنے دماغ اس آہ بے تاثیر کا</p>	<p>کیون نہ باطل سمجھو اقرار و فنا گذرا اس اعتماد محبت سے میں خدا کہیں مور و جفا سے یا کی ہم ہوں بعد کے بسکہ رنج افزا سے طبع نازک جانان نہیں</p>
<p>و حشمت مولوی حافظ رشید الدین از اولاد حضرت مجدد الف ثانی ابو و رعتہ اللہ علیہ در شہادہ در گزشت استاد مولوی عبدالغفور نساخ ست ۵</p>	<p>کما تیکلی تو مدت سے قسم کما تیکلی ہر ہدم یہ غم ہے کہ کما تا ہوں کسی شک پری کا</p>
<p>و سرسید خواجہ محمد وزیر لکنوی خلیفہ خواجہ محمد فقیر سلسلہ بش شاخ خواجہ نقشبند عالمگیری میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود است دوم ذیقعد ۱۲۸۵ لہر راہ عدم ہمدور خوش فرمود ۵</p>	<p>سرمرا کاٹ کے پھٹا ہے گا جو کتا ہوں ترا بسیار ہوں میں چلا ہے او دل راحت طلب کیا شاد و آفرین کر اسی خاطر تو قتل عاشقانے منع کرتے تھے کیا نیچو نکلو قتل و سن منوئے ہم فرما کے گذرا فلک کے پار گیا لامکان ملک وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہ کر قتل ہے شمشیر او ظالم کیا</p>
<p>کسی پھر جوٹی قسم کما تیکے گا تو کیا کتا ہے کچھ اپنی دو اکر زمین کو سے جانان سنج دیگی آسمان ہو کر اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کار و ان ہو کر اجل ہی ووستو آتی نصیب دشمنان ہو کر اد تیر آہ بے ادنی اب کہاں ملک پہنگیا میرا اگر یہاں تمہارا دامن آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے</p>	<p>و شاعر راے کنور کشن گمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد نشی انوار حسین تسکیم سہسوانی ۵</p>

وہ تسلیم کرتے ہیں ہم واہ واہ کرتے ہیں تکلف برکت اسے جان عالم اب یہ کہتا ہے	مشکل ہے آن سچے میں نباہ کرتے ہیں جیسا کہ تم سمجھ لو اور خرد سی ہم بناتے ہیں
---	--

پایہ ہون

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اللہ تعالیٰ سے خواجہ میر درد درج نمودہ
و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در سالہ ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتہ
گفتارش صفائے دارد

نہ رحم او سکے ہے جی میں نہ دلیں اپنے صبر دیکھو دیکھی چشم مست کو دل تو ہل گیا جسم مر زبان یہ یار ترانہ نام آگیا	ہماری گزری گی کیونکر آئی کیا ہو گیا بس میری جان دوسری پیالہ چین چھل گیا کچھ دلو چین جان کو آرام آگیا
--	--

ہوس میرزا محمد تقی خان خلیف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ قاف
داشت شاگرد محضی بود دیوانے دار دغو شکو بود

نزع میں بمنے عجب طرحے دلداد کیا دی جھکو در عشق نے غم میں بھی گل خوشی برخیش کا اونہون نے ہی کیا وقت مکا لا ہے	آئی چکی تو کسا اوس نے ہمیں یا د کیا رونے پہ میرے دیر تک وہ ہنسنا کیا مجھے وہ بگڑتے ہیں جو خوب نور تے ہیں
--	--

الپا

پایس حافظ حفیظ الدین دہلوی برعالمش آگئی دست نہاد	بہانین پرتے ہیں ہم ہر طرف سر اسیمہ مگر یہ کچھ نہیں کہتا کہ آرزو کیا ہے
--	---

یاس خیر الدین دہلوی از موتن خان و ذوق دہلوی باستفادہ این متن
پیرداختہ اور راست

اس طعن کو دیکھتا ہی ہر تو شرمایا ہوا	اب تلک ہر آنکہ میں شہ کا سان چھایا ہوا
ز انوسے یاس کمان اور سر دلدار کنا	ہنشن بات ہے کہ جسکا ہو کچھ ہی سرا کنا
رابط غیر دن سے طربا مجھے وفا چاہتے ہو	دل میں ہو کو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و اداطن سے کتر ایسی	ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
شریت وصل پیئے دونہ سم کمانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ جانے دو
بے ستم میرا وہ بیابانی سے در پر جانا	اور تراناز سے کنا اسے مت آنے دو

یقین العالم اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از
اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ
در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے
دارد طبع شگفتہ داشت

ہر گھڑی صحرانیشینی پر نکرجرات یقین	آگہی تھی راس مجنوں کو بیا باکلی ہوا
بہار آخر ہوئی ہے ابتر سینے دگر بیا کلو	یقین کرتا ہے کوئی اس قدر دیوانہ پن کر
اگرچہ عشق میں آفت ہو اور بلا ہی ہے	نرا اثر انہیں بہ شغل کچھ بلا ہی ہے





در ذکر تافیه سنجان هندی جزایم الله بجا یزده اخیر مشق سخن هندی هر چند
اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این تلمذ و دست بهم نداد اما سامعه را از
نوا س طوطیان هند خط و افراست و ذایقه را از چاشنی شکر فروشان این گل زمین
نصیب تشکار موز و نان هندی در بگرام و ج کر و بی قنوج فداوان جلوه نموده اند
و دماغ بار بار بر وایح صندل تر شکفتگی افزوده لهذا این فصل عجیده به تحریر رسید
و شامه معطری بدست بو شناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ**
معروف فرملی بگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود
و حکومت احصا قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوشت نیکه سخی
از اقراق می ربود و در سرزمین ریری چند و حکومت محلی داشت روزی
با فوج خود بجزیم شکار برآمد اتفاقاً از فوج مجاهد افتاد و عبور شر بر سر دیهی واقع
شد در سواد آن دیه دختره صاحب جمال را دید که سرگامی گاو را پا چید میزند
نام دختر چنپا بود و در ساعد خود زیوریه داشت که آنرا در هندی تائیت گویند
و ابریشم سیاه در آن تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیوریه کرد گفت که خوب بنویس
بر کنول نشسته است بجنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گنبد ابریشم سیاه
را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موز و نان هند مستعمل است

و عشق ز بنور سیاه بر نیلو فرزند و نکته سخنان ہند مقرر چنانچہ عشق
 قمری بر سر و نرد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ ہنور ^{نور} بنور
 است یعنی جمل کہ در سر کلین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ ^{بنا} و لطف طبع را
 دریافت و او را بر اسب گرفتہ در بر بود و خانہ آورد ^{بجست} کرد و او در نظم
 ہندی فایق و در لطافت و ظرافت ^{بجست} چنانچہ برآمد تا مسجد یکہ در نظم
 ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد و با افرادان در سوال و جواب ہر دو میان
 جمهور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپا است و این دلیل افزونی
 قدرت از چنپا است کہ سوال را فی البدیہہ جواب ہم می رساند روز سہ شیخ
 شاہ محمد و چنپا بر کنار دریا سہ نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصرعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ و ہوم جو او تہت ترنگ مین بیہ اچرج ہم آہ

جواب از چنپا ائل روپ گونی کامنی مجن کر گئی سہ

و ہوم و خان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجبو آہ ہے ائل
 آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حسین و نوجوان مجن غل سہ
 اے شاہ محمد حاضر ائل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا
 کہ موج دریا میں یا خان کا کلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ
 ثانی جواب دیا کہ گئی شعلہ رو و نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا میں غل
 کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سیام رین مین کتہنہ اوٹرین چکین کوٹ دس

من متہ باری دہمہ بن پیہ تہہ کموجت پھرے

سیام سنی تارکیرین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بشار
دس اطراف من تہہ شہوت باری متعل و چھہ نظر بن پیہ
بہ مہاجرت شدہ ہر تہہ عورت کموجت پیہ تہہ یان بے حاصل وہ
شیخ نے چپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف
مین کیوں پرواز کرتے ہیں اس نے بدیدہ جواب دیا کہ انکی نظر و نین فراق شوہر
نے آتش شہوت متعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چار سو تلاش کرتے ہیں

ایضا سوال و جواب سورٹھا

کرم درگ ڈھیری سنار ہم آیو بہا کو نہیں

لینہین نین پکھار ملن ہتی تو دس بن

کم کیوں درگ چشم ڈھیری پرواز شک ہوئے سنار زن ناز مین
پارسیا پکھار صان کرنا ملن نہتر حاصل دو ہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے
چنپا اونکو ویکہ جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے ناز مین وہاں
سیر آنا شجھ کو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھیں تمہارے
فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تھیں لہذا میں نے آب دیدہ سے اونکو صاف
کر لیا کہ تماشار مطلوب بخوبی تمام کریں

استفادہ این

سوال شیخ

جل تهن بیراگ رپ ہاری باہری

چنپا دمی پر ہٹائے یہ جو رنے تیج ہونے

جل تهن مسد آب مراد از مسک بیراگ رپ ہاری باہری دور
 کرنے والی رستی رائے باہری سے اس میں دو ہاشیخ نے یہ دو ہا
 لکھ کر اندر رکان کے چنپا کے پکان چھا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری
 سواری ہے اگر تیری رائے میں مناسب ہو تو بیحد و مراد افیون طلب کی ہے

۳ روپ گنواؤن جگ ہن تجھے کام کی کہاؤ

جواب از چنپا ہون تہ پوچھون ساہ یہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنواؤن خراب کنندہ من جگ ہن باعث خندہ خلق تھی
 کام کی کہاؤ قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیاد وہ بلا و عارضہ حاصل
 دو ہا چنپا نے افیون بیحدی اور لکھا کہ یہ بلا خراب کنندہ حسن ریاضت خندہ خلایق
 و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے

۳ دو ہا شیخ شاہ محمد

ہرپ درشت اور کینج من سمع پر لوانت

شرکی ہوئی کت پنجری تب بنتی بگونت

۴ دو ہا ایضاً

کچ وٹی تہ سیس سون بیچ رہی آتنگ
 مایو پین کلس تین امرت میت بھونگ

۱۲۵۴
 تہ دیکھ
 ۱۲۵۴

دو نوکچ پستان اٹنگ بلند کچن کلس سبوجہ طلائی
 ہونگ مارسیاہ حاصل دو ہا موے سر مشوقہ
 کھٹے ہوئے دستان پستان پر او پنچے پڑے بین گویا مارسیاہ سبوجہ طلائی سے
 آب حیات پیٹے ہیں

دو ہا ایضاً
 چھپ تر این پیرس مانت بکس گج راہ

بدن چند دن دیکھت ام کر ہو لوساہ
 پھپ گل تر این ستارہ چھر پارچہ چو نری بنگ سیاہ نس شب گج راہ
 ککشان بدن چہرہ حاصل دو ہا شیخ شاہ محمد دن میں رات کو ثابیت
 کرتے ہیں کہ مشوقہ پارچہ چو نری سیاہ گلدار سفید جو پینے ہوئے ہے اس کے گھاس
 کو ستارہ اور اسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو ککشان
 اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہیں کہ روز روشن میں رات دیکر شاہ شجب
 دغودزاوش ہو گیا ہے

دو ہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا پینن گین اہ کل در ی پتار
 مرگ مد کرن کو چھوئی برن پاس تو مار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بینن جع صراہ کل اقبار ہاے سیاہ
 در ی پوشیدہ ہوئی پتار زبیر زمین مرگ مد مشک کرن ہر دو گوش
 برن پاس مراد کمنہ بے خطا حاصل دو ہا اے لازنین تیرے موے سر

کند ہے خطا ہیں کہ بخون او کے زہور ہائے سیاہ
اقسام مار بازیر زمین پوشیدہ ہوئیں اور تک کو حق
دو یا ایضا

میل نیکٹ بھر گئی مین شو شو بہا جتنے

آدہر قنہ کیستہ سار شہی پانک پیات کاک
تل نیکٹ خال کج بھر گئی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش
آیند دل ہے او ہرب و سنک کمان نر کہہ دیکھ پانک بازو پر پیات
کہوتا ہے کاک زراغ حاصل دو یا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف
سے باہم ملنا اور بالائے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش
آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کب کمان کو دیکھ کر زراغ خوش زدہ ہر دو بازو
اپنے بہ ارادہ پر دواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زراغ و ہر دو ابرو مراد
از ہر دو بازو سے زراغ و لب مراد از کمان

دو یا ایضا

میٹ میٹ بدہ بدہ سچت تو مکہ او یان کاک

چاہتی نہجت کرت نہجت بہیو سو مک

میٹ میٹ شاٹا کر بدہ بدہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر او پا
شاٹا کاک کہ جاگ زمانہ دراز نہجت یقین و اطمینان مک گنگ
حاصل دو یا تیرے چہرہ کی نظیر کو ہتوں نے باطمینان خاطر طرح طرح
سے لکھ کر شاٹا کر پھر لکھا اور نقل مطابق اصل میں اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گشتی
ہوا وہ گنگ ہو گیا بمصدق اینکه عصر

بہن باز نیامد

من سو سہرا یا ایضاً

۹ تو کھایا پھر مجھ نندہ دیکھت نیت نہ کات

نہیں بچتر اکھت رب پپوت ہون نہ اکھت

پانپ امیہ آبجیات نندہ دریا نہ کات خارج از بیان بچتر عجیب
اکھت خارج از بیان رب دونون حاصل دو ہا تیرے چہرہ کی خوبی
دریا سے آبجیات ہے کہ صفت ادسکی خارج از بیان و متعلق بہ معائنہ ہے
علیٰ ہذا القیاس دونون آنکھوں عجیب سیری کی ہی صفت نہیں ہو سکتی کہ
شب و روز اس آبجیات کو نوش کرتی ہیں اور سیر نہیں ہوتیں ۵
دو ہا ایضاً

۱۰ پر تیمین ترنگ چڑھ چہا نہ جو میات آی

من پارا اکھت کوپ تین ابھر دو ہون درجائی

پر تیمین عشوق نہیں آنکھیں ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے من دل پارا
سیاب اکھت کوپ چاہ دل حاصل دو ہا ایک چاہ ہے کہ جمین
سیاب رہتا ہے وہاں کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک لازنین کو اسپ
پر سوار کر کے اس چاہ پر لیجاتے ہیں وہ نازنین اسپ سوار وہ اس چاہ میں
اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہاں کتی ہے بحر داوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیاب
جوش زن ہو کر نہایت تیزی سے اسکا شاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کر کے جان برہوتی ہے ورنہ سیاب او سکون اس استغراق سے بے خبر
 کر لیتا ہے اور سیاب دوسکر وہ قد معینہ تک اور کھینچ کر لے لیتا ہے
 مردان و بان کے اکثر مناک کہو دیتے ہیں اور کھینچ کر لے لیتا ہے
 بہر رہتا ہے او سکودہ لوگ لیکر فروخت کر کے جینے پروری کرتے ہیں -
 شیخ شاہ محمد کہتے ہیں کہ معشوق کی آنکھیں کاٹ کر سداہ اسپ شوخی میں جوت
 میری طرف دیکھتے ہیں چہ بزم سے دل بقرار ہو کر مثل سیاب دونوں آنکھوں
 معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ او لگو کر تار کرے +

دو ہا ایضا

۱۱ مرگ نینی مرگ راج گٹ مرگ باہن کہ جاہ

مرگ انگ مرگ تلک مرگ رحمت سرامہ
 مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کت یوز کر مرگ باہن مکہ
 ماہ رو جاہ ہی جکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک تشقہ مرگ
 رحمت آہو فریب سرامہ تیر ہے جکا حاصل دو ہا آہو چشم یوز کر
 ماہ چہ نازک اندام مشک کا تشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جکی تیر جاہ
 کا کشتہ و فریب ہوتا ہے اس دہو میں لطف رعایت لفظی ہے +

۱۲ دو ہا از چنپا

ساہا اکدن یون ہتے چتون کہنجی کا س

بیہو کٹولن کو سہمی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد اک دن وہ جوانی کے تھے کہ نظر آسمان پر تھی یا ایک وقت یہ

من آتی کہ اور علاوہ اسکے ہاجرت بھی ہے

۱۳

دو ہاڑیوٹ

ہم دیکھ کر پکار کر کہتے ہیں

اوپر اسید جیوٹ زندہ ہون بلکہ شیشہ ہر دس ماہ تاب
موسم سرما حاصل دو ہاڑے شاہ محمد بھگواناموش مت کر دین اس
اسید سے زندہ ہون کر تم شل ماہ تاب موسم سرما کے ہواورین شل گل نیلوفر
کے پس چھپر مہربانی واجب ہے ماہ تاب موسم سرما نہایت صاف و روشن
ہوتا ہے اور گل ہاڑے نیلوفر کو شکفتہ و شاداب کرتا ہے

دو ہاڑیوٹ

۱۴

برہ او ساس جرت اب تیتہ کت بن نانہ

منون سراوت تن تیتہ پرت جائی دہمانہ

برہ نراق او ساس دم گرم کت آزاد بن نانہ غبت شوہرین
منون گویا سراوت سر در کئی ہے تن جسم تیتہ ہوزان وہ
تالاب حاصل دو ہاڑیوٹ شوہرین آزاد عورت غلامین ہاجرت سے
دم بدم دم گرم کہینچ کر جلتی ہے گردہ دم گرم کا کھینچنا اور ہنا اوسکا اوسکو
ایسا نکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب میں بوطہ زن ہو کر
نی اچھا نکین پاوے

سید نظام الدین تخلص بہ مرہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزه بلگرامی قدس سره سیلاب او سکون است فارقه جمعیت و ار
بود در صحبت نکته سخنی و لطیفه گزیده قد معینه تک او سر
هندی نال گشت و در شهر بنار در دیتے بین او
عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی وقت کرکے جیتے بلایت ساز کی تانی نوا
و محقق این فن و نایک وقت شد کہ کہ کیفیت کردیکے ناو چند رکا دروم
در ہنایک سنگار نقشہ ہے او سہو راست خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات و حوش با سماع آن در مقام سستی و حیرت فرو میماندند تا بہ انسان
چہ رسید سید را با ہند و دخترے سندر نام عشق ہم رسید دختر نیز بچند
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور
اسلام پوشانیدہ در جبالہ نکاح آورد غرہ رمضان سنہ یکہزار و نوود و نہ
بہ گلشت روضہ رضوان خرامید چند کبت ازوے رحم بقلم می آید

۱ کبت سکیا برن

سنگ لاگی دولت مکر سر سا کرن چتون پان کو چہر ہر کا ہو چتوہ
للت رسن دت بولت کلت دنت ایکدہ سن ادہرن بہت ہتو
اوکت ہوت نہ سر یکنتی سار چہر کنت مکہ کمتا کوکس کوکہ ہتوہ
روس ہرن سورس ال سنپت ملن جیدن دیوں مکہ دیکہ کساتنی تو
۲ کبت سکلا اہار کا
چند راودوی لی چند مکھی فن گورہ چندن کھورن کھورین
دوہر جوت پائی چت جو نہر بانوں پالی مینکھہ کورین

سین آتی کہ گندہن جوین *

۱۰ ہونا ہر پنجہ نورین *

۳ شہر سبھی کے در بیان چشم

کاری کجاری انیاری
جیسی مین ساوک جاوک جل پھرین پھر کین سوکسہ مون ریت نگہری
لال مد نہا یک جو میر و سن موہنی گونپ پجری پجری رعت نہ میری مین
ساوکی سد ہار سو بہا مہا اد ہکار ایسی مین کی کسلوان مین پیاری مین
کجاری سرہ آلود انیاری نوک دار تاری مردک چشم ترل تیز
خوبصورت تری کج و متحرک مین ساوک پچاہی جاوک زنگہری
مہا ورپٹ پچہ نقاب پچہ نقض ساو دپٹہ لشی مین معنی کام معنی حسن
حاصل دو ہا چشم سیاہ سرہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض شہر
مین مردک چشم اس خوبی سے متحرک مین کہ گویا بچہ مایان آب شہر مین
بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہوں مد نہا یک شاعر کا یہ بیان ہے کہ نقض نقاب
مین ہی باز نہیں آتی میری طرف دیکھتی اور دلو فرشتہ کی مین مزید بران
دو دپٹہ لشی سے نقاب چہرہ کی سنہال مین جو خوبی ہے اس کا بیان مین
ہو سکتا بہر حال اسے نازنین تیری آنکھیں حسن مجسم کا باز مین *

۱۱ کبت چکہ برن گنوگٹ مین در بیان چشم انداز نقاب

جو چتر آن چٹ چڈے نہ بدل رہی بدہ بیدن گزشت
 بہار تھی ہور رہی کری بہرین ہار
 جو کہ جوت جلی نہ تھکی مدہنا یک گونہ کنج منہ مائی

جمین دو کول چہی ہلکی اچھہ براجت اچھہ رہائی
 چتر آن مراد چتر علیہ السلام بدہی ترکیب و صورت بدہ عقلا و فضلا
 بدن کتب سماوی گزشتہ کتب پارینہ تواریخ و خبر بہار تھی گویائی چپ
 سچہ گردانی جو گن اقسام ریاضت جو کہ مراتب مدہنا یک نام مصنف
 پچھل نامی شوخی جمین باریک دو کول دو پڑی چہی خوبی اچھہ
 بے شل اچھہ چشم حاصل دو باتری آنکھیں جیسی اندر نقاب کے
 خوشنماہین اونکی خوبی خیال ملا یک مین نہیں آتی اور نہ کتب سماوی مین
 انتہائے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود درخت ہو کر گردان ہے
 اور مراتبوں نے سچہ گردانی و ریاضت سے ہی برتر خوبی و صفت اونکی
 بیان کی مدہنا یک کہتا ہے کہ وہ آنکھیں چہرہ منور پر ایسی نور نشان ہیں کہ
 حرکت نقاب مانہ خوبی اونکی نہیں ہو سکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی و با
 و عظیم النظر ہے چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے

کے کچھ چند کی سا متا برن یعنی در بیان رخ سیاہ آہنا
 گو کہ چند کی رنگت ایک دیکھت گو کہ کئی چہا یا چہت ہوئل یہ کاس کی
 گو کہ اندھکا ریوہی سود کھیت گو کہ کئی کالمان کلنک انسا سس کی

مدینه منوره
 سنه ۱۰۰۰
 تادین تین
 مکنک انک
 انیکس بلا تکلف مدہ
 عورت چہا کر ہاتھاب نیلما سیاہی
 کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارا بہ سواری ہاتھاب میں جو آہوے سیاہ ہیں
 یہ ادنکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ہاتھاب پر پڑتا ہے
 یہ ادنکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ہاتھاب فاسق و فاجر ہے یہ ادن
 عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ہاتھاب
 کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زمین سے لقا کر جبکہ شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
 و خوبصورتی بہ کلام خود بنا کرتے ہیں خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور
 کے ہاتھاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اس واسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
 ہاتھاب سے بالاتر ہے براہ سورج نظر آتی ہے *

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بگرامی محاسب قمان
 بود و بہ منصب دوصدی و جاگیر از محال ساتی پور سر فرازی در سلیم پور سیر دہم
 بیع الآخر سنہ یازدہ صد و بیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوتاد
 عصر بود در ایام حکومت جاجو باد فروشی از تلامذہ چنتا ہاں شاعر مشہور ہندی
 آوازہ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش آئید و دو ہاں نیالہ
 از منظومات استاد خود خواند سید در ان دخل فرمود اسے آنرا مسلم داشت
 و پیش استاد رفت و دخل مذکور نقل کرد و سے ہم اعتراف نمود و ما این است *

دو ہا
 ارکرت است چنتاں
 بیوہ ہستی لکھی وہی کے
 و امیرکین چنتاں

یعنی دل بھی لیتے ہیں اور دیتے ہیں
 کی آنکھیں اوس کی شکل میں یعنی عدم الطیر ہیں انہیں انکار
 کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دو ہا میں سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا
 کہ اس صفت میں شبہ و تشبیہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی میں مشابہت
 چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہ لفظ خلاف ہے چنتاں نے تسلیم
 کیا اور سچاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنا یا سندر کے معنی زن سے لقا
 و نازنین کے ہیں مصرعہ یہ ہے

و اسندر کی میں لکھی وہی کئی نین
 کبت چنتاں و صفت شجاعت یہ رحمت اللہ

گر ب گہ سنگہ جیون سبل گل گاج من پر بل گج پاج دل ساج دہا یوہ
 بخت اک بھگت گہن گہک دندہن کی ترنگ لہر دہک بھوتل ہلا یوہ
 بیر تہہ کبت پر لنب ڈر جو رسن سین نو سور چوون اور چہا یوہ
 کہو چلیا پی نہ ناہ ستاہ یہ رحمت اللہ سر ناہ آ یوہ
 گر غور سنگہ شیر یان سبل صاحب طاقت گل گاج
 اظہار جو فردی یوہ پر بل زبردست گج نیل باج اسپ دل نوج

ین ہمیں آتی کہ غنیمت لے لے کر ان لوگوں کو دینا
 تاج سر ہون پرین پیر تہ عورات دشمنان
 دو ماہ حاصل دو ماہ سید
 رحمت اللہ تم جو کچھ چاہا لکھیں بجز جو ان فردی خود کر کے فوج گران
 اسپان و نیلان قوی بیہوش شہزبان پورش کتے ہوا وار مجھو
 نقارہ ہائے وغیرہ سے گردون اور ہم اس بات کی ٹوکری سے زمین ہتی دیکھ
 کر اور ہر چار سو سے غوغاے فوج سکر عورات دشمنان ترسان و لرزان
 باہم کہتی ہیں کہ اے عورات شوہر دار و اپنے اپنے شوہر و ن سے بہ آواز بلند
 واستبداد کو کہ یہ سید رحمت اللہ تم سپیوں کا سردار ہے دوسرے یہ کہ
 جلد سید رحمت اللہ کی امان میں آ جاؤ

۱۲
 بی بی چوٹی جہنی باریک پیر ہا
 خاک گل حاصل دو ہا پچھتا
 کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا
 لوثی ہے ناگن ہر دہ چوٹی خاک
 سرخ ہونکے ہر ہر
 4
 دو ہا

مانگ سہاگ بہری آلی ب پائی جب چھا
 سیام سنون گنسیام من چیلایک لکھائے
 الی مصاحبہ دو نو سیام ہر دو بصورت گن سیام ابرسیاہ
 چیلایک خط حاصل دو ہا دونوں پٹی موسیہ کی
 درمیان میں مانگ کہ حسین ابرق گلال ہر ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی
 ہے کہ گویا اے سبھی ابرسیاہ میں بجلی چمکتی ہو *

5 بہو نہ کمانہ تان کی کت تکیت انگھائے
 گدہ من سوتن نور کی تہار و پائر و پائے
 تکیت دیکھتا ہے انگھائے آزرده ہو کر گدہ قلعہ تہار و تیرا
 حاصل دم ہا اب کمان ابرو کو کینچ کر کیون آزرده ہو کر دیکھتی ہے
 تو نے زنانہ مانع کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پایا دو ہا
 بان کو گت ہیں نین بان سمان
 بی لاگت سالت جو یہ دیکت بدیرت ہر

۱ کرا چائی جہمائی تہ دہاری بیج

سٹو چیلہ دوئی چک ہوئی گری ہو میں
کراتہ اچائی بلند کر کے جہمائی خیارہ کنان بہ میں
اسطرح سے چیلہ برت ہوم زمین حاصل شد کرو یا اگر دانی لیتے ہوئے
جو دونوں ہاتھ اپنے ناخنیں کے اوچے کر کے یکا یک نیچے کئے تو ایسا سلوک
ہوا کہ گویا دو برت چک کر زمین پر گر گئیں +

دو یا

۱۵. ۹

سو برن رنگ مہدی رچو چلہ جڑ او ساتھ

کمانی دیئے ساتھی کیو مومن من اون ہاتھ

سو برن طلا جڑ او مرصع موہن زینت کنندہ حاصل دو ہاتھوں
کسی کا کسی سے کہ دست خا مالیدہ جوشل رنگ طلا ہے اور چیلہ مرصع زیادہ
اور میں خوشنما ہے وہ دست خا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکھلا کر اور کا دل
زینت کر کے اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا +

دو یا

۱۵

اوپان سند رنگین کی من آوی نہیں اور

پید مد ہوا ریند کی کلن بہن سر مور

اوپان نظر رنگین ناخن یا ایسا مد ہو چشم خروس ار پید گل سوز
سرخ کلن غنہ سر مور تاج سر حاصل دو یا مثال ناخن یا سنہ خوشبو

جلی پر پڑے ہوئے پانی سے پارچہ کنول کا
 دھوئی پشت پر دراز ہو جائے
 ناہن آسار سا گن خاک گل جسم میں جگہ جگہ بار
 ک گل مراد از دو پہر بیدار
 چھوٹے سر دس مراد از شدت رات ہے یہ

۱۱

چمکت چمیل منلو رت چمیل کی ہاتھ
 چمیلی خوبصورت چھانکین خضر بپ دونو چمکت فریفتہ کرتی ہے چمیل
 مرد زنگین طبع و خوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دو ہا چملا اور خوش
 انگشت خضر آن دونوں کی خوبی شوق ہو کر فریفتہ کرتی ہے مرد زنگین طبع کو
 اور اسکے دل کو لیتی ہے ہاتھ میں اپنی قدرت و خوبی سے ؟

دو ہا

۱۲

اودر کست ر و ما ولی سوسن موہن بہانت

ماؤ سبرن پان پر کام منتر کی پانت

اودر شکم ر و ما ولی سیلی بینی ہوئے نرم شکم موہن فریبندہ
 بہانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دو ہا
 نازنین کی شکم پر سیلے موئے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان
 طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی ہوئے نرم مراد از سطر عمل
 حب اور یہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؟

ناہتہ کوپ ناگن نکس جلی کنول مکہ چاٹو
 ٹھٹ کی دیکھ میور گر کی سچ گر کی کر اٹھ

ناہمہ ان کو پناہ کنول کہہ کر چاڑھ چڑھ کر ٹھٹ کی سیوری
 سیور کر گردن طاوی کچ کر کوہ پستان کر اوہ گنارہ مراد تمام پناہ حاصل کر دیا
 چاہ ناف سے ناگن سیلی ہوئے نے سکر تصدیر طہنے چہرہ سے دل کا کیا کر دیا
 طاوی دیکھ کر ڈری اور گوشہ کوہ پستان میں حاصل پناہ جھک کر ٹری
 ۱۳ گوری ہوری گوری تہنیں میں سہائی

ہوری ہوری بات سون پورت من گواہی
 گوری زن سقا ہوری ہولی گوزلی صبح رنگ توری میں
 کم عمر سہائی خوبصورت پورت چورانی ہے حاصل دو ہا معشوقہ
 ہولی گورے بدن والی توڑی عمر کی خوبصورت اپنی ہولی ہولی بات
 میرے دل کو چورانی ہے اگر

دو ہا

۱۴

کست ریت پچھوڑ یا انگ کیسری رنگ
 کنک بیل سی جملی بال چاندنی سنگ
 نسبت خوشنما سیت سفید پچھوڑ یا ساری انگ جسم کیسری
 رنگ بزرگ زعفران کنک بیل بیل طلانی جملی چمکتی ہے بال عورت
 چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دو ہا نازنین کے جسم زعفرانی
 پر دو پٹ سفید نہ کار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلانی شب ماہ میں
 نور انگن ہو

دو ہا

۱۵

ریت تیرت پریت کو پک کہہ کر منہ سار
 بہشت بہشت سترات درگ لپاوت جلاور
 رت پریت جامع برکس سنہار غشاہ سترات درگ جنش
 چشم از شرم رجہوار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ
 کے قدم بیکہ کر غشاہ کرتا ہے کہ تو بطور مر و محبت کر اور وہ انکار کرتی ہے
 اور ہنستی ہے اور آکھو کو شرم سے نیچا اونچا کر کہ طالب کے دل کو زیادہ تر
 اپنی طرف مائل کرتی ہے ۛ

۱۰ صبح آجائی انگر آئی پنہیم جنائی جہمائے
 چٹ پٹ بہر ہرنی کٹی ٹھگ لاڈ و دکر لے
 چٹ پٹ بہت جلد بہر ہرنی یوز کی شہزادہ کو بیا کٹی کر حاصل دوہا
 دونوں ہاتھ اڈٹھا کر حیا زہ و فازہ سے اظہار محبت کر کے بہت جلد نازک
 کروالی نے ٹھگ لیا لڈ و پستان و کمالا کر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈ و زہر آلود
 اپنے پاس لکھتے ہیں اور بہ وقت موقع مسافر کو کمالا کر اوسکو مارتے ہیں

ہر مری ہر کی لکے دہری آرج بنیر
 زاگ رنگی پرہین تیرہ کری ہی پرہین
 ہر چین لی مری نئی سروت ارج پستان بنیں نو پرہین
 ہمہ دان بین مراد از مری حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب

کی مری چین کر سینہ پر چپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ میں کامل
اوسکو اپنے دل میں جگہ دی ۛ

۱۶ کہیلت بہاگ ہلاس سون بہاگ بہری لکھ گانہ

موٹھی راز گلال کی سن کیو موٹھی مانہ
ہلاس خوشی بہاگ بھری نیک بخت حاصل دو ہا زین
نیک بخت خوشی سے ہوئی کیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکر ایک مٹی گلال
کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹی میں لے لیا ۛ

۱۷ جھک جھک کہیلت ہی لکی جھومر سکین سراج

جھوم جھومر من جگت کی پرت پگن پر آج
للی زن کم سن جھومر ایک کیل ہے کہ عورت جھک جھک کر گاتی اور باہم
کہیلتی ہیں پگن پر قدموں پر حاصل دو ہا زین نہ تقا کم عمر جھومر کو
باتفاق زن مصاصیون اپنی کے جھک جھک کر کہیلتی ہے بمعائنہ خوبی ایک
عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدموں پر اگر گرنا ہے ۛ

دو ہا

۱۸

بہانہ چڈھائے جنائے رس جھوٹہ مان جنائے

انہت ہی پتہ من ہتو آٹھن اتہ بنائے
مان غصہ دار لہار آزدگی انہت بلا وجہ بہتو مخوف انہن نیا
انہیہ آزدگی حاصل دو ہا زین کر شہہ سنج ابرو چڑھا کر آزدگی

خطِ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو مخون کرتی ہے نئے طور کی
بے لطفی سے :

گمٹ لئے گمٹ چلی آلی نٹ کی سنگمہ موت

گمٹ کی پٹ کی سدرہ گمٹ کی سنگمہ کی موت
گمٹ سبوحہ پٹ پارچہ دوپٹہ مشکلی بڑھی حاصل دو بانایا دریا
پر سبوحہ لیکر پانی بہنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوحہ چلا
دوپٹہ کی سدرہ جاتی رہی الافراط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑھ گئی :

لکن چلن کی نام سن گری گھوم کی بھوم

پیاریں پیاری لکھ پیاریں دی مکہ چوم
بھوم زمین لکن شوہر پیران جان حاصل دو بانایا طالب
کا جانا سفر میں سکر عشق کہا کر زمین پر گری طالب نے ہی جوش محبت سے
اوسکا منہ چوم کر جان دیدی :

پہاگن ماس نہ آئی بھوپاری پیران ایس

کھوری بھوری کپٹ سنگ کمین پیران ایس
ماس ماہ پیران ایس مالک جان کھوری بدبخت ایس
حاصل دو بانایا طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک
دل و جان اگر تم باہ پہاگن نہ آؤ گے تو اس بدبخت کی جان شعلہ بولی سے
ملکر تلو بدعاسے خیر باد کر دگی خلاصہ یہ کہ اگر تم نہ آؤ گے تو میں بھی بولی کے

ساتھ جلون گی ۛ

۲۳ کہہ کہہ اوٹھت جبری جبری گہری گہری وہ بالی

چلکے نیک بلوکی انہیں بہت کو مال ۛ

بال عورت نیک جلد بہت محبت حاصل دو ہا مصاحبہ مطلوبہ
طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کار کہتی ہے ہر ساعت جلی
جلی کہہ کہہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ۛ

۲۴ کہت سیس کر دہر شئون سیام بام پرانیس ۛ

کنٹہ کنٹہ سانسک رہی سو وکرت اسیس
سیس سیر کر ہاتھ بام عورت پرانیس الگ جان کنٹہ گلو مکٹ
نزدیک سانسک دم کو چکا اسیس نابود حاصل دو ہا سلقو
اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان میں اپنا سر
ہاتھ پر رکھ کر یعنی آمادہ مرگ ہو کر کہتی ہوں کہ ایک دم واپسین اب گلو میں
باقی ہے اوسکو ہی آپ پور کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہیں بہت
جلد آئیے ۛ

دو ہا سر دو اگرین مصر میر بن در صفت میر عبد الجلیل بلگرامی

ہو آنہ ہے اور ہوئے گالیو کھین جو میل

جیسو احمد نند جگ ہوئی گیو میر جلیل

سو میل صاحب موت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دو ہا

نشدند اے کتاب ہے کہ میر عبد الجلیل صاحب مروت اور نیک دنیا میں دوسرا نہوا ہے
 ہوگا قیہ عبد الجلیل بکراچی جد مادری میر آزاد رحم است ترجمہ شریف او
 در کتب میر آزاد و تذکرہ ہائے آن والا اثر او مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات
 او منفی صحت از تحریر حالات رتبہ عایش از ان بزرگست کہ بتراست شاعری سیما
 منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگو سے دور از کار آلاید لکن اچھا نا
 اگر تفسیدہ جگری التماس معاصجی کرد بنا بر جامعیت فنون تباشیری از ہندی
 می برآورد از منظومات عالی کہ سکہ است و این چند گل از ان چین چیدہ می شود

برو اچھند

۱۔ اے نام پوتھی پر لکی انہ بھائے

چیون جیوانی کو ٹیکو بہال تھائے

اسد کا نام آغاز کتاب میں ایسا زیب دیتا ہے کہ بطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی
 خوشنا ہوتا ہے

۲۔ کیس پاس کی پانس پانسو لوگ

ایک سیام قم او بری لک سجوگ

کیس ہوے پاس کند الگ جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دویا
 کند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا اگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا
 خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ ہمیں

پہلواری گھونگٹ کی یاتین جات

گنمن پاس بن چائین نہیں سہات

چمن میں نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے مہارے
خوش نہیں آتی ہے ۵
برقع بہ رخ انگندہ ہر دواز باغش تا کلمت گل پیختہ آید بہ دماغش

۴. واکپول نرک تین درپن مار

پریت انت جوتھی کی مکھ میں چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجا چہا رک حاصل دو یا اوس رخسار
کے مقابلہ میں آئینہ اپنے دعویٰ صفائی سے مارا ظاہر ہے کہ انجام میں کاذب کے
منہ میں خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے جھٹکے کیا جاتا ہے

۵. وائل دیکت نیرن با دہت جوت

پلڈت چیکٹون دیکھت کت

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکھنے
سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر میں لانے سے گردن
خوشی حاصل ہوتی ہیں

۶. لکھ کپوت واکریوان اتہ ابرام

ہوئی تیت کر ڈاری سیری سیام

لکھ دیکھ کپوت کپوت کر یوان گردن اتہ زیادہ ابرام خوبصورت
تیت گرمی سے سیری تمام سیام حاصل دو یا دیکھ
اوسکی گردن خوبصورت کو کپوت نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کر لیا

۶ سنگہ تانہہ جیو موری دہون کیا کھوئی

کرئی اک جہان بھر بوست تہان ہوئی



۸ نکمن ہلک مہدی سنگیون دت دین

چنین لال میں جیسین ڈاک نوین

چنین لال یا قوت سرخ حاصل دو ہا ناخن اسے خابستہ کی چمک دین
خوشنا ہے کہ جیسے نگین یا قوت خوش رنگ میں ڈاک نو خوشنا ہوناخن مراد از یا قوت
خوش رنگ و خنام مراد از ڈاک نو

۹ بہاؤ نابہہ کی سر کو کھو نہات

کنول کلی لومندی پہلی بہ بات

بہاؤ کیفیت نابہہ نان سترالاب مندی سربستہ حاصل دو ہا
صفت چاہ نان کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی

۱۰ رینی پیٹہ دودل متو جو کین

لائی چکلی باتن سن ہر لین

بینی چوٹی پیٹہ پست متو شورہ لامبی طویل چکلی ہین حاصل دو ہا
چوٹی اور پیٹہ نے باہم شورہ کر کے لمبی چوڑی باتون سے دلو فریقہ کر لیا مراد
چوٹی کی خوبی درازی اور پست کی خوبی بہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان

۱۱ جھگل جھگمہ سون مومن اکھو جائے

انت باندھت گسنی کستین لائے
جھگل دونو جھگمہ ران انت انجام گمنی گنگار کستین ستون ہا
حاصل دو ہا دونوں رانو محبوبہ بین میرا دل بتلا ہوا ہے انجام بین
گنگار ستون سے باندھا جاتا ہے

۱۲ کنول سانجھہ موندت نہیں کوس کور

واچرن کو بندت انجمل چور
کوس برگ گل انجل ہاتھ جوڑنا حاصل دو ہا قاعدہ ہیکہ گل
نیلو فرسٹ ہمیشہ صبح کو گفتہ ہوتا ہے اور شام کو سہرستہ میر عبد الجلیل فرماتے
ہیں کہ یہ گل بوقت شام اوس مشق کے قدموں کو ہاتھ جوڑ کر بندگی کرنا میر سہرستہ نہیں ہوتا

۱۳ دو ہا ولہ لہ لئی باس
پہلواری جل نہیں سے پچت لئی باس

شوکی روکہہ پلاس کورٹ بسنت کی آس
روکہہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دو ہا نایکا مجور
اپنے چمنستان وجود سے بگڑی دھڑلگی پا کر اوس کو سبیل ایک سے سیراب کرتی ہے
اور کیوں نہ کرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے

۱۴ رجنی سجنی پیہ سنگ پاؤن روپ بہات

اب پریم پھری ہی پاؤن کپ کی بہات

رہی شب سبجی مصاحبہ پاؤں روپ پاک صورت بہات گندنی
 پر کہ تھم شوہر بچہری مفارقت پاک پیہا از قلم طہور حاصل دو ہا اس
 نایکا کا شوہر سفر کو جانو والا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اسے سبجی یہ
 رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گزری جاتی ہے اب مفارقت
 شوہر میں حالت اپنے دل کی مثل پیہا کے پاؤں کی کہ شب بیدار رہ کر یو کہان
 یو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے ۴

۱۵ توناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جیہ کو بیچ

رہ کر کوٹھوٹ کرئی کہی دیت ہی چوچ
 تو تری ناسا نک ڈاہ حسد کیر طوطا کو بیچ زخم -

۱۶ پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید

چن بچرت جاک پری جہاوان چاتی جیہ
 جہاوان خشتی لگی کہ جس سے پاؤں کہتے ہیں حاصل دو ہا اس
 پیاری تیرے قدم کے کہان تک بہید بیان کردن یعنی صفت کردن کہ ایک
 لمحہ کی جدائی میں جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اس کا سینہ متک ہو گیا
 سید غلام نبی ہمیشہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در
 قلم و سخن فارسی و ہندی نفاذ دار دانا بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نو ہے پر دست
 کہ سرکشان پایہ تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانیان قلم
 سرہ فن شعر ہندی از وسے اخذ نمود از نتائج فکر اوست نگاہ صد و نہفتا
 و بہفت دو ہات کہ آنرا انگ درین نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

درتین و خیالات نازک عجب قوت فکری صرحت کرده تمام نسخہ از اول تا آخر
تشیلات تمام دارد و در سلین تخلص نمیکرد لیلین بمعنی محوسست یعنی کسی که در راز
محو باشد در اینجا صد و بست و پنج دو بار از کلام او انتخاب زده و چند
کبت پیچیده ثبت میشود

منگلا چرن دو ما

سویاوت یا جلّت مین سرس نیمه گو بہائے

جو تن مین سے تلن لون بالن ہاتھ لگائے

سرس زیادہ نیمہ عشق و محبت تن جسم مین دل تلن جمع تل
بالن عورت حاصل دو ما دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے
کہ جو جسم و جان سے مثل تلون کے بدست عورت یک جا وے یعنی مناسبت
تل کی خوبی آرایش عورت مین داخل ہے دوم یہ کہ - بالن خوشہ یا
کو ہی کہتے ہیں اور تل مہ تن داخل خوشہ ہارہتے ہیں اس صورت مین ہر
یہ ہے کہ مہ تن عشق عورت مین محو ہو جاوے

دو ما جوڑا برن

چندر مکھی جوڑ و جتی چت لینون بچان

سیس اوٹھایو ہی تر سس کو پا جو جان

چندر مکھی ماہ رو جوڑ و جد چتی دیکھ سس سر قمر تاریکی
سس باہتاب حاصل دو ما اس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکھ
دل نے یقین کیا کہ یہ جوڑا نہیں ہے تاریکی نے سراوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا۔
 ۳ دو ہا ارن مانگ پائی جت برن

رتین مانگ نہ ارن کن ندن جگت کو مار

است پہری پرتی دہری رکت بہری تلوار
 تین عورات ارن کن سیندو بدن کام دیو یعنی حسن مجسم جگت خلوت
 است سیاہ پہری سپر رکت بہری خون آلودہ حاصل دو ہا
 فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پیشتر
 خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پائی و شمشیر خون آلودہ مراد
 از مانگ سیندوری؟

۴ دو ہا ہونہ اینٹہ برن

ایشن ہون اوترت دہنک یہ اجگت کی تان

چیون چیون اینٹہ بہر دہنک یون یون چڑت

دہنک کمان اجگت تعجب تان بات بہر دہنک کمان ابرو ندان
 یقین حاصل دو ہا کمان چڑھی ہوئی اینٹہ سے اوتر جاتی ہے مگر
 جائے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس جس قدر اینٹہ ہے اسی وس قدر چڑھتی ہے

۵ دو ہا کرن مکت برن

مکت بھی گھر کوئی کی ٹہی کانن جائے

اب گھر گھوٹ ادر کو کیجے کسا او پائے

مکت مرادید تارک دنیا کا نن گوش و جگ حاصل دو ہا اے مرادید
 تو اپنا کہ صدق کو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور بیان بیشہ کر اب دوسروں
 کے گھر کو کوتاہ ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تیر کیمبادے
 دو **کر** یہ کہ اے مراد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جگ ہو ہے
 اور بیان بیشہ کہ بھی دوسروں کے گھر کو کوتاہ ہے یعنی جو تہ سے ملتا ہے اوسکو
 تارک دنیا کر دیتا ہے

۶
 ترنگ دیشہ آگین دہرین برین دل کے ساتھ

تیوری لکھ لکھ کی جگت کیو چیت سب ہاتھ
 ترنگ اسپ دیشہ نظر برین ترکان تیوری جتون جگت دنیا
 حاصل دو ہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑھائے ہوئے اور شکر ترکان
 ساتھ لئے ہوئے تیور دکھا کر جاہتی ہے کہ نام دنیا کو اپنے قبضہ میں کرے
 کاجر برین

۷
 ریمی من ریت بچترہ ستیہ نین کی جیت

بکہ کاجر سچ کما سی کی جیتہ اورن کی لپٹ
 ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو کہ نہ ہر حاصل دو ہا
 اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہ آنکھیں کاجل کا
 نہ ہر کما کر دوسروں کی جان لیتی ہیں

۸
 دو ہا کاجر کورین برین

تہیہ کا بھر گورین بڑھی کی پورن کب بچہ
 لکھت کھنچن اچھہ کین پچھہ اچھہ پر تھت
 بچہ قول کھنچن صعوہ اچھہ چشم بچہ دم اچھہ جو نظرین نہ آو
 پچھہ ظاہر حاصل دو ہا مطلوبہ نے دبا چشم کا جرسے بڑا کہ قول شاعر
 کو پورا لکھا گیا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دم جو نظرین آتی تھی آج ظاہر
 معلوم ہے شاعران ہندی نے ایشیہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے

۹ دو ہا نیترن کی لال ڈوری بنن
 انجن کن ڈورت نہیں گورن لال ترنگ
 کورن تک ڈورن گلٹ تو پیا ل گزنگ

۱۰ چھاک چھاک تو ناگ سون یہ پوچھت سب گانو

کی نو آسن ناس کی لیو ناسکا نا تو
 چھاک چھاک آسودہ ہو کر نو آسن قیام ناس عالم بالا ناسکا
 بینی حاصل دو ہا آسودہ ہو کر تیری بینی سے یہ بات تمام شہر دریا
 کرتا ہے کہ تو نے عالم بالا میں قیام کر کے اور وہاں کی خوبی کو حاصل کیا ہے اس
 واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے
 ۱۱ تھگ لکھن نتہ پاس لی پائے ناسکا ساتھ
 مار مروری جگت تیوٹ ٹٹ ڈوٹ ہاتھ

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر کر دولت ہاتھ ہلاتا ہی ہاتھ حاصل
دو ہا غارتگر لٹکن نے بہ اتفاق حلقہ بینی کہ کند گلو گیر ہے اور اعتبار قیام
جائے مستحکم بینی کہ عالم بالاسے نام دنیا کو مارا اور مروڑا تا ہم متناسے دلی
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ۛ

۱۲ پناری برن دوہا

للت پناری کلت یون لست ادہر نگار

منو اہی بہاست پر یو چنہ انگری بہار

للت خوشنا پناری غلام میان لب بالاکت خوبصورت اہی بہاشت
یہ معلوم ہوتا ہے چنہ نشان انگری انگشت بہار بار حاصل دوہا
یہ غلامی خوشنا خوبصورت کہ جو در میان لب بالاسے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ بوجہ نزاکت لب نشان بار انگشت کا ہو گیا ہے ۛ

ادہر برن دوہا

۱۳

تیرس دتیا دوہن سس ایک روپ پنج ٹھان

بہور سانجھ کہہ آر نی ہی ادہر تو آن

تیرس تا پنج سیر و کلم ہندی دتیا معنی دو یعنی تا پنج دوم ہندی
دوہن دون سس ہاتھ بہور صبح سانجھ شام آر نی شرخی
ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زاید النور ان دونوں
شب کا ہاتھ بال ہوتا ہے اور روشنی اور شرخی ہی دونوں ہلال کے مساوی
ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرسے دونوں لب نہیں ہیں دونوں تا پنج

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہیں :

۱۴ مہدی برتن دوہا

بارہ منگل راس کی سولی سبیل آئی

ابھی ہتھیرن دس نکھن مہدی ہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مرتب راس برج آ بھی ہر دو ہتھیرن کف دست
دس نکھن رہ نامن حاصل دوہا دسوں نامن اور دو کون
کف دست حسابستہ نہیں ہیں دوازدہ برج کے مرتب ملکر کجا ہو گئے ہیں
مرتب جلا و فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی خاصے ہے :

سکارتا برتن دوہا

۱۵ لگت بات تا گو کہان جا کو سچم گات

نیک سانس کی چوکھن پائیں نہیں ٹہرات

بات ہوا سچم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس
نفس حاصل ہو گیا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کس طرح
ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہیں ٹہر سکتی :

روا دل برتن دوہا

۱۶ امل او در و اشکھین روا دل کی ہیکہ

پیر گٹ دیکھی سانس کی آواگون کی ہیکہ

امل صان او در شکم سگھر خوبصورت روا دل موے نرم نرم شکم

بہیکہ صورت پر گمت ظاہر سانس دم او گون آمد رفت رکیمہ
 لکیر حاصل دو ہا اوس شکم صاف و خوبصورت پرمو سے نرم نرم
 نہیں ہیں نفس کی آمد رفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمد رفت
 کی لکیر ہے ۴

۱۶ دو ہا پٹھہ کی نال برن

نہیں پٹاری پٹھہ تو دیکھو ن دپٹھہ بچار
 دسک گئی بہہ بہارتین پٹنی کی سکمار ۴
 پٹاری نشیب در میان پشت دپٹھہ نظر بہہ ہمار بسیار بھتی چوٹی
 سکمار نازک حاصل دو ہا تیری پشت پر نشیب جو در میان میں مشل
 لکیر کے ہے وہ پٹاری نہیں ہے نظر خور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پشت
 نازک تیری بار چوٹی سے دسک گئی ہے ۴

۱۷ کٹ برن دو ہا

سُنیت کٹ سچم نیت تکت ندریکہت نین
 دیہہ مدہ یون جانئی جیون رسائیں بین
 کٹ کر سچم نازک باکینیت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ
 در میان جسم کے رسک نازبان بین گویا حاصل دو ہا سنتے ہیں
 کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہیں آتی پس
 جسم میں اوسکو ایسا سمجھنا چاہئے کہ جس طرح زبان میں گویائی ہے کہ ہے
 اور نظر نہیں آتی ۴

۱۹ جنگہا برنن دوہا

سیس جٹا دہر مون گہ کٹری رہین ایکپائی

ایتی تپ کدلی تیو لہین نہ جنگہ سبہائی

سیس سر جٹاوی سرمون خاموش گہ پکڑ کر تپ ریاضت
کدلی درخت موز جنگہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سر پر
بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکھے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے
استادہ رہا باوجود اس قدر ریاضت و محنت کے بھی تیری ران مصفا
کی برابری نہیں کر سکتا

۲۰ پگ تل برنن دوہا

لکھ پگ تل کی مروکتا کب برت سگیا نہ

من تین آوت جیبہ لون بہت چہالی پرچانہ

لکھہ دیکھ پگ تل کف پا مروکتا نرکت جیبہ زبان حاصل دوہا
اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف میں شاعر خوف زدہ اس امر کے
ہیں کہ دل سے تازہ زبان ذکر لانے میں بوجہ ناز کی مبادا پر آبلہ نہوجاویزا
پس بار تعریف کے متحمل کس طرح ہو سکتے ہیں

۲۱ لکھہ برنن دوہا

دوت و آوت نگہن کی ہنی گون کب الیں

پائی پرت بہت جاہ کو بہیو چند پیہ سیں

اُوت روشن دوت چمک مکھن جمع ناخن ہمنی بیان کرے کرالیں
 ملک الشعرا حاصل دو ہار روشنی طلوع ہلال ناخن پانایکا کی
 صفت کوئی ملک الشعرا ہی بیان نہیں کر سکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
 نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ہے

سب انک برنن دو ہا

مکھ سس نہ کہہ چکورا ورنن یا نب لکھن

پگت پگت دیکت بہوتر ہوت نین حم تین

مکھ چہرہ سس بابتاب تر کہہ دیکھ تن جسم یا تب دریا میں
 مابھی ملک قدم پگت کنول حاصل دو ہا ماہ چہرہ کو دیکھ کر شل چکورا
 اور دریائی جسم کو دیکھ کر شل مابھی اور نیلو فر سرخ پاسے کو دیکھ کر شل بہنویری
 آنکھیں تین طرح پر ہو جاتی ہیں

از رس پر بودہ پریت بہا و دو ہا

تو بہت تو تر نیمہ کو آب جو ہر نیمہ آئے

مست سلسل سیخت رست پہل شوگی جائے

تو تیری بہت محبت تو تر نیا درخت نیمہ عشق ہیہ دل سست یاد
 سلسل آب پہل بار آور چائے تمنا حاصل دو ہا توں کئی نایک
 کا نایک سے کہ تیری محبت میں نیا درخت عشق کا نایک کے دل میں جما اوکو
 وہ ہر دم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے بہ تمنا سے اسکے کہ بار آور ہو جاو

سکیا برنن دو ہا

۲۴ دہرت نہ چو کی نگ جی یاتین ارمین لائے

چہا نہ بیری کی پیر پر کہہ کی جن تیتہ دہرم بسائے
دہرت نہ رکتی نہیں پوچو کی نگ جی دگہندگی صغ ارسینہ چہا نہ
سایہ پیر پر کہہ مرد غیر جن مت تیتہ دہرم غفلت زنانہ لٹائے
معدوم ہو حاصل دو ہا تو یزطلانی صغ جواہر عورت پار ساسینہ پیر
اس وجہ سے نہیں پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس تو یز پیر پڑے اور
سیری غفلت و پار سائی بوجہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی +
الکرت جو بنا ملکہ ہا دو ہا

۲۵ یون بالاجون جہاک ارجن میں در سائے

جیون پیر گشت من کو سچن تیتہ نیتن من آئے
بالا عورت جو بن عنفوان جوانی ارجن پستان پیر گشت ظاہر ہوتی ہیں
تیتہ عورت حاصل دو ہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی
چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ صرح منشا دلی طرز نگاہ عورت سے
بجھولی ظاہر ہو جاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است
نوجو مینا ملکہ ہا دو ہا

۲۶ جیون تیتہ با رست کلا جون سس ادبکات

تیتون سٹانس تیر گشت چب دوت پہلیت جا
سس ماتاب سستا بگی نس رات تیر تاریکی حاصل دو ہا

جس طرح ہلال میں روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اویسی طرح عورت غفلت و
جوانی میں روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جس طرح ترقی نور ہلال میں
سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اویسی طرح ترقی حسن جوانی عورت میں آہستہ
طفولیت زائل ہوتے جاتے ہیں :

پہرہ یعنی ایضاً

اَلتَّيْنِ تَوَارِجِ اَرْكَسَتِ جِهْلِكَ صُبَّهَائے

مکس نکس سبتین کی پری جین میں آئے
الست ہین نکلی ہین تو تیری ارج پستان ارسینہ اکس نکس
مراد انتشار حاصل دو ہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی
ہی دیگر عورات انباغ کے دلون میں دہڑکا پڑ گیا کہ اب بنسبت ہمارے
یہ منظور نظر شو ہر زیادہ تر ہوگی ہر

کیات جو بنا مگر دوا

سَكِينٌ كُنْتُ لَوْ أَنَّ تِيَّ نَيْنَ كَمِجْ تَكِ بَسِ لِحَاتِ

مَا نُوَكِّنُوهٗ لَكَ فِي حَيَاتِهِ اِلَّا الْمَوْتَ وَرَاحَتَهُ

کنت شوهر کچ پستان الین بنور ہلس خوش ہو کر حاصل دویا
ج طرح عورات اپنے شوہر کو دیکھ کر شرمگین ہو جاتی ہیں اوس طرح یہ
زن نوعمر جمع عورات میں اپنی پستان نوخیز کو دیکھ کر تبسم کنان محبوب ہو جاتی
ہے جیسا کہ زہنور سیاہ شکوفہ گل نیلو فر سرخ کو دیکھ کر دلمین نہایت خوش
ہوتا ہے چشم زن نوعمر مرد از زہنور سیاہ پستان زن نوعمر مرد از شکوفہ

گل نیلو فر سرخ *
اگیاب جو بنادو ہا

۲۹

وادرین باند ہی سانس میں ہوڑ سگس جیون لال

سو میری یہ ٹھور ٹھوئی ہین آسئی آئے
سانس دم ہوڑ شرط ٹھور جگہ ہیم دل آسئی ہسی حاصل
دو ہا یہ نالغ اپنی پستان کا اور ہمار دیکھ اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ
جو بروز فلان میں نے سکھوں سے شرط باندہ دم کو روکا تھا وہ دم میرے
سینہ میں پھسکرا آج سچکہ پر اوہرا ہے اسکو دیکھو *
بنوڈ ہا مگر ہا دو ہا

سکھن کہیں لال آہرن نیک نہ پھرت بام

من بین سن شکچت ڈرت بہرم لال کی نام
لال سرخ ابھرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بھرم پس پیش
حاصل دو ہا یہ نایکا نوجوان سکھوں کے کہنے سے لباس لال زیب تن
کرنے میں انکار کرتی ہے وجہ یہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہیں اور لال شوہر
کو بھی کہتے ہیں مبادا یہ سب ظرافت سے اقبال پہنے لباس لال میں اقبال
مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس پیش کرتی ہے *

بشر بدہ بنوڈ ہا مگر ہا دو ہا
ہنسٹ ہنسٹ رت بات کہہ یوں روئی کہہ تہہ
دیک دیک جیون داسنی ناچیں برے مینہ

رت بات کلام مباشرت دامن برق حاصل دوہا ہنگام بہشتی
 شو ہر بہ نایک کم عمر یوں بہشتی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کر ناچتی ہو
 اور پانی رستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ۛ
 مہنہ یعنی ایضا

تہ اگیان اُر گیان مین پریم نہ دیت جنائے
 جمن گنگ تہ پائی کی سہی بہشتی بہائے
 اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایک کم عمر کہ جہین
 بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہیں ہوا لہذا بوجہ احتکاظ ہر دو حالت
 حال اور سکی محبت کا سبب شوہر کے معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ ابین دریا سے
 لنگ و جمن کے وجود سہستی مفقود ہے ۛ

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون محبت گو اوللا الجمن انگ بنائے

کلی مہپ کی باس لُون سانس پائی جائے

ابلیں عورات انگ جسم ملی مہپ گل بالیدہ باس خوشبو
 حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی
 زمان تو عمر کے جسم کو ایسا لتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پھول مین
 خوشبو نہیں رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہیں ہوتا ۛ

مہیادوہا

پیہ تہ پلن کیاٹ کٹ نر کہ لیہہ درگ کور
 گہلت پریم کی جو رتین ہندت نیم کی جو ر
 پلن مرگان و جن کیاٹ کواڑ کٹ سخت نر کہ لیہہ دیکھ لی درگ کو
 گوشہ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جو ر زور حاصل دوا
 قول سکھی کا نایک سے کہ شوہر کے اجفن در بند سخت بین اگو گوشہ چشم سے دیکھ
 یہ توت محبت سے داہوتے بین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہیں ۶

پہنہ دوا

رہنی سن پات نہین لاج پریت کو انت
 دہون اور انچو پہرے جیون ببتیہ گوگنت
 رستی عورت پریت محبت انت انتہا ببت دون تہ استری کتب شوہر
 حاصل دوا عورت کا دل شرم و محبت دون کی انتہا نہین پاتا کتایا
 حیا مقدم کروں یا محبت لہذا دون طرف کنجا ہوا پڑتا ہے جس طرح سے کہ
 دوعورتوں کا شوہر

مدہیا مانت کا مادوا

یون تہ نہین لاج میں لست کام کی بہائے
 بلو سئل میں نہیہ جیون اوپرین در سائے
 کام شہوت سئل آب نہیہ روغن حاصل دوا نایکا کی آنکھوں شکرین
 میں بنگام سستی غلبہ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن برروسے

آبِ ظاہر ہو جاتی ہے :

۳۲ مدھیہ کی پرت دوا

کان پرت مرگ لون پرمی مڑچہ لکین کی پران

کنٹھ بہنگ لون پیر جنک دہن لیتی جب تان

کان پرت بھر دتلع مرگ لون شل آہو مر چہ غفلت لسن شوہر پران
جان کنٹھ بہنگ آواز خوش گلو نو پیر جنک آواز زنگولہ دہن کمان

دہن تال تان چوہا کر تان راگ حاصل دوا جب مطلوبہ

آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے

اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل و غود فراموش ہو جاتا

ہے اور شال آہو سے یہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے

یہ کہ آواز خوش گلو دتال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے

اوسوقت طالب مطلوبہ کا بھر دسنے کے مثل آہو تیر غور دہ کے غافل و غود فراموش

ہو جاتا ہے :

۳۳ مدھیہ کی پرت دوا

رمت رمن پرت یون لاج مدن مین چاک

چھون رتہ اکت سار تہی دہون لیک گوتاگ

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت پرت برعکس لاج چا

مدن شہوت چاک پتر سار بھی رتہ بان دہون دونوں لیک

راہ پیہ ارا بہ تاک دیکھ کر حاصل دوا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونوں میں مبتلا ہو کر
دونوں امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جس طرح اراپنجی اراہ کے نشان راہ ہر دو
جانب کو دیکھ کر تہہ مانگتا ہے +

۳۶ پروڑ ہا دو ما

جب بتا برکہہ راس میں رب جو بن چکائے
مدن پتن پرت دیوس گڑہ لاج بیت گمٹ جائے
بتا عورت برکہہ راس برج ثور رب آفتاب جو بن حسن و جوانی مدین
شہوت پتن گرما پرت دیوس روز بروز بڑھ زیادہ ہوتی ہے لاج
حسیت سہا حاصل دو ما جب آفتاب برج ثور میں آتا ہے
روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اس طرح عورت جب
حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ہوتی ہے
۳۷ پروڑ ہا کی سترانت دو ما

ڈوہرک پر ہی کمون آ رہی نکمچ کس میں سہائے
ترن چھپو منو گر سیکر دیوچ نکس در سائے
ڈوہرک پر ہی علیحدہ ہوئی اور بسی چلی نکمہ نافن کچ پستان سس سر
ترن آفتاب گر سیکر چوٹی پہاڑ و وج مراد ہلال حاصل دو ما انجام
مباشرت میں چولی پستان نایک سے جدا ہوگی اور او اس نے ہاتھ سے پستان کو
چھپایا شاعر اسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ میں پوشیدہ
ہوا اور ماہ نوظلوع ہو کر نظر آیا آفتاب مراد پستان و چوٹی پہاڑ مراد از دست

دو ہلال مراد از ناخن دست نایکا

۳۱ مدہیا دیلر دوہا

کلمت ہمتی درگت مکمل لے چور بدن رب اور

آب ان آن چند ہمت کر بونین چکور
کلمت ہمتی دیکھتی تھی درگت مکمل لے آئکہ نیلوفری کر کے چور پوشیدہ
بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آن چہرہ ہمت واسطے
نیلن آئکہ چکور تندر حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ آئکہ
میں اپنی آئکہ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن میں شگفتہ رہتا ہے اور رات
کو غنچہ ہو جاتا ہے بنا کر تمہارے چہرہ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار
حاصل دیکھتی تھی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ مثال کے دیکھنے کو میں
آئکہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہ کہ در پردہ شکایت غیر
حاضری دن کی کرتی ہے

۳۶ مدہیا دیلر دوہا

یہی بڈائی تم رکھی میری ہمت ٹھرائے

ماہ تہ پرت ہو اور کی پائین پرت موائے
یہی یہ بڈائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے
از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاؤں پڑتے ہو اگر مگر ماہ تہ اور ون کے پڑتے
ہو پس یہی بڈائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے

مدہیا دیلر ادسیرا دوہا

38 گت بنولیت نہڑ کی پیہ پونہت گدہ ہاتھ

دور دہن انساو اکھن بوند لون جہری بات کی ساتھ
گت کیون بنولیت نہیں بولتی ہونہڑ کی بیرجی کر کے گھن بوند لون
لون طرح حاصل دو ہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتھ کیڑ کر پیہ کہتی ہے کہ
بے رجی سے مجھ سے کیون نہیں بولتے ہواور سیسل اشک کا ادسکی آنکھوں سے
شل باران کے برساتے بات کرنے کے ساتھ ۛ

39 پرور ہا دھیرا

پاک دہری پیری کھری پیہ مکہ پیری نہار

پھول چٹری کرین دہری آنکھ بہری جھبکار
پاک دستار پیری کھری زر دھپپی پیہ مکہ چہرہ شوہر پیری نہار
چہرہ کا غصہ ناک حاصل دو ہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار دھپپی
نزد باندھے ہوئے دیکھ پٹری پھولون کی ہاتھ میں لی چشم غصہ ناک کی
مراد یہ کہ نایکا کو دستار زر دھپپی بھرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ۛ

40 پرور ہا دھیرا

نین لال تک برس ڈری کچھو نہ بولی بال

بانہ گت ہی لال آرہنی ٹوڑا مال ۛ
نین لال چشم سرخ تک دیکھد بال عورت بانہ دست گت ہے
پکڑتی ہے لال شوہر آرسینہ ہنی ماری مال والا حاصل دو ہا

نایکا اپنے شہر کی حشر غصہ ناک دیکھ کر ڈری اور کچھ نہ بولی الا جب شوہر نے
ہاتھ اڑسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ۛ
۴۱ جیستہ ماو کیستہ ما یعنی بزرگ وغورد

کن پچتر پتہ کیسل بل دینون ٹھین سکمائے
موٹہ مار واکي درگن موکھ مانڈت دہائے
کن کسے پچتر عجیب بل قربان موٹہ ٹشت گلال غیرہ درگن آنکھیں
مانڈت ملتی ہودہای دڑ کر حاصل دو ہاد و عورت چوٹی برسی
اپنے شوہر سے کتنی ہیں کہ یہ بازی عجیب تلو کس نے سکھائی ہے کہ ایک کئی مکھ
میں موٹہ گلال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ۛ
۴۲ پروٹرا دہیرا دو ہا

ڈری گانٹہ جو بال بیٹے لئے نہ کیوں ناتہ
پرگٹ بال مدہ گانٹہ کون بھی گمت پرتہ
ڈری پڑی گانٹہ گرہ بال عورت ہمیں دل لہی نہ دریافت نہوے
لیہون کس طرح سے ناتہ شوہر پر گت ظاہر بال ہوے مدہ در بیان
لون طرح گمت پڑتے ہوئے حاصل دو ہا نایک کیطرت سے
نایکا کے ولین جو گرہ لال پڑی تھی وہ نایک کو کس طرح سے ظاہر نہوئی مگر
جسوقت نایک نے ہاتھ نایکا کا پکڑا اسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ لال
ظاہر ہو گئی جیسا کہ گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر میں چاہے تیز نہو سکے
مگر بال کو ہاتھ میں لینے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۛ

اوڈ ہا پر کیا

۴۳ نین آچل چل مہج تو دوا ویدہ من رینج

نینج پت لاگت کینج آر اپتیت لاگت کینج
نین آنکین اچل غیر متحرک چل متحرک مہج خوش وضع تو تیری دوا ویدہ
دونوں طرح من رینج تسکین ہولینج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کینج گل
نیلو فر سرخ کینج صعوہ حاصل دوا ہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع
متحرک دغیر متحرک دونوں طرح سے تسکین بخش دل ہیں کہ اپنے شوہر کو مثل گل
نیلو فر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے
متحرک معلوم ہوتی ہیں *

انوڑ ہا پر کیا دوا

۴۴ روکھی ہو جن باس لون چوری میت جٹا

بنا جڈ بین سر نہیہ جو جڈ بیو نہیہ سر آئے
روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس لون مثل خوشبو کے
نہیہ محبت و روغن حاصل دوا قول کسی کا نایکا فاحشہ کم عمر سے
کہ توجہ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا
جڈ ہے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت
غیر چڑھائی ہے اگر *

سامانیا

۴۵ مکت مال لکھ دین کیونکہ اجکت ہے نہ نہ

گنگ تہاری آر بی شویری آر نہ

مکت مال لکھ دین کیونکہ اجکت ہے نہ نہ
ناموزون گنگ دریا گنگ شو نام مادو آر سینہ حاصل مع ویر
نایکا اپنے شوہر کو مالا سے مراد ارید پنے ہوئے دیکھ کر بظاہر یہ کہتی ہے
کہ جیسے آپکے سینہ پر یہ مالا مثل لہر دریا سے گنگ کے خوشنما ہے دیکھ ہی
میرے سینہ پر ہی یہ پستان کہ جو بصورت شیوہین زمیندہ ہیں اور یہ
شال جوہین نے بیان کی ناموزون نہیں ہے کہ مادو اور گنگ کی مناسبت

ظاہر ہے

۴۶ اتہیہ نہوگ وکتادوہا

ریری پاس پرکاس پر نہیہ سباس بے

موکارن لائے نہیں آئے آپ لگائے

پرکاس پر ظاہر نہیہ سباس عطر خوشبودار سباسے خوشبودار ہے
حاصل دوا نایکا اپنی مصاحبہ سے بجا مکت سستی یہ کہتی ہے کہ اسے
سکھی تیرے لباس میں ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے
واسطے کیونکہ نہیں لائی آپ ہی لگا آتی مراد میری مطلوب کو کیونکہ نہ لائی

۴۷ پریم گر بتا دوہا

پیتہ مورت میری سدا رہن درگن بے

دبست گوری دیہہ یہ مکت سوزی ہوئی جا

پس یہ شوہر مورت صورت سدا ہمیشہ در گن آنکھوں بامی جاگزیں
 ڈرپٹ ڈرتی ہے گوری دیہ صورت صبح مرت مبادا سوزی
 ملیج حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دلپر یقین کر کے
 اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھوں میں
 بسائے رکھتا ہے لہذا میں ڈرتی ہوں کہ مبادا بوجہ سوا دچشم شوہر رنگت
 میرے جسم کی ملیج نہوجاوے ؟
 روپ گر تبادوہا

۶۶ جو بن کہہ ان روپ ٹھک اد بہت گت یہ کین
 آپ جگت کو مار کے ہتیا موسر دین
 جو بن جوانی ان روپ ٹھک مراد خوبصورتی اد بہت گت حالت عجیبہ
 جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغر و حسن اپنی مصاحبہ
 سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگری خوبصورتی کو اپنا رفیق پا کر کیا غضب کیا
 کہ تمام دنیا کو مار کر جرم ادسکا میرے سر پر قائم کرایا ؟
 ماننی دوہا

۶۷ ڈہرت ماننی در گن یوں آنسو بند بسال
 منو مانسر کنول تین جہرت مکت کی مال
 ڈہرت ڈہلتا ہے ماننی نایکا کنول آنسو بند قطرات ٹھک بسال
 خوشنما مانسر نام تالاب کہ جہین مروارید پیدا ہوتے ہیں - ونیز نام
 سینہ کہ جہین کنول دلکا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سن جہرت جہرتی ہیں

حکمت کی مال ہارے مراد حاصل دو ہا بجا لٹ ملان نایکا کی آنکھوں
سے قطرات اشک مسلسل یوں گرتے ہیں کہ گویا تالاب مانسہرے کے جھین مراد
و کنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینہ و دل سے بھی ہے ہار مراد یہ رہتے ہیں
سو آدھین تپکا دو ہا

۵۷
نر کہہ نر کہہ پرت دیوس نس تپہ چکھہ تپہ مکھہ اور
مکل جان ال ہوت بین سس انمان چکور
نر کہہ نر کہہ دیکھ دیکھ پرت روزانہ دیوس نس دنرت تپہ چکھہ
آنکھیں جوت پیہ مکھہ چہرہ شوہر اور طرٹ ال ہنورا سس ہاتھ
انمان تصور کر کے چکور تدر و حاصل دو ہا یہ نایکا خالی از خلل
بیگانہ شب و روز چہرہ شوہر کو باطنیان تمام دیکھا کرتی ہے دن میں تو
چہرہ شوہر کو کنول سمجھ کر آنکھیں اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی
ہیں اور رات کو ماہ کامل سمجھ کر وہی آنکھیں چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہو جاتی ہیں
انکھنما دو ہا

۵۱
سکھی کما جیہ ساج کی آج نہ آئی نا نہ
گرہ بھولی لگت لون پری موس سوجن نا نہ
ساج آرایش لگت پرند حاصل دو ہا قول نایکا محزون کا اپنی
مصاحبہ سے کہ اے سکھی میں آرایش اپنی کیا کروں آج میرا شوہر نہیں
آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پرتے ہو گئے میرا دل و نہیں
میں ہے

۵۲ کنڈتا دوا

پیہ تن مکھ لکھ یون درسی تہ چکھا سو آئے

منون مدھکر مکھ کون اگل کی پر کھائے
پیہ شوہر تن طرف مکھ چہہ درسی پوشیدہ ہو چکھا آنکھ مدھکر
ہو نرا مکھ نہ عصارہ گل حاصل دوا یہ نایکا چشم چہہ از اشک ہوئی
کہ چہہ شوہر پر نظر پڑی بجز دمایہ چہہ شوہر وہ اشک یون غایب ہو گئے
کہ گویا زنبور سیاہ عصارہ گل کو اگل کر پر کھا گیا ہے
پر لبدا دوا

۵۳ لکھ سنکیت سو تون رہی یون تہ نار نواے

منون بنی شیو کی کرنی سبل کام کون پائے
سنکیت مقام مصلحت سو نو خالی نار گردن نواے جھکاے بنی مناجات
شیو نام مہادیو کہ جنون نے شہوت کو جلا دیا سبل کام غلبہ شہوت
حاصل دوا یہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اس جگہ
کو خالی از مطلوب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات
کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بھی شہوت جلا دوا
کلنترتا دوا

۵۴ آلی مان آو کی درسی جہا ر پوہر کرینہ

تیو کرودہ لب نان چنوا آب چھوٹ ہدیہ

الی سہی مان ملال و غصہ آہ سانب و سی گزیدہ نینہ محبت کرودہ
غصہ حاصل دو ہا قول سہی کاشکی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے
کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کر کے جھاڑا اگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ
دور نہیں ہوا اب اوسی حالت میں اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے
۶۵ ہاسک سجیا دوا

تہ شکہ سیج پہچائے یون رہی باٹ پیہ میر
کیت بنائے کسان جیون بہت مینہ اوسیر
تہ عورت شکہ سیج بستر مکلف باٹ راہ کسان کاشکار مینہ باران
اوسیر انتظار حاصل دوا نایکا بستر مکلف پہچا کر اپنے شوہر کا اس طرح
انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشکار کشت کو ترہ کر کے پانی برسے کا منتظر رہتا ہے
۶۶ ابھار کا دوا

ایسی کامن لاج میں پیہ پین اگلت جائے
چمین سلنا کو سلل یون سامہین یائے
کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اگلت جائے آہستہ
آہستہ جاتی ہے جیسے بطرح سلنا ندی سلل آب یون ہوا
سامہین مقابل حاصل دوا یون خوبصورت و نازنین بسبب شرم
وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دیر
ہو کو مقابل پا کر آہستہ آہستہ ہوتا ہے
۶۷ پینہ یعنی ایضا

۵۶ انگ چھپاوت سرب سون چلی جاتیوں نار

کھولتے چھپا چھتی ڈھانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سے سج چھٹا
برق چھتی دیکھ ڈھانپت چھپاتی ہے گھٹا ابرسیاہ نہار دیکھ کر
حاصل دوہا یہ نایکا برق شمال شب تار یک میں لباس سیاہ ہنکر
سب سے اپنے جسم کو یوں چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق نشان
دیکھ کر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہنرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھ کر چہرہ پوشیدہ
کر لیتی ہے کہ لباس سیاہ ہنرنگ گھٹا ہے

۵۸ پروکت پتکا دوہا

نس جگان پر اتمہ چھت پران مجوری نال

انگ نگر میں برہہ بیہ بیو نیو کتو آل

نس جگان رات جگا کہ پر اتمہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری
حال جلد انگ نگر دیا جسم برہہ ہجر حاصل دوہا اس دیار
جسم میں ہجر نئی طرح کا کتو ال ہوا ہے کہ رات بہر جگانے کی مزدوری میں صبح کو
بجھت جان طلب کرتا ہے

۵۹ لکت پتکا دوہا

پہلین پاکہ نہ آہو جو آڑہ کی مانس

پر تہہ جہر چھت باس لون کیتی ہوسانس

پہلین پاکہ حصہ اول یعنی نصف ماہ پر تہہ جڑ باران اول چہت باس
مراد مردہ سانس دم حاصل دویا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے
کہ اگر نصف ماہ اساتذہ تک تم نہ آؤ گے تو اول ہی بارش میں بمکومردہ پاؤ گئے
چکمت پترکا دویا

۶۵
بیہ کی حلیت بدیس کچھو کہ نہ سکے نحور
چٹن آنکو ٹھایتین ہی داب پچھور اچھور
جور باجیا پچھور ادو پچھور گوشہ حاصل دویا یہ نایکا باجیا
ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچہ کہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشہ دوپٹہ
شوہر کا داب کر رہ گئی *

۶۱
کردی یہ جو چیکن ہرنٹ لائے سینہ
برہ آگن جو چکنک میں ہون چہت اب کہہ
چیکنی آراستہ و صاف و روشن کردہ سینہ محبت و روشن برہ آگن
آتش مہاجرت چکنک ایک ساعت کیہہ خاکستر حاصل دویا قول
نایکا کا سکی ہے کہ جس جسم کو روشن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تھا
وہ اب یہ آتش مہاجرت ایک ساعت میں خاکستر ہوا چاہتا ہے
۶۲
اگم کمت پترکا دویا

ہر آون سن تہنک مکہ آگن ہر کہہ سینہ
مکھہ سی مکھہ لون بال کی چیکن جہہ

یتھک منافر و قاصد سینہ مجت نکمہ سے بکھم لون سراپا
پال عورت چکنی آراستہ ترانہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آماں زبان
قاصد سحر مطلوبہ کا جسم سر سے پاتک نازہ و آراستہ ہو گیا فرط خوشی و
محبت سے ۛ

۶۳ اکچھت پت کا دوہا

آوت لہ گنسیام کی آن دیں تین مات
چملا ہوئے چکن لگیو سنہن ہی کو گات
آن دیں ملک غیر چملا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم
حاصل دوہا اس نایکائے خبر راجت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی مجرود
سننے کے محبت دلی سے تمام جسم اسکا مثل برق چکنے لگا ۛ
۶۴ آگت پت کا دوہا

سکئی پچھرن سسر کی ہوئی لملی ترنت
بیل روپ پر پھلت بھی کہ سنت شوکت
سسر موسم اکھن پوس لملی سسر ترنت فوراً پر پھلت ترانہ
سنت فصل بہار گنت شوہر حاصل دوہا قول سکئی کا سکئی سے
کہ دیکھ بیہ نایکا بحالت سراے ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل
بہار پا کر کیا بیل سسر کی طرح ترانہ ہوئی ہے ۛ

آما دوہا

۶۵ کیٹھون اُوگن انگ کو لکھین نہ بہت کی چوڑ

پیہ مینک مکھ کی بہی رونی نین چکوڑ

بہت محبت پیہ شوہر مینک انتاب رونی عورت حاصل دوا
یہ نایکا فطرت محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہیں کرتی
ہر وقت اس کے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے
مٹہا دوا

۶۶ پیہ سنگھ سنگھ رہت بگھ بگھ ہوئی جات

تیتہ درین پیرت بنب کون تیری گت دستار

سنگھ بمقابلہ و مہربان بگھ غیبت و نامہربان درین آئینہ پیرت بنب
عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوا نایکا
بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر میں نافرمان
مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت میں غایب ہے
ادھا دوا

۶۷ جیون جیون آدرسون لکن پانپ پت بجا

تیون تیون بہا من مین کون کین کین نیٹ بجا

آدر خاطر داری پانپ دریا بہا من عورت مین ہی لون طرح
کین کین ساعت بانی حاصل دوا خاوند عورت کی واسطے جس طرح
کہ دریا سے محبت و خاطر داری آراستہ کرتا ہے اسی اسی طرح یہ نایکا

بدروش مثل ماہی کے اینٹھتی جاتی ہے ؟
پیت نایک دو ما

جب تین لالہ رَوَن کو گون لی آئے سنگ
تب تین شیولون اپنے کر را کھی ارد ہنگ
لالہ شوہر رونی عورت گون مکلادہ ارد ہنگ نصف جسم
حاصل دو ما جب سے یہ مرد اسکی عورت کو اپنے گھر مکلادہ کر کے لایا اوس
روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم فرار دیکر پاس کتا ہے ؟
انکول نایک دو ما

نئی بسن جب ہون سجون تب پیہ بہرم لجانہ
بن پر کے دہن سچن کی ہیر سکت ہن نا نہ
نئی بسن بارچہ لو طیار بہرم تنک دہن آواز ہیر سکت دیکتی
حاصل دو ما قول نایکا کاسکی سے کہ جب میں پوشاک نئی پہنتی ہوں
تب شوہر میرا شک لا کر عورت غیر سمجھ کر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز
نہ سنے پہچان نہیں سکتا ہے ؟

دچھن نایک دو ما

دچھن ساگر دہن کی سم بڑت ہن پریت
وہ ندین یہ تین سون ملت ایک ہی ریت
دچھن دچھن نایک ساگر دیاے شور دہن دونوں کی سم برابر بڑت ہن

بیان کرتی ہیں پریت محبت نندین نندی باتین عورات حاصل دوا
دریا سے شور اور اس دھبن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ
جیسا دریا میں چو نندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو
عورت آوے اس سے ملتا ہے

۶۱ سنٹھہ نایک دوا

ہیر ہیر کنگہ ہیر کت تانت ہو نہ ندان
بان بدہ کا ہون نہیں لکھی چٹھی کمان
ہیر ہیر دیکھ دیکھ ندان نادان بان بدہ تیر سے مار کر حاصل دوا
قول نایک کا نایک سے کہ بھگو دیکھ دیکھ سنٹھہ ہیر ہیر کہ ہو نہ کو کیوں
تانتی ہے تیرون سے مار کر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑھا ہوا نہیں
رکتا ہے

۶۲ دہرٹ نایک دوا

کالمہ گیو ہے آپہین موہر سوہین کھائے
آج سس جاوک لین پھوٹ پاپائے
سوہین قسم سس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوا
نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کھا کر گیا ہے کہ
دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھو گا اور آج پہر نشان مہاور پاپائے دوسری
عورت کا سر بد لگا کر میرے پیرون پر لٹوتا ہے
۶۳ اوپت نایک دوا

۶۶ آئے وہ پانپ بھری زمین اُج انہاں
 چہ بو ڈن نکسن لکھین نکست بو ڈن برن
 پانپ بھری چہ از آب و تاب زمین عورت حاصل دوہا
 قول نایا کا سکھی سے کہ یہ نایکا بہ آب و تاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ
 لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی او چلتی ہے +
 ۶۷ بیک نایک دوہا

لال ادھر ہیرا ر دن جنہ سیرن تن ساتھ
 دیکھتے کہ نہ دین لیاے جو کچھ تہ دین ساتھ
 لال ادھر یا قوت لب ہیرا ر دن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی
 حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یا قوت دندان الماس
 جسم طلائی اس مال سے جھکو کون چیز دو گے جو دوا و سی کی طرف اپنا ساتھ
 بڑا دن +
 ۶۸ روپ ماتی ماک دوہا

بار بار ہیرت کہا درین مین چیت لائے
 نیک لکھو نیچ بدن سون راد ہی بدن لائے
 ہیرت دیکھتی درین آئینہ بدن چہ حاصل دوہا
 قول سکھی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ
 کو چہرہ مطلوب سے لاکر تو دیکھو +

۶۶ پروکت نایک دوہا

اگن روپ بن ری پرہکت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بوریا ہون توہ *

اگن روپ شعلہ آتش بن بکر ری برہاے ہجرت کیون جارت
جلاتا ہے موہ جھکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بوریا رسول
غرق کر کے ارون کا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجرت تو شعلہ آتش بکر
جھکو کیون جلاتا ہے یا در کہہ کہ دریائی جسم عورت کا پا کر جھکو غرق کر کے
مار ڈالون گا *

۶۷ سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی ٹون کئے گانہ کی بات

تب تین درگ مرگ ٹون چلی کانن بین کون جات

درگ آنکھ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول
نایکا کا سخی سے کہ جیوت سے توئے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے
اوس وقت سے میری آنکھیں شل آہو کے کانن کی طرے رجوع ہیں باہن تمنا
کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کر چکے اور ہم محروم ہیں *

۶۸ سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاکے ساتھ

سپن کو چیت چور کب آوئے اپنن ہاتھ

نہ سہتی
گوش
دینگی
۱۲

چیت چور دل کا چورانیوالا حاصل دو ہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری
میں جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھ جا سکنے ہیں مگر خواب میں جو دکھا چور آنے
والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؟

۸۰ چتر درشن دوہا

چترہ چتوت چتر مٹون رہے ایک ٹک جوئے
مٹر بلوکت راوری کٹو کون گت ہوئے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیدہ یون اس طرح ایک ٹک ٹکلی سے
جوئی دیکھ متر دست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا
قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیدہ تو تصویر دوست کے دیکھنے میں ہمہ تن مصروف
ہو کر خود فراموش ہو رہی ہے پس جب دوست کو دیکھ لے گی اوسوقت کیا تری
حالت ہوگی

۸۱ سونٹکھ درشن دوہا

جیون پیہ درگ آل بہنوت تہ بدن کل کی اور

تیون پیہ مکھ سس کی بیہ تہ کی نین چسکو ر

درگ آنکھ ال زنبور یاہ بہنوت بلا گردان بدن چہرہ سس ہشتاب
حاصل دوہا جس طرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ
کے بلا گردان ہوئی ہیں اوس طرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکپور
بہ محبت تمام دیکھتی ہیں ؟

دوتی برین دوہا

۸۳ کیجے شکندہ گنسیام ہون آج پون کی رنگ

انہ چپلا چمکائے ہون کیاے تہاری انگ

گنہ یاحم نام طالب و اسیاہ پون کی رنگ شل باد چپلا برق تہاری
انگ تہارے جبین حاصل دو ہا دلا کہ کہتی ہے کہ اسے گنسیام تو آج
خوشی و لطف زندگی حاصل کر میں شل باد اوس برق یعنی تیری مطلوبہ کو
اوڑا کر تیرے جسم ہرنگ ابرسیاہ میں چکاؤنگی یعنی تہہ سے ملاؤنگی ۛ

۸۴ نایکا کی است

کک کک پونچت کہا جک مک انمان

کک بجائے گی ٹسک یہ نیک سسک من کان

کک کک از راہ درو جک جنت مسک پشہ انمان خیال
کر کے کک جای کی جاتی رہے گی ٹسک خود بینی نیک ذرا
سسک آواز سسکی حاصل دو ہا قول نایکا کی سسکی کا نایک سے کہ تم
نایکا نازنین کے جنت کو مثل پشہ سمجھ کر غور سے بظاہر از راہ درو کیا پوچھتی ہو
یہ آپکا غور اوسکی ذرا سسکی کی آواز سننے میں ہی جاتا رہیگا ۛ

۸۵ برہ نویدن دو ہا

کہا گوون واکہی دساجب کک بولت رات

پیوستنت بین جیت ہی کہان صنت مرجات

کک پر نذر مراد پیہا دساحالت حاصل دو ہا قول سسکی کا نایک سے

کہ اوس نایک حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پیہا جو رات کو پیو کمان بوتا ہے جوت
لفظ پیو کا سننی ہے زندہ ہو جاتی ہے اور لفظ کمان کے سنتے ہی مر جاتی ہے۔
۸۵ سنت رت برن

کمون کیاوت بکت کسم کمون ڈولاوت بائے
کمون بھاوت چاندنی مدہ رت د اسی آئے
لیاوت لاتی ہے بکت شکفتہ کسم گلبا ڈولاوت بائے کرتی
ہے ہو اے مرغوب مدہ رت فصل بہار د اسی خادمہ حاصل دوہا
گاہ ہو اے مرغوب اور گاہ گلباے شکفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی
آراستہ کرتی ہے یہ خادمہ فصل بہار وارو ہو کر

۸۶ تریدہ بات برن دوہا

سرور مانہ انہائے ارباگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج مہن کی بہائے
سرور تالاب مانہ میں انہا می غسل کر کے ارا اور باگ ماگ باغ
باغ بہر ماے استراحت کر کے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج مہن
نام جانور پرندہ کھراش پسندیدہ شلہ شلہ حاصل دوہا تالاب میں غسل
کر کے بش سرو اور باغون میں سیر و استراحت کر کے بس شطرا آہستہ آہستہ
ہو اے سگاہ شل راج مہن کے خوش خرام چلی آتی ہے

۹۰ باگ برن

کلب پر چہ تین سرس تو باگ دزن کو جان
ساگر کسو کھن کو جل جنتن مس آن
کلب پر چہ دخت طوطے سرس زیادہ باگ درمن درخان باغ
ساگر دریا جل جنتن آب و نوار مس جلد حاصل دو با دخت
طوطے سے درخان تیرے باغ کو بہتر تصور کر کے دریا بہ تنار مشاہدہ ازرا
نوارہ نکلا ہے

۱۱ گر یکھم رت برن دو با

دہوپ چٹک کر چٹک آ رہا پانی پون چلائے

مارت دو پر بیج تہ یہہ گر یکھم ٹھک آئے
دہوپ چٹک دہوپ تیز کر کے چٹک شعبدہ پھانسی کند
پون ہوا چلا سی جلاتی ہے تہ عورت یہہ گر یکھم یہہ گرا ٹھک
غار نگر حاصل دو با دہوپ تیز کا شعبدہ کر کے اور ہوا سے گرم کی
پھانسی چلا کر یہہ عورت گرا کہ جو غار نگر ہے عین وقت دو پر مین لاتی ہے
۱۲ پنہ یعنی ایضا

چٹت نہ لی نل نیر جل دل سچ چٹ تی آئے

نر کہہ نڈا کہہ انیت کون چلیو بہاں پن دہائے
چٹت نہ چوٹا نہیں جلی لیکر نل نیر نوارہ جل آب دل سچ
نوج آراستہ کر کے چٹ تی اسی زمین سے نکلا نر کہہ دیکھ نڈا کہہ چٹ کر

انیت ظلم و تعدی بہمان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی شین
 نکلتا ہے بلکہ بمعانہ ظلم و تعدی موسم گرما ہا جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ
 فوارہ عبور کر کے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم و تعدی گرما کو دور کرے ۶۳
 جل کیل دوہا

ہر چھشت یون تین کر لہہ جل کیل آئند
 منون کل جھون اور تین بگتن جھورت چند
 ہر کنیا جی تین عورت جل کیل آب بازی آئند خوش جھورت
 ڈالتا ہے حاصل دوہا کنیا اس طرح سے عورت کو دریا میں ہنگام
 آب بازی چھٹے دیتے ہیں کہ گویا ملکوں پر ہر چار طرف سے مہتاب بارش
 مروارید کرتا ہو گھلا کے کنول مراد از چہرہ عورت و مہتاب مراد از چہرہ
 کنیا و مروارید مراد از قطرات آب ۶۴

۹۶ پاوس رت برتن دوہا
 پاوس مین سر لوک مین جگت ادبک کیم جان
 اند و بد ہو جائیں سد اچت بہت بہن آن
 پاوس موسم بہار سر لوک عالم بالا جگت دنیا ادبک زیادہ
 سنگھ جان آسایش سجد اند بد ہو عروسک سد ہمیشہ چیت زمین
 بہر خزان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم بہار مین عالم بالا
 سے زیادہ عیش و آرام اس دنیا مین ہے تصدیق او کی یہ ہے کہ ہمیشہ اس
 موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین اگر عیش و آرام کرتی ہیں قاعدہ

عروسک موسم برشکال میں ہمارا آب آسمان سے برستے ہیں *

۹۵ مینہ یعنی ایضاً

جھول جھول تیرے شکست میں گنگن چڑی کی ریت

آج کا لہہ میں آئی ہیں سبز نارن کو جیت

تیرے عورت شکست خوش گنگن آسمان ریت طریق سبز نارن عورات
عالم بالا جیت خرمندہ کر کے حاصل دو ماہ موسم برسات میں عورات
نہایت ذوق و خوشی خاطر سے ہنڈ ولا جھولتی ہیں اور خوشی خاطر کیون نہ
حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہو نیکا طریق ہی یہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت
اپنے حسن و خوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل غل کر کے خوش و غورم زمین
پر آتی ہیں *

۹۶ سروریت برتن دو ماہ

چند بدن چمکائے آرکھنچن درگ بہر کاٹے

سکل دہر کو چھلت ہے سروا پسر آئے

چند بدن ماہ چہرہ گنچن درگ صعو چشم سکل سب دہر ازین
چھلت فریفتہ کرتی سرو و فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما اپسرا بری حاصل
دو ماہ یہ سرور بری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کر کے
اور صعو چشم کو بہر کا کر تمام مخلوق کو خوش و درفتہ و فریفتہ خود کرتی ہے اس موسم
میں ماہ نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور صعو ہی اسی موسم
میں بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی میں آتا ہے *

ہیمنت رت برن

۱۶ ہیم سیت کی ڈرن تین سکتنہ او پر جائے
 رہیو آگن کو پائے کی دہوم ہوم مین چہائے
 ہیم برن سیت سرا دہوم دھان ہوم مین حاصل دو ہا
 کثرت کرن باری اور سرا سے دھان آسمان کو نہیں جاسکتا آگ کو پا کر
 زمین پر چہا یا رہتا ہے *

سرت برن دو ہا

۹۵ پرگٹ کیت یا سسر مین روکہ روکہ کی پات
 چھرن کوچت ہون دہرن سوکہ جات ہی گات
 پرگٹ ظاہر سسر نام فضل روکہ روکہ ہر دخت پات برگ
 چھرن مہاجرت گات جسم حاصل دو ہا اس موسم مین درختون
 کا ہر برگ علانیہ یہ کہتا ہے کہ جو قوت ہو کہ جو ہونے کا درخت سے خیال
 گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے *

لیلا ہا و دو ہا

۹۹ سیام بیکہ سچ کی گئی را دہی درین دہام
 ہو لو بیکہ چکٹ بہی جت دیکھنی تہ سیام
 سیام نام کنہیا را دہی نام مطلوب کنہیا درین دہام آئینہ خانہ
 بیکہ صورت چکٹ شجب حاصل دو ہا مادہ کنہیا کی صورت

بنکر آئینہ خاندین گئیں وہاں اپنی شکل بدلنا بھول گئیں جھڑت نظر کی اویسی
 طرف کنسیا نظر آئے سخت متعجب ہوئیں +
 بلاس ہاؤدو ہا ۱۰۰

درگن چور اٹھلائے آئے بھوپین کر بلاسے
 کامن پتہ پیٹہ گو دین مود بہت سی جائے
 درگن چور آٹکھ ملا کر اٹھلائی ناز و کثرت سے بلاسے جنبش سے
 کامن عورت مود خوشی حاصل دو ہا آٹکھ ملا کر ناز و کثرت
 سے یہ جنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دکھوا نبار خوشی سے پڑ
 کر رہی ہے +

۱۰۱ لٹ ہاؤدو ہا

سکل بھوکھن کون جد پ تو چہب رہی سنگار
 پئی کھنہ بدوانہ بہار پئی پتہ پین چہبی ناری
 سکل سب بھوکھن زیور بہار بار حاصل دو ہا تیرے
 خوبی محسن اگر چہ تمام زیور کور و نق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور
 سے آراستہ ہے مگر اس قدر بار اڑھاکر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل
 کب ہو سکتی ہے +

۱۰۲ پیچہیت ہاؤدو ہا

سیام لال ان تلک تو بہ رنگ کنھون مال
 سوٹن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک تشقہ بہہ رنگ یہ طور بال عورت
 سو تن زنجان انباغ سیام نام طالب حاصل دو ہا قول
 سکھی کا نایک سے کہ تو نے جو بجالت یخودی تشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگا
 ہیں اونہوں نے یہ خوبی پیدا کی کہ زنجان انباغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ
 نام اور طالب کو سرخ کر دیا بقولیکہ ہے بگڑی ادا لکھ بتا دے کے برابر
 بیوگ یا و دونا ۱۵۳

بات ہوئی سو دور تین دیکھی موند نہ سنائے

کاری ہاتھ جن گولال چو نری آئے
 نایک بجالت لال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ نام ہے کتنی ہے کہ جو
 بات تمکو کہنا ہو دور سے کہد و اپنے دست سیاہ میری چو نری سرخ
 مین مت لگاؤ ۱۵۴
 کلکچت یا و

شو سیر کی سس مین سوا تک پنج چکانہ بہرائے

ڈوری جھکی رومی بہر مہسی آپ کو پائے
 سو مہادیو سس مہتاب سوا پاربتی تک پنج چکانہ
 دیکھ اپنا سایہ بہرا کے متحیر ہو مین ڈوری ڈرگئی جھکی غصہ کیا روی
 گریہ کیا بہر پھر حاصل دو ہا پیشانی مہادیو پر جو ہلال ہے اوسین
 پاربتی اذکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکھ کر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت
 ہے لہذا ڈر مین اور غصہ ناک ہو مین اور یو مین اور پھر سمجھین کہ کوئی عورت

غیر نہیں ہے میرا یہ ہے اس واسطے بنستی ہو بن +

۱۵۵ بہترم ہاودوہا

بندی ارن کپول دی لال دھونان بہال

ایہ بدہ کنہ من ہرن پہر چلی ٹوہلی بال

بندی ارن ٹکی سرخ کپول رخسار دھونان نشان سیاہ
کا جمل کا جو واسطے دفع نظر بدیشانی پر بتاتی ہیں بہال پیشانی ٹوہلی

نوعمر بال عورت حاصل دوہا بندی سرخ بھوس پیشانی رخسار

پر لگائے اور دھونان سیاہ کے عوض میں سرخ بناے ہوئے اس طرح

سے یہ نایکا نوعمر سجات خود رنگی کے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے +

۱۵۶ بودک ہاودوہا

مانگ سچ دہر آنکری ڈانپ نیل پٹ بہال

اروہ نساگر پس چہیت پیہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس

ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکائے

طالب کیطرت دیکھ درمیان مانگ کے آنکلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے

اپنی پیشانی کو چھایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب

ماہ کا کیا مانگ پر آنکلی رکنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چھپانے

سے مراد غروب ماہتاب سے +

۱۵۷ مرہ ہاودوہا

۱۵۸ روپ گرب جو بن گرب مدن گرب کی جوڑ

بال در گن بین مد بھرن آوت جلیں بلور
روپ گرب غور حسن جو بن گرب غور جوانی مد گرب غور شہوت
جو رطقت بال عورت در گن آنکو نہیں مد بھرن نشہ وغور بھرتی
بلور سوج حاصل دو ما غور حسن وغور جوانی دقت شہوانی کے
زور سے اس نایکا کی آنکو نہیں نشہ کی بلور چلی آتی ہے :

سنو سجا اودا ہرن

۱۵۹ ایک سکین کر لی پھرین سنت چکورن دہائے

ایک ہنور کی بہر گون مارت چنور ڈولائے
اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد جو مچکور روز نور سیاہ کا دیکھ کر ایک مصفا
چٹری سے چکورون کو اور دوسری چنور سے ہنور کو گوار مار کر بھگاتی ہے
مراو زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جس کے چہرہ کو چکورون نے اہ کامل اور
جسکی آنکھ دو بے خوش کو ہنورون نے کنول بیعتین سمجھا :

۱۱۰ کانت اودا ہرن

مکر ملتالہ کنتی کنول مرد لٹا باس

تو لو آسن کی ملن کی سرن لکنتی آسن
مکر آئینہ ملتا صفائی مرد لٹا زکنت باس خوشبو سرن طلا آسن
چہرہ حاصل دو ما اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نراکت و خوشبو کے بیان میں رطب اللسان ہے
اور طلا کو آرزو سے ملازمت ہے ۛ

۱۱۱ دسپت او داہرن

چند چہان بدہ کلمہ رچی تن چلا سوٹسان ۛ ۛ
تا پیر اوپ دہری کیری تو تو پوجے آن
چند چہان خلاصہ نوراہ بدہ خالق متن جسم چیلہ برق اوپ آب و آ
حاصل دوا ہے تازنین خالق نے خلاصہ نورماہ لیکر تیرا چہرہ اور
خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزید سے بران بخشی ہر طرح
سے تو آراستہ ہو کر خلق ہوئی ہے ۛ

۱۱۲ دسپرت او داہرن دونا

دسپرت تہاری نیہ گو برت رہت بہتہ مانہ
بات چہون گیس کی سہی مجھت کیسہون مانہ
دسپرت چراغ نیہ مجت ہلکے دل بات ہوا چہون دس چار سو
حاصل دوا توں نایکا کا نایک سے کہ چراغ تہاری مجت کا ہر دم
میرے خانہ دل میں روشن رہتا ہے اور ہر چار سو کی ہوا کا گزند اگرچہ
اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہیں ہوتا ہے ۛ
اتہہ سا توک بہاؤ ۱۱۵

پیہ تک تک آدہ برن کہہ ٹک سوید تین چہائے
ہوئے بیرن کسپت گری تہہ آسوا دہترائے ۛ

پیہ تھک شو ہر کو دیکھ تھک بھالت سکتا اودہ برن سخن ناتمام یلک
 فرط خوشی سوید غرق بیرن رنگ فق کینت گری لرزان گری
 تہیہ عورت انسواد بہر اسی اشک روان ہوئے حاصل دوو ہانیا کا
 بعد مدت شو ہر کو دیکھ فرط خوشی سے بھالت سکتا ہوئی سخن ناتمام رہا جسم
 عرق میں غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھوں
 سے روان ہوا ۶

سنگار رس اودا ہرن

موبن مورت لال کی کامن دیکھ شو ہٹائے

ریجہر چکی موبی جکی تھکی رسی ملک لائے

موبن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجہ
 عاشق ہوئی چکی آسودہ ہوئی موبی فریبت ہوئی جکی متحیر تھکی دراندہ
 ہوئی رہی ملک لاسی محو تماشائی حاصل دوو ہانیا فریبندہ
 صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریبت
 ہوئی بھالت سکتا دراندہ ہو کر محو تماشائی ۶

سجوج سنگار اودا ہرن

کی رت سکھہ پیریت جیون رچی پریا اوریت

راونو پرن بین ہی ایک رستان کی حیت

لی لیکر رت سکھہ پیریت مباشرت برکس رچی خوش ہوئی پیر یا مطلوبہ
 میت طالب راو آواز نو پرن زنگولہ بین ہی خوش آواز

رستان زبان حاصل دو ہا طالب و مطلوبہ دو نو جیسی مباشرت
برعکس سے باہم خوش ہوئے اسی طرح زنگولہ بلزبان ایسے خوش آواز
ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؟
اتھ بیوگ ہرہ سترانراگ

۱۱۶ جاو بات سن کی بھی تن کی گت آن
تا کہہ دکھائیں کامنی کیوں یہ ہیں مچو پر آن
تن جسم من دل گت حالت کامنی ز جین پران جان
حاصل دو ہا قول نایک کا سکھی سے کہ جس میں جین کا ذکر سنکر میرے
جسم و آل کی حالت غیر ہو گئی اوسکی مواصلت میں کیونکر میری جان جسم
میں رہے گی ؟

۱۱۷ پور بانراگ میں درشٹانراگ
ہیں شکلیا نہ متہ ڈیٹہ رئی کون ڈار
مومن ماکن کی گئی دیہہ دہی کون ڈار
ہیں سینہ شکلیا مانیہ بین متہ متہ کر ڈیٹہ نظر رئی
نام آہ جوئی ماکن کہتن حاصل دو ہا قول نایک کا نایکا کی
سکھی سے کہ یہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی شکلی میں ڈالکر کہتن دلو
مکال لیکتی اور میری جسم کو چھوڑ گئی ؟

۱۱۸ کرمان اوداہر

پیہ درگ ارن جیتی بھی پیہ تیتہ مکہ گت آئے
 مکمل ارنیا لکھ منوں سس دت گمٹی بنائے
 درگ آنکھ ارن سرخ ارن تا سرخی سس ماہتاب دت چک
 حاصل دوہا طالب کی آنکھ سرخ دیکھ کر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت غیر ہو گئی
 گویا سرخی گل نیلو فر سرخ کو دیکھ کر ضیا رامہ گنٹ گئی گل نیلو فر سرخ مراد از چشم
 طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلو فر سرخ وقت طلوع
 آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور یہ حالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور
 طلوع آفتاب میں روشنی ماہ زایل ہو جاتی ہے ۛ

۱۱۶ دان اپاے دوہا

پٹھئی بین پنج گون کنہ لال مالتی پھول
 جہ لہ تو سہیتہ مکمل تین کڈ ہی مان لال تول
 پنج خود گون مکلا وہ مالتی پھول گون چلی ہیہ دل مان لال
 وغرور ال اے سکی تول پنہ حاصل دوہا تول سکی کا مایکا سے
 کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلا وہ گھماے چنبیلی ہیجے او سکوہن کر تیرے
 دل کنول میں جو پنہ لال ہی وہ گل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل پنہ
 منجمد ہوتی ہے

بہید اپاے دوہا

روس گرن کی ایچ سون توں جن جاری ناہنہ
 تنہ ترور دہیت نمن رہیت جا کی چسانہ

روس غصہ اگن آتش نمانہ شوہر ترور درخت دریت جلاتی
حاصل دوہا قول سکھی کا نایکاسے کہ تو آتش حصہ سے اپنے شوہر کو
مست جہلا کیونکہ جس درخت کے سایہ میں رہتے ہیں اسکو جلاتی نہیں
پر سنگ نلس اپاے دوہا

۱۲۱ کنت پر آن جورین کون تیوت بین کرمان

تی سب چکی ہو نہ گی اگلے جنم نہ آن

پیر ان کنت باخیزین رات تیوت بین جلاتی بین کرمان کر کے
سرخ وغور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آئندہ اندان ضرور حاصل دوہا
قول نازک کا سکھی نایکاسے کہ کتب پارینہ میں لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب
اپنے طالب راظہار ملال وغور آتش فراق و حسرت میں جلاتی ہیں وہ سب
باعتبار تناسخ ولادت آئندہ میں سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش
فراق میں جلتی رہتی ہے

پیر یاس بیوک

۱۲۲ سوا سنا دن کو گئی برہن مہپ منگائے

پرست پھپ ہشم ہی تب شیودی چڈہائے

سوا پاربتی منا ون پرستش برہن مجورہ پھپ گل پرست
چونے سے ہشم خاکتر شیوہادیو حاصل دوہا یہ نایکا
مجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پھول چڑھانے کو گئی چنانچہ جبوقت
اوس نے پھول چھوئے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتھ سے وہ پھول

خاکستر ہو گئے لہذا وہ خاکستر مادہ کو جوڑ مائی کہ مادہ جو جسم میں
کرنا بیوقوف دونا

۱۷۳ سکھ لہی سنگ چننے تیج گئی پیہ تم رہا کاج

سو پیران دکھ پائے کی چلیو چیت ہی آج
سکھ آسایش تیج کی چوڑ گئی رہا حفاظت پیران جان حاصل دونا
قول نایکا کا سکھی سے کہ جلائے انک آسایش شوہر یہ اسفر میں اپنے ہمراہ لے گیا
نقط جان کو میرا حفاظت قالب میرے پاس چوڑ گیا تھا اب آج وہ بھی تمام
فران سے نصرت ہونا چاہتی ہے

۱۷۴ سندلیں دونا

پکڑا ہاتھ جن کر دیئے برہ ستر و کے ساتھ

کھیو ری و انتھرسون ایسی گنت ہاتھ
برہ ہجر ستر و دشمن ٹھہرے رحم حاصل دونا قول نایکا بھوڑکا
سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہ کہہ دینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن
کے کیا ایسا بھی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی

۱۷۵ پاتی دونا

بتھا کتھا لکھ انت کی اپنین اپنین پیہ

پاتی دے ہین اور سب ہون دیہون پیہ

بتھا کتھا حکایت تیج و غم انت انجام پاتی خط جیہ جان حاصل دونا

تو نایکا مجھ کو کسکی قاصد سے کہ ہر ایک شجر کو حکایت رنج و غم فراق کا خط
لکھ لکھ کر بنام طالبان خود دیگی اور میں بعض خط اپنی جان و دنگی پر

دیگر نایکا برزن بزبان رستخیز

دروازن رباعی بستہ کہ

این دور رباعی است

سکیا

اگر کسی حیا دوست ہو وہ مایہ ناز
خامی کو زبان سون جیون سکھ چرن

اس طرح سے ہوا کے سخن کا انداز
پر کان تلک نہیں پہونچتی آواز

بشر بدہ بنو دیا
آئینہ اگر چہ حق ایام شباب

پر کچھ اسکا چٹا ہے اب خوف و حیا
تدبیر کنی رہی ہے یوں نایک پیر

جیون آگ میں زور سے دراکے ستیا
نعت

نور آئند تین اول نور محمد کو پر گٹھ سہنہ آئے

پاچھین بھی تھون لوک جہان لک اوسب شست خود رکھا

آو دلیل سوانت کی کہی رسلین جو بات بھی من پائے

تب لک نہ پاؤ می الہ کوں کیسیوں جو لون محمدین نہ سائے

نور آئی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تہامی محوسات

پیدا ہوئے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا میں یقین ہوتی ہے رسیں
کھینچتے ہیں کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلیں نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہیں سکتا ہے۔
کبت در منقبت

پھر بھوکوں نہ چینواں من میری ایک چمن بیدا و پریشان کو کیونہ چیت چاوری
تج رو و آریں کو تو آئو سیس مانس کو پیٹ ہی کی کالج سبک جگہ بے باوری
آیسو ہی ندان جاہ آج کو نہ آئو گیان کہیوں نہ تجی آجان پوٹھاوری
بہر تو آپرا دہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بہر دسی ایک باوری
پہر ہوتا در نہ چینو نہ پہچانا ان من میری اس میرے میں نے
ایک چمن ایک ساعت پید کتب ساوی چران کتب تاریخ کہ کیا نہیں
چیت چا و دل سے آرزو تج چوڑ کر دو آرد تو اسی خدا
تو آئو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باوہی دیوانہ ندان
نادان بہر پوچھ آپرا دہ پراز گناہ مکمل ہوہ بمقدار نیم کبند حاصل کبت
اے دل تو نے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کیطرت میلان نہ کیا
بلکہ دروازہ خدا کو چوڑ کر دروازہ انسان پر سر جھکایا اور بند حکم میں گرفتار
ہو کر بے حیا و بے غیرت ہو گیا با این ہمہ حال نا حال اپنی مادت کو اے نادان
نہیں چوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہوں کے بمقدار
نیم کبند ہی نہیں ڈرتا اور ہوش میں نہیں آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک
آپکا بہر دسا ہے ۛ

بشر بدہ بنود ہا کبت

اوچک بین آئی بال نین نہار لال بیٹھ گئی تنہ کال آپ کو چپائے کے
 چنچل جیون جیت چھین ہر رسلین کون گر کر کی کیل ہون مر جہائی کے
 تہا ہی سے پیہ پاس آڈ آڈ سکین کی آون تہ کی رہی ہے چہب جہائی کے
 بادک جیون چوٹ کی دُرَت پہر اڈ اڈ مرگ لوٹ پوٹ ہین کتوج جاوے
 اوچک ناگاہ بال عورت تہا ر دیکھ لال شوہر کر کر کی سخت کیل
 لہجہ آہنی ہون ابرو سے مر جہا ہی کے پشردہ کر کے بادک مر جہا کی
 دُرَت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطربان کھوج
 سراغ اصل کبت اس نایگانے ناگاہ اگر اپنے تیز ناگاہ سے طالب کو
 بھوج کیا اگم رت چاہے بزمہ عورات آ پکو چہا کر پوشیدہ بیٹھ گئی اسے سلین
 اول تو تیز ناگاہ ہی جگر ہز لگا دوم سختی خار ہا سے ابرو نے حالت بخودی طالب پر
 طاری کی مثال اسکی اس طرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کامل کے
 اول پوشیدہ ہو جاتا ہے اور پوشیدہ پوشیدہ جہان وہ شکار بھل ہوتا ہے
 سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی بیٹھ مطلوبہ حب خواہ شکار مار کر پس پردہ
 دیگر عورات پوشیدہ ہو گئی ہے

ترنمای اگم رت برنیو کبت

آوت بخت ترنمای ترنم تری کی پات گات آرنمای دوت پنیٹ ہی
 بکست سمن سمن پہل ارج ہوٹ بہنوٹ بہنوٹ راکہ رس پریت ہی

گہور و گنٹھ بہاس باس انگ کی سباس پریم پرکاش کر لیت پران چیت ہی
 رت بیس کی تین نہ بہا وین رسلین دوا و جوین کی ریت سوئی جوین کی رت
 بسنت نام فصل ہار تر نای جوانی تر درخت تر فی نوجوان و رت پاک برگ
 گات جسم ار نای سرخی دورت دوان پدیت پاک بکست
 شگفتہ سمن گل من دل سپہل پر بار اروج پستان
 بہنوت بلا گردان بہنور زہنویہ چمت دل رس عصارہ
 پریت محبت گہور و دیکھو گنٹھ گرہ بہاش ظہور باس
 خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پریم پرکاش دریا و گہور
 لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس رت صفی
 جنگل جوین نوجوانی ریت طریق حاصل کیت رہاں شکر نریم
 آمد فصل بہار صحر اور عشقوان شباب محبوبہ دلر باد متاں ہے یعنی زمانہ بہار
 میں اشجار پر برگ و بار اور حورت کی جوانی میر بہاشت حسن و خوبی پستان
 نمودار و تان صحر میں شگفتگی غنچہ گل یہاں چیت کی شگفتگی شگوفہ دل و تان
 زہنور سیاہ سر گردان یہاں دلہائے مردم قربان و تان جوش سستی یہاں
 محبت کی چیرہ دستی و تان عقود شاخاے اشجار میں خوشبو یہاں جوش جوانی
 سے جسم محبوبہ شکیو و تان بہار آرایندہ گلہا یہاں خوبی جوانی فریاندہ دلہا
 لیکن و تان خزان آنی اور یہاں جوانی جانی پر و نون خوشتا نہیں بہ

مہر سیا و ہیرا و ہیکر کیت

رات کو بستی جیون پرات آئی سلین تہ کال بولی ال شکات لک پیری گون
 نین جنمکمل دیو سہو تو دیجے شکہ گوک سم تار رین برہ ہمار ی گون
 تب آون کنہین گہات نین میری ہین پرات کیسی کر ہیرون تو گاہے جارجی
 بام کیو جانی ہم اندرانی تہین صواب چند ران ہی ہون در گہن تہا گون
 پرات صبح کال وقت نین سنکھہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام
 شب نروادہ میں ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات
 ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کیت اس نامکا کا
 اب بنجانہ زن انباغ بسر کے علی الصباح اسکے پاس آیا یہاں اوسکو شکرین
 طالب کیجئے کہے ہوئے دیکھ کر کہتی ہے کہ اگرچہ رات ہم کو مثل سرخاب بحالت
 اور گزری مگر اب نین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو
 زنان انباغ نے میرے ہاتھ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکھیں زیادہ
 آمادہ گہات ہین کہ سانسے ہین ہوتیں کس طرح سے آپکے چہرہ کو دیکھوں پس
 معلوم ہوا کہ تامل چہرہ میرا مثل اندرانی کے تھا کہ تمہاری آنکھیں مثل اندر
 کے ہر وقت اوسکو بہت یاد کیا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ
 کی چشم کنول جکے مقابل میں مثل غنچہ رستہ کے ہوئی جانی میں ۛ
 رت دوئی سنایو مانتی کو آکو کت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکت نین مرگ پلو اد بر تہان آہی
 آسا کیر ڈیگ سلین دانت دارمی ہین مور گر یوروم راجی پنگی سراسی

کٹ سنگم گت پین تین پنگی پاتین یہ بات آن پین او گاہی
 اپنی سب ستر تو تن آئی ستر بھی تو کون بچ بتر سنگ ستر نانہ چاہی
 بدن چہرہ چندا تباب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
 اوہرب فاسا بینی کیر طوطا درگ نزدیک وارمی انار گر لپو
 گردن روم راجی سیلے سوی نرم گم پنگی ادہ مار کٹ کمر سنگم
 شیر دیوز گچ فیل گت چال ستر دشمن ستر دوست حاصل گت
 اس نا کا ملول کو مصاحبہ دلا نہ بھاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک
 موئے سر سن ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہیں اور دشمن
 کے نزدیک برگ لب کہ جو غور رش آہو ہے موجود ہیں اور بینی ط صفت
 کے مقابلہ میں دندان جو شل انار و غور رش طوطے ہیں موجود ہیں اور جو نرم نرم
 شکم کہ جو شل مار ہیں اس کے مقابلہ میں گلو طاس صفت کہ جو دشمن مار ہے
 موجود ہے اور رش ستارہ شل فیل کے قریب کہ جو دشمن فیل ہے
 موجود ہے پس جو حالت میں کہ یہ تمام دشمن کہ تیرے جسم میں فراہم ہو کر
 باہم دوست ہو گئے تھمکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہ
 خشک مزاجی اپنے دیگر زمان انباغ کے ولین ڈالہ ہے ۛ

بعضی دوست

سانت رس کبت

تیری سنور تہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہیں ہوئی اکاش کت کبت دوست ہے
 تو نہیں چارو تو تھیل ترپس منجی ہوت تو نہیں ہوئی سیکہ پوجی کت اور کت ہے

تو نہیں بن ناری بہر تازی رسا کین ہویت تو نہیں ہوئی کی شریک آئین تیرا
 جاگ پرین جھونڈو جیون میں کوک ہویت تو نہیں آتا بچاری کوک جتا کو ہویت
 منور تمہ مطلب وارہ سین اشارہ کوک دنیا اکاش آسمان نکلت
 ستارہ اودت روشنی چار و تتوار بعناصر سیل کوہ تر
 درخت پس چرند پنچھی پرند میگمہ ابرسیاہ پوجی دیتا ہے کوک
 بعد حساب اکوت بے حساب بن ناری عورت ہو کر بہر تا شوہر سلیم
 محو ستر دشمن آتا جوہ حق کوک دنیا حاصل کہبت اس کہبت میں
 تو نہیں توحید بیان کرتے ہیں کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
 اور اتنے ہی آسمان ہو کر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر
 کو کوہ و درخت و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابرسیاہ ہو کر باران جسد
 حساب و بے حساب دیتا ہے اور تو ہی پیرایہ عورت میں مرد کا راحت رسان
 ہے اور تو ہی انجام میں بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری میں جیسی
 حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی نشان جاننے والوں
 کے نزدیک یہ دنیا خواب و خیال ہے

نرت بر بن کہبت

بسن بنائی کٹ آن پئی لٹکائی کاجر لکائی جگمہ بیان مکہ کمائی کی
 تال جینکائی بین مردنگ ہلای نیکار گون بلای سب سنگت آچامی کی
 ہاتھن آوٹھائی کٹ گریو لچکائی دو او ہو نہنیں نچائی اب بنیں لٹکائی کی
 نیور سجائی جب بنائی سون بہر پائی لگت ہی گت آئی تیری پک دھائی کی

دوہا

۲ پیچی ہندو ترک میں ہر رنگ رہو سگائے

دیول اور مسیت ہون دیپ ایک بین بہائی
 پیچی نام شاعر ہندو ہندو ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوہ حق دیول
 تہنہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیچی ہندو مسلمان دونوں
 میں جلوہ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہائے بت خانہ و مسجد دونوں جگہ میں
 ایک ہی جلوہ ہے

دوہا ۳

انٹیا تن کی اٹپٹی من پٹو ابھو نور

رجاؤ کی گریان سون بنی پیچم کی دور
 انٹیا کلاہ تن پٹو اٹپٹی اولجھا ہوا پٹو اٹپٹو گریان معرفت
 پیچم محبت حاصل دور ہا کلاہ اسے پیچم ابھو اور مجھے ہونے کے سلجھانے
 کو دل میرا پٹو ہوا ہے پس سمجھانا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے
 دور محبت کو

دوہا ۴

من پنچہی تن پنجر اپانپ بہرو امول

پیار و پور و کر دیو تو بین تو میں ہول

من دل پنچہی بر نہ تن جسم پنجر افس اپانپ بہرو براز خوبی

امول بلا قیمت حاصل ہو یا اسے بدل اس نفس جسم بیش قیمت پر از غولی
میں تیرے پیارے یعنی اک سہ جلد سامان آسائش جھپکا کر دیا ہے پس تو بھی برصفت
دل بروقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر۔

دوہا

ہم دیک تم ہو پنگ اجکت کئی سنائے
بن دیکھی نہیں رہ سکون دیکھیں نہ ہو نجا
دیک چرائ پنگ پروانہ اجکت مثال ناموزون حاصل دوہا۔
تم چرائ ہو اور میں پروانہ اگرچہ یہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا یہ ہے
ہے کہ میں مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہیں کر سکتا اور بروقت دیدار ناممکن
رہ سکتا۔

دوہا

ہوں چکئی داسندہ کی جہان کس طرح چند
رات دیوس نہیں ہوت ہی ناؤ گمانہ اندہ
چکی مادہ سرخاب سندہ دریائے شور سورج چند آفتاب تہذرات دیوس
شب دروزد کہہ رنج آندہ خوشی حاصل دوہا سرخاب دریائے
کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نروادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو
خوشی وصال سپید برکت اللہ فرماتے ہیں کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریائے
قدم کے ہیں کہ جہان چاند سوچ رات دن رنج و خوشی کچھ نہیں سمجھتا۔

دوہا

۶ من پاراتن کی گھر گیس سیکن س ہوئے
 برہمہ اگن سون ہو کبھی نرل کندن ہوئے
 من دل پارا سیاب تن جسم گھڑی گھڑا گیاں معرفت دیہان
 مراقبہ رس شیر موی ملا کر برہمہ اگن حق بینی نرل
 خالص حاصل دو ہا لیا گر نفقہ و طلا بناتے ہیں اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ
 رکھا کر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہیں سید برکت اللہ نسخہ طیار سی کندن کو
 جو طلسمے پیش قیمت ہے علامیہ منظر فیض عام بیان کرتے ہیں کہ دل سیاب کو
 بولسمین بہ عصارہ معرفت و مراقبہ ترک کر کے آتش ہمدوست سے آئین دو
 خالص کندن بنایا گیا

۷ جہان بریت تہان برہ ہی جہان شکہ و کلمہ گردیکہ
 جہان پہول تہان کانت ہی جہان در تہان سیکہ
 پریت محبت برہ مفارقت درپ دولت سیکہ مارسیاہ حاصل دو ہا
 جہان محبت ہے وہاں مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہاں سوچ ہے جہان
 گل ہے وہاں خار ہے جہان دولت ہے وہاں مار ہے
 دو ہا

۸ جہم جن پورا ہوئی توں دورت گہیرت آن
 ہم تو تبہن دی چکی پر آن ناتھ کو پر آن
 جہم ملک الموت جن مت پورا دیوانہ پران ناتھ جان آفرین

جمل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ منٹ ہو کہ دوڑ دوڑ کر جھکو اگر گتیرا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو بن دے پتہ ہیں :

دوہا

ہم کیاں بہت کہیت کی بووین دیہیان کی دہان
ٹونین گیان کی باتہ سون ہوئی درس کلمان
کسان کاشتکار بہت کہیت کشت محبت دیہیان مراقبہ ٹونین
در دکرین گیان معرفت درس دیدار کلمان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہیں اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہیں
دست معرفت سے در و کشت کرتے ہیں اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہیں :

دوہا

نئی ریت یا پیت کی پھلین سب شکہ نہ یہ
پاچھین دکھ کی جیل میں ڈاکھی شن کیہ
نئی ریت نیا طور پیت محبت کہہ خوشی دکھ ریخ چیل قید
تن جسم کیہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کلاول
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور ہر قید خانہ ریخ میں ڈاکھ جسم کو خاکستر کر دیتی ہے :

دوہا

من بیند ہو و اکیس سون ڈھونڈ ہو کیو بار
ہو لو کاری رین کو تاکو کسا بچار

من دل بیدار ہوا اور بھانپ لیس ہوئے سرکاری رین شتارک حاصل
 دروہا دل اسکے بالون میں اور ہر شایب ہو گیا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈبو نہ گیا
 مگر نہ ملا پس جو شبت تار یک میں بھولا ہوا اسکا کیا ٹھکانا ہے ؟

۱۳ دوا

ہست کینہوں شکستہ جان کی پڑی دکھن کی بہیر
 کیا کیچی سن ہوئی گی کڑوا کڑ متین پھیر

۱۶ دوا

یومنون بالغیب کون آنکہ مودن پیل

سیر گر سون یہ جگت آنکہ مچو آکیل

یومنو بالغیب یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے گھر پر مرشد حاصل دوا
 یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور آنکہ کو بند کر کے دل اوس میں لگاتے ہیں
 مرشد سے اس طرح کا کیل آنکہ مچیا سیکو ؟

۱۵ دوا

سیما ہم ہو سانچ شو سر نہر آدمی کوئی

پر مر جوت وابدن پر جگت جگت ہوئی

پر مر جوت نور آئی بدن چہرہ جگت متجلی حاصل دوا
 جو صدق دل سے سر ویشانی کو اوسکی جناب میں جھکاتے ہیں نور آئی اسکے

چہرہ پر چمکتا ہے

دوہا

تو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہو نہیں ہوئے

ہمارے بچاؤ کی کامری رہی اکیسلا سوئے

تو نہیں تو نہیں انت انت ہو نہیں ہو نہیں انا حق کامری
کمل حاصل دوہا جو تہ مرتبہ انت انت سے گذر کر مرتبہ انا حق حاصل

ہو اور سوقت کمل جس کا سر بچاؤ سے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے

دوہا

رکت پان پکو آن تن ہیو ر سوین سار

بیٹھی برہار آوری سدا کرت جیو ہمار

رکت خون پان آب پکو ان تمام طعام تن جسم ہیو دل رسوین

مطبخ برہما ہجر راوری راہ سدا ہمیشہ جیو نارناوٹ

حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل میں بیٹھ کر ہمیشہ بعض پانی کے خون

اور بعض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہیں

دوہا

میاموہ من میں برہی پیم پنتہ کو جہائے

چلی بلائے حج کوں تو سی چو ہی کسائے

میاموہ امی دینی وطع دنیا پیم نیشہ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلیمن بھری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلتا چاہتا ہے
گو یا ایسا ہے کہ بتی نو تھے چو کسے سر پہ بستی ہے

دوہا

۱۹
آو وہ گی آئی نہ ہر کر یو نہ ہر چہت چاؤ
بر ہاؤہ آئن ہی موسل دیول بجاؤ

۱۹ وہ وعدہ و صلہ ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کر یو نہ کیا نہیں ہر چہت چاؤ
برام خواستہ دل برما فراق اشد خوشی حاصل دوہا عمر گزر گئی اور
کوب نہ ملا کہ اسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اسے ہجر تھکوا مژدہ ہے کہ بخوشی
موسل مہنی چوب کلان و دہیز سے خوب دیول کو اب بجاؤ میر عبد الوحد
ذوقی امی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین سالہ
طوطی ناطقہ اشکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ
از انجاست

دوہا

بر تون واحد کون بدہ کٹن کی دت جوت

رین آماوس جاہ لکھ پورن ماشی جوت
بر تون بیان کردن واحد نام شاعر یعنی او و کون بدہ کٹن
عورات دت چک جوت ریشی رین آماوس شب تاریک
جاہ لکھ سکودیکہ کر پورن ماشی شب مانتاب جوت ہوتی ہے
حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ میں عورات کی چک اور ریشی

کا کیا بیان کروں کہ جسکو دیکھ کر شب تاریک شب روشن ہو جاتی ہے :

دو بار

کئی بار پہر پہر کی رَسَنان پہر پہر کہات

پہر پہر نیکی لگت ہی پہر پہر نے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پہر پہر کہی بار بار کہنا رَسَنان زبان پہر پہر

پہر پہر اوسے کو کہتی ہے پہر پہر نیکی لگت ہی بار بار اچن معلوم ہوتی ہے

پہر پہر نے کے بات سفر سے واپس آئی کی بات حاصل دو بار مزہ مزہ

طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پہر پہر اوسے کو کہے جاتی ہے

کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے :

کبت

پیٹھی ہی نہت ہی سُبھائی بھائی نین کی جا کی سر جا لگی گوسی لکچات ہین

پھینکی اور پھی سب کہانی کی کہا گھون ہیرا کی سی جوت دھچی پھولے تہا ہین

کہا نڈ کی کسلی مڈھات ہین پیوت ہنس سنان کی پیاری ہی اوٹن بلا ہین

ایسی ٹکڑا ہین ہی اولی بازون کا پھی کی دھپہ کی لکھین دیکھو ٹوٹی نوٹ جائز

محمد عارف بلگرامی جو ان قابل صاحب فضائل بود شعر ہندی خوب

میں گوید و مضامین دلنشین میری آرزو بر غنی ازان درین جریدہ ثبت میشود :

از ننگہ سکہ دوہا نکلا چرن

۱. بالِ بال کی بالِ گو بیور می بہید نیاستے

سکہ ننگہ تین بال کن بین کنگی کون نہ سکتے

بال عورت دوسے سر بیور می جدا کرے بہید راز سکہ ننگہ سراپا
کنگنی شانہ حاصل دوہا اے سکی اس تازنین کے موے سر کو جو تو
بدا کرتی ہے واقف راز نہیں ہو سکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موہن
نہ آوے گی حاصل مدعا یہ کہ جب تک شاعر محبت عورت میں دل باختہ

نہو جاوے بیان سراپا نامکن ہے

۲. بینی برن دوہا

سمندر پیر متہہ بین من لہی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمندر دریا ہیو دل متہہ بلو کر میں من ماہی دل جگ دنیا انیت
ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ در میان کو بینی خلاف ریت
طریق حاصل دوہا دریائے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا میں ظلم
کرتی ہے یہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے :

مانگ برن

۳. پچھو ہٹو کی نان پچھو اندر ابد چھوٹے
مانگ ہیکہ جملکت سو یہیہ اکی کلا جو گوٹے

۴ لال بیدری کی جھٹکے آتے آ پان

پن ست آنک نیکی کی من دھوکین لیٹان
لال سرخ بیدری تشقہ دور الگ زلف جت کے ساتھ لکھ دیکھ
اپان شال نین پن کفہ ہر ست آنک صد نیکی ماریا ہ من
مہرہ مار دھوکین شک لیٹان لیتے ہن حاصل دو ہا
پیشانی پر تشقہ دور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آدیزان کی مثال سجز اسکے
دوسری خیال ہن نین گذرتی کہ صد کفہ ہا سے ماریا ہ بد شک و طع مہرہ ہا
ہر جانب سے لپٹے ہوئے ہن

۵ متر برن دو ہا

لکھ چکے پن ہر وہا دام مانون لکھ گپ ہن
چکے پد دیر کہ کرت ست لک دینی ہی این
ایضا

۶ کنخ تھکی لکھ چیلتا کو رنگ چکی لکھ رنگ

پن چکی درگ پن لکھ چپ چکی ترنگ
کنخ صوہ چیلتا شوخی کو رنگ آہو مین ابی درگ آنک پن
دراز ترنگ اسپ حاصل دو ہا صوہ شوخی چشم اور آہو رنگ
چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھ جیران و جل
دشدر ہن

۷ پس پہلیت انکی لکمت سن پاوت نہیں چین

کرن پر کاش پنج گن کرن پر چھک راس توین گن کرن
پس زہر پہلیت پہلنا چکن کیون نہ پر کاش ظاہر پنج گن کرن
صفت خود کرن پر چھک راس برج مغرب توین تیری چشم حاصل
دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سہریت کرتا ہے اور دکھا چین
جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج مغرب ہے ہر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرن +

کرن برن

گنیا کیون کہ سکت تیرہ ستماسیت پر کاش

۸ جاگرن پت کی کرت مکٹ تاک پین باس
گنیا اہل ہنر ستماسیال سیت سفید پر کاش روشنی کاش جنگل گوش
مکت مرادید و مرادناک عالم بالا پنی باس جاسے سکوت حاصل دوہا
اہل ہنر ترے گوش کی اب دتاب اور مثال کو بیان نہیں کر سکتے کہ جن کا نون
مین میہ کر ریاضت کرتے ہن مرادید بہ تناسے قیام پنی دو سکریمہ کہ
جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہو نیکی واسطے ریاضت کرتے ہن +
ناسا برن دوہا

۹ کجبت ہی ایکی کمل ایک نال مین آئے

اوہت ناسا نال جت چکے ب کمل لکھا

ناسا بینی چکھہ آنکہ بب دون حاصل ہو یا قاعدہ ہے کہ اینٹاں
 مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہ عجیب پیرنی ٹال بینی ہے کہ جمین دو کنول
 بینی دو آنکھیں ہ
 منتہ برن دو ہا

۱۵

نتہ منتہ کی جھولن تر کہہ لینی مین یون پائے
 ممکن ڈار کو ناک مین سنگ ہنڈہ ورائے

مکت مین مروارید و تراض ناک عالم بالا بینی حاصل دو ہا عورت کے حلقہ
 بینی کے جھولن دیکھو دلو یون ٹال ہانتہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مردانہ
 تراض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے اگر ہ
 مکت برن دو ہا

مکت بھی جڈپ تو و ناک باس تو آس ہ

کانن کانن مین آجوں تب بہت کرت تو آس

مکت مروارید و تراض جڈپ ہر چند کہ ناک عالم بالا بینی باس جا
 سکوت تو آس ہ آرزوے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت
 ترے واسطے تو آس ممکن حاصل دو ہا ہر چند کہ مروارید یا
 تراض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہیں اور صحر گوش مین
 ترے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہیں یعنی مروارید بہ تمنا سے قیام بینی گوش
 مین اور تراض بہ تمنا سے عالم بالا صحر مین جا کر مین ہ

لاری برن دو ہا

انک نشان انک کجسم مشک مہتاب مرگ انک نشان ابو جہل
 دو ہا قرص ماہ بین نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک
 دیکھ کر ماہ سوختہ ہو کر اس نے غصہ سے خود اپنے سینہ میں داغ سیاہ دیا ہے ۔
 مکہ جوت برن دو ہا ۱۸

مکہ دیت وادکن کی ایمان ہیں سب بین
 جا مکہ جوتن ہوت ہی رحمنی بہت دت چہین
 گویت روشنی بدن چہرہ رحمنی پت مہتاب دت چہین ناقص النور
 حاصل دو ہا روشنی چہرہ اس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے
 سے مہتاب ناقص النور ہوتا ہے ۔

مکہ باس برن دو ہا ۱۹

ڈوگر ڈوگر تو گبر کی گفٹ مہر بکری بچ
 کینہ تو کینہ باس نی بہون کین بن کین
 ڈوگر ڈوگر راہ راہ بگر خانہ گنخت خوش آواز مد بکر زنبور سیاہ بیج بوق جوق
 بہون کین خانہ باغ بن کین چمنستان حاصل دو ہا تیرے گہر کی
 راہوں پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہیں اے گلشن
 خوبی تیری خوشبودمان نے تیرے گہر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ۔

تو دہی برن دو ہا ۲۰

تو ٹوڈی سو بہا چتی کیون نہ لال لپا نہ
 جہہ گہر ٹوڈی ہاتھ دی گہری بال چٹانہ

تھوڑی زرخندان سو بہا خوبی چتر دیکھ کر بال عورت حاصل دیا
 تیری زرخندان کی خوبی کو دیکھ کر یوں بہا ب تیرا تیری تمنا و آرزو کرے کہ
 جسکو دیکھ کر عورت حسرت سے فرمندی ہوتی ہیں
 کفٹہ برن دوہا

21

بار کو کوٹ کیوت کو دیکھ کفٹہ ابرآم
 گنہین لون ان بج گرین ڈار کو پٹکا سیام
 کوٹ کرور کیوت کبوتر کفٹہ گردن ابرآم خوبصورت گنہین گنگار
 پٹکا سیام کر بند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کہ دیکھ کر ورور
 کبوتر فرمندی ہوئے بلکہ کثرت انفعال سے شل گنگاروں کے طوق سیاہ
 اپنے گلوین ڈالے ہوئے ہیں کبوتر کی گردن طنناز و ملیح ہوتی ہے شاعران
 ہندی نے تشبیہ اسکی گردن محبوب سے کی ہے

پیکہ ریکہ تو کفٹہ کی جیہ کیوت دہر تیکہ

22

پہانسی پہانسی بج گرین پیٹ داگر بیکہ
 پیکہ دیکہ ریکہ خط تو تیری کفٹہ گردن جیہ دل کیوت کبوتر
 دہر رکہ کر تیکہ غور پہانسی کند پہانسی ڈالی بج گرین
 اپنی گردن میں حاصل دوہا دیکھ کر خط تیری گردن کے کبوتر
 اپنے دلیں بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کند کو اپنے گلے میں پہانسی
 کہ داغ ہائے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کفٹہ سر برن دوہا

23

۲۶ سنی جنک سر پرین سوکٹھہ کی کوک

چاتک بیتہ دو ٹوک ہوئی جگر موک ہی موک

سنی جنک سکر آواز سر لیت ہیں سلینین سوکٹھہ خوش گلو
کی کی کوک آواز چاتک پھیا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹوکے
کہو کو کوئل موک خاموش حاصل دو ہا آواز خوش گلوے نایکا کی
سکر پھیا کا جگر دو ٹوکے ہوا اور کوئل کثرت فحالت سے خاموش ہو گئی *

نار برنن دو ہا

۲۷ نار نار لکھہ کی رہین نارین ناز نو آئے

نارین سارین ہہر کی نارین ہاری گھا

نار عورت نار گردن نارین عورت ناز نو آئے سرفرو ہہر کی
پشمان ہو کر حاصل دو ہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھ کر جلد عورت
سرفرو ہوئیں اور نار گئیں نام پشمان ہو کر اور نارین ہار کر *

بانہ برنن دو ہا

۲۸ پاس تلت تو بانہ کی بیتہ اگلٹ بیتہ

جیو لیت بدہ کر پرین یہہ بیتہ بیتہ دیت

پاس پھانسی پرین عزیز دن حاصل دو ہا اے محبوب پھانسی کے
مانند تیرے حلقہ ہر دوست کا بیان کرنا سخن ناموزن ہے کیونکہ وہ پھانسی
جان لیتی ہے اور یہ پھانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے *

کاکمہ برنن دوہا

۲۶ کنکسیان لکھہ ان بائہ تر سکسیان بیک چیت

سندہ سندہ بیک لہ پین پری سندہ کمنہ بیت
کنکسیان ہر دونوں لکھہ دیکھ کر اچھیت غافل سندہ سندہ دریا
آبجیات پب دو لہ موج پری پڑی سندہ خلا کمنہ بیت
کیون حاصل دوہا تیرے دونوں بانہوں کے نیچے دونوں بانہوں کی
خوبصورتی کو دیکھ کر سکسیان خود فراموش ہوئیں کہ دونوں دریا سے آبجیات
میں کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج میں فصل و خلا کو واسطے ہے

پہنچا برنن دوہا

۲۷ کوٹ او پائین سون الی بلی کرین بدہ ساتھ

پنی پہنچن واکن نہیں پنچت اپسان ہاتھ

کوٹ کرور او پاس تدیروں سے الی اے کھی ملی بائہ اپان
شال حاصل دوہا کرور ہاتھ دیروں سے اور کھی غوبی ہاتھوں کی
بیان ہوئی مگر اسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد شال پہنچ نہیں سکتا
کہ اور کھی خوبصورتی کا بیان کر سکتے

پلورین برنن دوہا

۲۸ ہماوت چیت آوت پین لکھہ انگرین چہ پائین

پورن پورن رس کیونہوں گانٹھ دی مین

بہاوت چت خوش اسرار دکن اوت ہین آتا ہے دین لکھن گن
 دیکھ لگشت چہب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ
 رس کیو شیر خوبی ہر اے گانٹہ دی گرہ دیکر میں حسن مجسم نے
 حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے لگشت مخزن خوبی دکن خوش آئندہ یز
 اور مثال اوسکی دل میں یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ میں
 عصارہ خوبی ہر گرہ لگائی ہے *

۳۵ رومادل برن دوہا

مانگ انک جو سیامتاری الی تون دیکھ

اودر آن سو پر گمٹی روماول کی ہیکہ

مانگ انک مانگین جو نشان غیظ جو سیامتاری اوسکی سیاہی اودر
 شکم پر گمٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم ہیکہ صورت
 حاصل دوہا موے سیاہ کے در بیان میں جو نشان مانگ سفید کا اے
 کسی تھک نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہوئی یہ صورت ہے کہ دہری سیاہی
 بہ شکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھ لی
 مراد یہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم
 کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے *

ایضاً دوہا

۳۱ روماول نہ جان تون لکھنیر کی رنگ

کچ سوچ منو تک چلیو ناہی ہر ہونگ

روماول موے نرم شکم بیس رنگ حلقہ میں داناؤں کچ شوپستان
 سچ چوڑ کر نا ہی بھر جو راج مان ہو ملک مار حاصل دوہا
 یہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہیں ہے گویا خوف طاؤس حلقہ میں ناریاہ
 پستان یعنی مقام جاے مسکن اپنے کو چوڑ کر رجوع بطرف سوراج نات ہے

۲۲ کچ اگر سیاہ ستا برن

لست بام کچ سنبہ پر نہیں سیاہ ستا رنگ

رہیو منو ہو کوون ذہی سرچہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبہ پستان سیاہ ستا سیاہی
 منو ہو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکی سر پستان
 نایکا پر کہ جو در بہ شکل مراد یوہین سیاہی نہیں ہے مراد یوہی جو شہوت
 کو جلا یا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی نگہ پستان پر نمودار ہے

۲۳ ارج سندھ برن دوہا

آلی ہلی بدہ جان توں ارجن سندھ آٹوپ

ادھر امی کی چرن بہت راہ نا بہہ کی کوپ

ارجن سندھ فصل در میان ہر دو پستان آٹوپ عدیم النظیر ادھر لب
 امی آبجیات چرن بہت جہت غور نش نا نہہ نات کوپ چاہ
 حاصل دوہا اے سکی تو یہ یقین تصور کر کہ در میان ہر دو پستان
 کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے غور نش آبجیات لب ہاے
 محبوب کی راہ راست چاہ نات کی تصور کر

اسہ برش دوہا

۳۴ ناہہ ہنوں ویکھی روپ سندرہ توگات

سکمان کچی کون بدہ اوپان بوڈی جات

ناہہ نات ہنور گرداب لون طرح روپ سندرہ دریا حسن
توگات تیرا جسم سکمان تریف اوپان مثال بوڈی جات
غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اسے نازنین تیرے جسم کے دریا سے
حسن میں نات گرداب ہے تریف اوسکی کیونکر بیان کروں جو مثال لاتا ہوں
غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برش دوہا

ایری تیری لنک تین الکھ روپ سرات

جاتین سب پرکاش ہی وہی نہیں درسات

لنک کمر الکھ روپ جو نظر نہ آوے سرات زیادہ ہوتا درسات
دیکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اسے نازنین تیری کمر
سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق
کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہیں آتا ہے

ایضاً

۳۵ کٹ ادیٹھ کون ایٹھ لون ہیٹھ بدہ سنگ

پرگٹ ہیٹھ ہیٹھ بھیکہ دبرجگ امنک کوانگ

کٹ کر اڑیٹھ غائب اینٹھ بل نیندہ شکل سے بدہ سنگہ
اتفاق پیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہو کر جنگ دنیا
امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوا کرنا پیدا کا بیج و تاب
سے بمشکل تمام اتصال ہو کر ظاہر ہوا ہے یہ تغیر صورت دنیا میں جوش نشاط
کا وجود

۳۷ کام بھون برنن دوا

تیری نابہ ترکو اری برنن کرت سکات

بدہ ج ہیہ سکیت جہان اوپان جات لجات

نابہ ترمہ زیر نات برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ
عقل بج ہیہ اپنے دلمین سکیت پس ویش کرتی ہوا ویمان شال
لجات شرمندہ حاصل دوا اے نازنین تیرے زیر نات یعنی
اندام نہانی کی تعریف کرنے میں شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہ کی
رسائی میں ہیں وہ پیش ہے اور شال خود شرمندہ ہوتی ہے اور سکوت شاعر
کیونکہ بیان کر سکتا ہے

۳۸ چرن برنن دوا

اَلْکَلِّ وَاچِطْنِ کی لہی نہ ستائین

جَا پَر ہنورن سون سد اہرت ہین گگین

اہل صاف سمندر میں غانہ شال بہرمت بلاگردان جگ نشین
چشم خلق حاصل دوا ~~مناوین~~ میرے پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال غانہ شال میں نہیں ہے کہ جن پر دل مخلوق مثل زنبور سیاہ
کے بلاگردان بچتے ہیں

۳۹ ایڈی برن دوا

تو ایڈن سکمان کی ہیں اپان سب ہیں
موڈہ بوڈہ جابر لہ اند بد ہو پد لہ
ایڈن پاشنا سکمان تریف اپان شال موڈہ بے عقل
بودہ عروسک جابر لہ جکے ہنرنگ ہو کر اند بد ہو
عروسک و منکوصہ راجہ اندر پد مرتبہ حاصل دوا اے نازنین
تیری پاشنا پامی کی اگر تریف کروں تو شال اسکی ناپید ہے بے عقل بوڈہ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہنرنگی اختیار کرنے سے ایڈ بد ہو کر
نام منکوصہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہو یعنی بجائے نام بوڈہ خطا
اند بد ہو کا پایا اور بوڈہ دائد بد ہو یہ دونوں نام عروسک کی زبان
ہندی ہیں۔

۶۰ گات برن دوا

اپان کو اول گت نہیں و اتن ادپ انوپ
جات روپ سی گات لکھ جات روپ کو روپ

اپناں مثال اوپ روشنی جات رہا حاصل دوہا
 اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی
 جسم طلانی دیکھ کر حسن کا ہی حسن شرمندہ ہوتا ہے۔

چھب برن دوہا

۶۱ چھب جملکت سنہ جملکت تین من لاگت اپناں

ہوت اودے سس کی منون سمہ سلل اولتھان

چھب غول اودے طلوع سس مانتاب سمہ دریا شور
 سلل آب اولتھان برہ طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ
 اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوس کے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان
 ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور برہ
 طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور برہ طغیانی
 ہوتا ہے یہاں ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد
 از دیار و خوبی جسم نایکا سے

سکار تابر ن دوہا

۶۲

کیون وہ ہو کمن گنگ کی سچی انگ سکار

نیٹہ نیٹہ نگ ڈگ دہرت نار مہاور بہار

بھوکھن زیور گنگ طہ انگ جسم سکار نازک فیٹھہ فیٹھہ
 شکل شکل مک راہ ڈگ دہرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور نگ عباہی
 بہار بار حاصل دوہا زیور طلانی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کر

کہ رنگ مہا ور کا جو اس کے بیرون پر لگا ہوا ہے اس کے ہی بار کو بارگراں سمجھ کر
تمام قدم راہ پر رکھتی ہے۔

سو سجا بہ نین دوا

۶۳

تیسے چہرے پر تین تائین بدہ و بچار
متواری ہتیار لون راکھی ہو کھن ٹار
تیسے عورت چہر نام زیور جسے پہنہری دلو نکو بیل کیا تائین اسوا
بدہ و بچار از راہ نم رسا متواری شرب خوار مخمور ہتھیار اسلحہ لون
طرح راکھی رکھی ہو کھن ٹار زیور ڈار کر حاصل دوا
اس نایکا کے زیور پاسے نے دلوں کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال کے
کہ مخمور کے پاس اسلحہ کار ہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہیں تمام
زیور اڈار کر کھا گیا۔

نکمہ سکھ یور تیا دوا

۶۶

پر نیم پھو سکھ نکمہ برن عارف نپٹ اچان

بدہ جن جان شد ہار یو چھو بدہ ندیان

پرتھم اول ہی تہر چھو تصنیف کیا سکھ نکمہ سر پا برن بیان نپٹ
اچان سراپای علم مدہ جن کلا و فضلا چھو معاف کریں بدہ ندیان
مخزن علوم و عقل حاصل دوا عارف سر پاسے نہر نے اول ہی تہر یہ سر پا
تصنیف کر کے بیان کیا لہذا کمال ان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

عاطلی کو معاف فرماوین

از سکہ تکہ کیت جوڑا برن

کیر یون بدو بد بد بدان چهند بند کربانده یون تران گانه سوت است

کیسے ہوں میں ہیچ کی لبت تو میں لٹاؤں رادوار ہل نا کو چھپے

کیدیون کام نٹ کیری کنند جہری بین دہری نلین گوئی دان چن کو بیگ

کیدیون بهم سان پین مدلت بیو اسن کبی کیدیون تپیر و مجور و فیکه کیدیون

کیا ہوں شاید بدہ بدہ بدہ بان تدبیرات انواع انواع چمن ہند
مکر و فریب پاندیو قمر اج باندہا ہے تاریک کو گانٹھہ گرہ سوہت
خوشنما اسیت ہے تاریک ہے رس نیچک جوش سیاہی للت
خوبصورت نوین نی لتا بیل وختہ او وارفیاض کام حسن
نٹ رس بازگہری اچھی کنندن چہری چوب طلالی نیلیمن
نیم ہم سان چو کی طلالی مدن محبوب بیچ نیمہ حجت و روغن سیاہ
ملکیت خاند حاصل کبت اے ماہ روتیرے سر پر جوڑا سیاہ نہیں ہے

شاید تہ ہرات انواع انوکھ و فریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جبکی یہ گڑ
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہ خوبصورت ایک ہیل ہے کہ جسکا شمر
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نہ پڑی طلانی صغ
نیکم کہ مراد قد اور مو سے سزنا یکا سے ہے حاصل کر کے اب خواستگار جان ہے
یا چو کی طلانی چہرہ پر محبوب ملیج کہ مراد جد مو سے سر ہے رونق بخش ہے بالے
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے +

نیتز بر بن کبیت

کید ہون کیتن کی سر کی ہین او بہی ہین کید ہون بنج سر جو کی سر او دایز
کید ہون پر پھلت ارن سر ج تا میں نیل کنج را کی کر جکت تا کی سو بہا سٹ ہین
کید ہون جو ری ہو ری کل کنجن کی کنجن ہی رسک ملند کید ہون دیت کما ہین
نپٹ نو ملی ال پیل ہیہم سیلی کید ہون تیری سچہ اچہ میری چھن سہات ہین
کید ہون شاید میں کبیت حسن مجسم سر تالاب او بہی دونوں میں
پچھلی بنج نیلو فر سر جو سر دریا سے سر جو پر پہلت شکفتہ ارن سر ج
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سو بجا خوبی سر سات زیادہ جوڑی
دو بہوری ہو لی کل اچھی کنجن صعوہ رکنج تسکین دہ
رسک جاشنی گیر ملند ز نور سیاہ دینت ز نوادہ بکھیات ظاہر
نپٹ نو ملی ز فیز ال پیل طنا ز ہیہم سیلی جد و طلانی سچہ صنا

اچھے نکلے چھپن آکھونین سہات خوش ہیند حاصل کسبت اسے نازین
 تیری چشم شایہ حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریائے سر جو کے دو
 گل نیلوفر نوشگفتہ و خوش نمایین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ
 رکھے ہین کہ اس سے خوبی کو دو بالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین
 کہ دل کو اپنی حرکت سے محفوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ چاشنی گیر نوادہ
 ہین یا نوخیز طنار ہین یا جدول طلائی ہین بہر حال یہ تیری آنکھیں خوبصورت
 و صاف و بہتر میری آنکھوں کو خوش آئند ہین *

مکہ بر نین کسبت

باسرن ہوایتو آدت امل جوت واکونس ہی ہین اولوکی لوک لوک ہے
 بہان بدمان یاکی مہان سمان مان بہین دن واکون دن پردیہ شوک
 پورن پرکاش سدا سدا کو نو اس دیکھو رست و کسبت بجایتین نہ شو کوک
 یا کوں کلنکت کلنکت لکھو ہی واکون تیر و مکھ چند بال چند سم کوک ہے
 باسرن دن اوت روشن امل صان نس رات اولوکی دیکھی
 لوک ملک بہان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن
 پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدا آجیات نو اس سمان
 کوک سبناں کلنکت بلاعب کلنکت باعب مان عورت سم مقابل
 و برابر کوک ہی کون کئے حاصل کسبت ان نازین تیری چہرہ ماہ کی کسبت

کیا لکھوں اول یہ کہ ماہِ طرب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرہ ماہ
بروز روشن ہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ میں ادنیٰ روشنی کو اپنی
روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقتِ غروبِ رشک سے مول ہوتا ہے کہ میری
غیبت میں بھی یہ دستور روشن رہیگا دو م طلوع ماہ میں جانور سرِ خاب
صدرِ مہاجرت سے مول سوتا ہے اور یہ تیرا چہرہ ماہ ہمیشہ راحت رسان
و شب دروز منور و پر از آب حیات ہے سوم یہ کہ ماہِ تاب کو عیب ترقی
و تنزل کا ہر ماہ دانگ گیر رہتا ہے اور تیرے چہرہ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے
چہرہ کے مقابلہ میں شاعرِ مثال ماہِ تاب کو کیونکر موزون کر سکتا ہے *

جان برنل کہت

کری ہوئی ارین کر سا نکری ہی دیکھ نیت اچھٹا بہری رہنماگ چہاچی
سدر شربت دنت سوہونت راجت ہی چنار چڑچ کرن براچی ہے
ات ہین سروپ ڈھارچی وہ ہیکہ ساخی مانن کارگیرین اچھوورت سماچی ہے
سکمان ترلوک کی کیل صوح صوح ات میری جان بدہ جان جان تہہ ساچی
کری نیل مادہ ارین آزاد دشمن کر ہاتھ سا نکر زنجیر کری ہی کی ہے
نیت اچھٹا بہری سخت قہج رہنما درخت موزکت جال چہاچی خوشنا
سنت دنت لاین ہجت چنار چہ نہایت اچھوورت چ کرن خوش آئینڈ ماری
ڈھالی ہوئی ساچھے قالب کارگیرین من جمہم کارگیر سکمان خوبی ترلوک

ہر سہ عالم سکیل فراہم کر کے بدہ جان خالق نے بھلا جان تیرے ران عورت
 ساجی بنائی ہے حاصل کبت اسے محبوبہ تیری ران ہاکی تعریف کیا لکھو
 کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوزکر سے آزاد ہو کر اور حلقہ زنجیر اپنی پیٹھ میں
 لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تہ موز خرا مان
 ہے اور بس خوبصورت و خوش نما لایق صحبت و خوش آئند ہر وقت میں محسن
 نے قالب حسن میں ڈھال کر بہت پاک و صاف آراستہ کئے ہیں میرے نزدیک
 خالق نے حسن ہر سہ عالم کو یاد سے فراہم کر کے رانین عورت کی بنائی ہیں :
 ناسا برتن کبت

سکھان اکنڈ ٹنگ ٹنڈن کی کنڈن ہی منڈن مکہ منڈل کپاہلا کھی ہے
 تل کوٹمن تاوٹول تن پاوی ٹنن ٹوین کیتن کی چھین بدہ بہا کھی ہے
 سکھان آل مہاکوئل ٹوین ات روپ سر سرج کلی سیب تا کی ہے :
 رانچو سچ نہہ تین بدہ تا تیتہ مکہ دیپ تا کی دت سمیت ناسا باقی سم راکھی ہے
 سکھان خوبصورتی اکنڈ لازوال سک ٹنڈن منقار طوطیان کنڈن
 ٹانے والی منڈن زیور مکہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوٹمن گل کجند
 اعل صاف مہاکوئل نہایت نازک ٹوین نور سیدہ روپ سر دریا حسن
 سر سرج کلی ٹگوندہ گل کنول سیب خدمت گزار نہہ محبت و درغن بدہ تا تہا مہلا و
 تیتہ مکہ دیپ براجہ عورت تا کی ادسکی دت ہیت روشنی کوٹ ناسا مینی
 باقی نقیدہ سم مثل راکھی ہے بنائی ہے حاصل کبت اسے
 نازنین تیری مینی کی خوبی لازوال رشک و بندہ منقار طوطیان اور زب

ملقہ چہرہ ہے گل کعبہ کی اگر مثال دی جاوے تو اسکی خوبی بھی ہم پانچویں
تیری بینی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ صمد پانچویں بہ مقتضای عقل تیری
بینی میں پائی جاتی ہیں نہایت خوبصورت و صاف و پس نازک ہے کہ دریا
حسن کے گل نیلوفر کا شکوہ نوخیز جسکا خدنگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے
چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی و صفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اسکی
روشنی کیواسے یہ تیری بینی مثل فتیدہ کے بنا کر روشن کی ہے ؟
نوپہ بہ بن کبت

روپ کو کیدار سم سند را جرتا میں ترل گنگ کیسی لتا درسات ہے ؟
کیدہوں چہری کھری کلدہوت کی نور ہی جاکی چہیچن کی چٹا چہرے
نوپہ نوین نیلین کی گنگ جیو تاکو گردیہ اتہہ ادیان سہات ہے ۔
بہو ترن کی پانت تامل کی سمن پر سکمان سموہ لیکہ سون لگات ہے
روپ حسن کیدار تھا لا سم مثل و برابرہ سند خوبصورت اجڑھن
ترل جوان و شونا گنگ طلا لتا اتھتہ ویل درسات معلوم ہوتی ہے
چھری کھری چوب دستی بہتر کلدہوت طلائی نور ہی حمیدہ
چھب نو بی مرتچن شعل چھتا جمع چھرات جلوہ وہ نو پرنکولہ
نوپہ نو طیار نیلین نسلم گنگ نگاہے جیو مرع دیہہ نیل
انتمہ زیادہ ا و پان مثال سہات ہے خوش ہوتی بہو ترن کی

صفت زنبور سیاه تمام من کنول سمن گل سکمان خوبصورتی
 سموه انبار لکه پاکر اکمات سے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن
 نازنین خیابان حسن میں خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر
 معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوہ افروز
 ہے زنگولہ پاسے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور چین چین تریف
 سرور در سرور حاصل کر کے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صفت زنبور سیاه
 گل کنول پورا راستہ ہے زنگولہ پائے نازنین نہیں بد نشر خاستہ
 اسجد اللہ والہ المنۃ کہ غامہ خوش خرام بہ منتہا سے این تلم و رسید و سیا حتمے کہ آقا
 کردہ بود با انجام رسانید و باقتضا سے تریبی کہ درین تالیف اختیار افتاد
 ختم کتاب بر نظم ہندی دست ہم دادہ چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو
 قرآن عظیم است و جو اہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ تعالیٰ
 در مشورہ می گوید تحت قولہ تعالیٰ طوبی اسم الجنۃ و نیز شیخ جلال الدین
 سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سبد لہ صاحب کتاب بر بان نقل
 میکند و اسندس رقیق الدیبا ج بالکندیۃ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن
 جعفر ابن محمد عن ابیر فی قولہ تعالیٰ یا ارض ابلعی مارک اشتر فی بلغۃ المند علماء
 فصاحت اتفاق و ارنند کہ این آیہ افصح آیات قرانی است و ابداع مینات آقا
 وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است
 این چنین است در سر و آزاد و ختم این کتاب در سند و دازدہ صد و نود و
 ہفت ہجری بدو قوع پیوست و در بلدہ فرخندہ بموہال نقش تالیف بست چہم از
 یاران دادرس و عزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشہ چشمنی برین سرمایہ ناسرہ اندازند

و با وصف عدم خودی مشغول نظر التفات ساز نہ تا ختم کتاب با رہنمایان و آواز نہ نقطہ

خاتمة الكتاب

از ناثر معیدیل ناظم بنظیر ظهوری ظهوری نظیری نظیر افتخار الشعر حافظا محمد خان
متخلص بشهر سلیمه القدیر

گاهے سخن از یار و گاهے از سخن یار دیوانه مشق سر و کار ست دل با
امر و ز فکر تر و دیر ست پلے سپ جاده اقبال ست و فضاے کار آگهی جولانگاه تو زن
خیال ماضی بحال قرین آمد و حال با استقبال هم نشین شد گاهے بر روستے میر
دیدم و گاهے بجز از فیج رسیدم روزها در انجمن ناسخ و شبها هم نغم آتش
مومن نغم آرائے ماست و ذوق با دہ پیماے ماکر ششکان بحالیاں مانند و
حالیاں بآیندگان سخت پیوند آرائے اینهمه دیدنیا که دیده شد و دریافتنیا
که دریافته آمد پیدا ست که غیاز و چیز سببے دیگر نخواهد هم تم عیسی را از قفای
دریا بند و هم آب زندگی را از جاکے بهر ساندن مژده باد که نگرانی سر آمد و تلاش
بر طرقت شد صریح خامه معجز نگار ابوالخیر سید نور احسن خان بهادر متخلص به کلیم باوفا
را رواج تم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکره خم خم آب زندگی نهادند یارب
لطف این تم عیسی بر رفگان روزی و فیض این آب زندگی بر زندگان ارزانی
با و اندرین میدان پیش کلیم پاگزاشتن همانا پیش از کلیم پاگزاشتن ست و دور
تصور تر این بار فرسودن گاه بودن و کوه برداشتن توسن قلمش در و دیدنت
و صبا بمنون پاکشیدن عمریت که زبان ریخته را بحال افتاده و شاهد کمال را برآه شاد
است شعله آورد که طلسم گنج کمال بکشد و کار سکه که در احتلاط لفظ و معنی برآه افتاد
چون نباشد نهال مراد امیر المملکتی ست که بر اوزنگ جامعیت نشسته است و گل اسید
والا جاسه ست که کار جهانی بیک انگشت بسته است فطرتی درین نزدیکی بدر گاه شتر

دیده باشی شنیدم که نشانند اوج برآمد و پائین پرستی بکچند بر آستانش شنیده
باشی دیدم که بلندی نام دارد

فورا حسن کلیم بنوشت لعلی ست ز معدن معانی اوصاف معانی بلندش آواز در اسی ناله دل در عهد رگبسته که آن را آن شاه جهان که در خیالش تا هیچ گرازش بهر خواهی	خوش بزرگ که جان نوشت در صدق بیان نوشت بر صفح آسمان نوشت بانگ جرس فغان نوشت شاه فلک آستان نوشت بر بهمن بحر و کان نوشت نیز بک سخور ان نوشت
--	--

قطعه تاریخ چکیده خامه بلاغت جامه نواب مرزا داغ دلی

سیدی نور حسن خان بهادر و بیاب منتخب کرد چو اشعار بگفتیم تاریخ	آنکه با نطق کلیم و بطبع است کلیم نور الهام جدید و بدیع بیضا کلیم
--	---

قطعه تاریخ از جمیل احمد سوانی

جمیل این تذکره آن رونق رنگ بر دارد ز دل بربابی تاریخ این گلده رنگین	که مقبول دل و طبع است کلیم تا شاگاه معنی جلوه طور کلیم
--	---

قطعه تاریخ از معدن شیوا بیانی سید قدرت علی شمیم سوانی

چیده مضمون و منتخب اشعار سال تاریخ او شمیم نوشت	داخل تذکره چو شرفی الحال انتخاب پسند اهل کمال
--	--

قطعه تاریخ از منشی سید احفاد علی سہوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال
گفت احفاد سال تاریخش

مجمع ساخته بفکر رفیع
چیدہ و منتخب کلام بدیع
۹۴ ۱۲ھ

قطعه تاریخ از منشی محمد شاہ حسین شاہراہ بن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرقتہ تذکرہ بنوشت
نوشت مصرعہ تاریخ خوش و ادا کر

کہ دل فریفتہ او شد است و جان مانگ
بہار طور کلیم است نور دیدہ دل
۱۲ھ

قطعه تاریخ از سخنور بے بہا رشک صائب و کلیم

ابو النصر سیلی حسن بھاج صاحب ہمار سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد
جلوہ فکر ت کلیم نمود
از سر بساط گفت سلیم

روکش جلوہ بہار جمین
شمع بزم سخنور ان روشن
گلشن دلپسند اہل سخن
۹۴ ۱۲ھ

منہ سلمہ رب

ہے یہ پیمائش تذکرہ ایسا
فیض ہے حضرت کلیم کا یہ
کون ہے جسکو یہ پسند نہیں
جلد کہد و تسلیم فکر ہے کیوں

جسکا ثانی نہیں برب محبوب
اسکا طالب ہو دور ہو کہ تریب
دیکھو کیا کیا لکھے میں شمع
اسکی تاریخ ہے عجیب غریب
۹۴ ۱۲ھ

قطعة تاسخ از مخزن لائمانی موجلا فاطمائی نشتی محمد صابر حسین سہ سوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لہجہ تاس ہے اک جہان کا

بتاؤ حُب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھوں

بلا ہے انداز دلبری میں یہ حسن و جلوہ کہاں پیری میں

زبانہ اسکی ادا پر شیدا جہان شوخی پر اسکی مفتون

کہیں ہے یہ دلخیزاب عاشق کہیں بہتہ عشوق دلریا ہے

کہیں ہے کیلی کا اسمین جلوہ کہیں دکھانا ہر رنگ مجنون

لکھے وہ چمن چمن کے شعر اسمین کہ انتخابوں کی جان ٹھیرا

نہ دیکھی آنکھوں نے ایسی ہندش شانہ کا نونچل ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہر سخن گلشن کہلے ہیں کیا کیا گل مضامین

جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہیں معانی بہار گلگون

بیان وصل و فراق سے یہ کہیں ہر تریاق سم کہیں یہ

کیسے دلیں ہے اس سے شادی کیا ہی اسنے کیا کا دل

نہ کیوں ہو یہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ

جو نام طور کلیم پایا یہ کچھ اسی کے لئے تھا موزون

سن سچی وصال بھری صبا جو پوچھے کوئی تو کہہ دے

تیا بہت آشوب نظم ہے یہ یہ نہ شہر ہوا اک صدار افون

۱۸۹۹ء ۹۷ء ۱۲

قطعة تاسخ طبع از معدن بکتہ دانی سید حلیل احمد سہ سوانی

جلوہ ہے شعر شہر میں مضمون میں ہر لفظ

ہے تذکرہ کہ نظم ہر نور کہ کلیم ہے

روشن عجیب نور سے نور کلیم ہے

۹۷ء ۱۲

تاسخ بھی چمکتی ہوئی کند و اسے حلیل

۹۷ء ۱۲

قطعه تاریخ طبع از مولوی عبیدالباقی سہوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ نگار
مصرعہ تاریخ از باقی چنان شد و لغز
جلوہ اشعار شد روشنگر نور کلیم
ہست زیبا سے تجلی جلوہ طور کلیم

تاریخ تالیف تذکرہ طور کلیم ختم شد فی اعلیٰ صاحب تخلص فارغ

عنوانهای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون
چکا یا نور شعر کا طور کلیم

قطعه

جلوہ گری سغان کی لفظوں میں کیا کہوں
بہجہ جاسے کیوں نہ آتش ہا دو ساری
فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں ہے
طور کلیم نور تجلی سحر ہے

ایضاً تاریخ طبع

عنوانهای تاریخی

طور کلیم گشت محلی بلبس طبع
آیت طبع یافت طور کلیم

قطعه

میر نور الحسن حلیم و حلیم
جو ہر فرد معدن تقوی
بر سر طور نشر و نظم کلیم
دریم عز و جاہ و ریتم
کرو منت پذیر لطف عمیم

بیسته از بهر یاد گاری نشان جمله اشعار انتخاب زده شرفان و روان او آمد کلک قاریخ نوشت صحرای طبع	کردنایاب تذکره برقیم دلکش مثل بوستان نعیم غیرت آب گوهر و تسنیم جلوه پیر و از گشته طوکلیم ۱۱۳
قطعه تاریخ	
تالیف طوکلیم بنده بر طبع سلیم محمد ابراهیم مختص بن خلیل که رباقاریخ	
گشت مفتوح ازین تذکره باب معنی سافر چشم برین گری سیر اندازان روشن از شمع قلم کن سینه تالیف خلیل	نور خورشید و قمر یافته تاب معنی مست طافخ شوی از کیف شرب معنی جلوه طوکلیم ست شهاب معنی ۱۲۹ هجری قمری شماره روز
ایضا تاریخ طبع	
بیشک کلیم تذکره طرفه نگاشته می تابدا حرون معانی لغز و لغز تاریخ طبع یافت پیچ دل کلیم	پیوجو نیت برب بیننده واه واه چون در سواد چشم تنان مردم سیاه طوکلیم کرده تجلی چو نور ماه ۱۱۴
نشر خانه بطرز تقریظ از احمد خان صوفی متهتم مطبع مفید ام آگره	
کلامیک طور زبان را نور و موسیقی منتان را سرور بخشد حمد و شکر آینه دل است که کوه طور یا نگر عشقش خاکستر و آن خاکستر سر نه دیده ابل نظر گردیده دیده و رانی که بنورش راه برده اند قدم برایش سپرده چراغ هستی بر افروختند و نقد حیات ابدی اندوختند بجا نیک الله نوال السموات	

خود میفرماید ماکو چنان بر نظر خدا بین باید تا بر سولطانه تجلیات او کنند و اینها گفته فتم
و چه الله را تعویذ باز و مقنونی منته

زاتش بصفات هست پیدا	چون نور که شد در مه بودید
اصل همه نور نور ذات است	چشم تو منور از صفات است
در ذات هیچ و سر لا هوت	بکشا نظری بنور ناسوت

در سخن که از طور دلم کسی ظهور نشیند گفت حضرت خواجہ کائنات علیه الصلوات و التحیات
که موسی عمران مروه خندان اوست و عیسی بریم یکم از دربان او کلیم طور نشین سوال باری
بر زبان بود و بجا ایش لن ترانی می شنود و آن محمود رب و دد به عرش برین رسید
و از ما زاغ البصوم اطغی سرمه در چشم خود کشید بر بست و بلند ملت دیده بکشا کلیم کجا
و عرش غلیم کجا به برین تفاوت ره از کجا است بکجا منته

موسی بطور رفت و عین است اوج او | ابرامکان و عرش معلیست جای تو

اما بعد از طور بد است خویش جدا صوفی به ری چون طنبو خالی پر صدارت که اشارت
را نموده او دی سازگار است و سن بنوار افکار اشعار سزاوار بقول حافظ شیرازی

درین زمانه رفیق که خالی از غفل است | صراحی می نایب و غنچه غزل است

در نیم سخن بختان بزرگ تافیه تنگ می نشینم و دلم می کشاید و براه پنجه کلامی خود را بر دین ایشان
و ابلی بر سر کار می آید یکس خالی من از گو سخن پر است و معانی آبدار بهرین اصل و در تذکره طویر
که با شاعر گوناگون بزرگ گلهای بوقلمون است و سکاوند القادوسی بنیرون پیرایه اقتسام
در بکشید و از سنگ طبع چشمه آب بقار و ان گردید تشنگان را نوید تازه و تخم سپهران را مستر بجا نذر
از زانی بکجا این کتابی است مایه سرور و شادمانی و سر تن آب زندگانی گلشنه دست به گین خیالان و
و سبزه و آشفته حلاوتن بیکل کردن فرهاد نشان روزگار و تعویذ باز وی شاعر شیرین گفتار
هر ورقش عینک دیده فراق دیده و هر نقطه اش سودای دل غم کشیده نظم منته

